1631

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،18۔فروری 2009

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ حکومت پنجاب کے سال06۔2005کے اکاؤنٹس کی آڈٹ رپورٹ کاایوان میں پیش کیاجانا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے سال 06۔2005کے اکاؤنٹس کی آڈٹ رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ حکومت پنجاب کے سال05۔2004کے مدبندی حسابات کاایوان میں پیش کیاجانا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے سال05۔2004کے مدبندی حسابات ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ حکومت پنجاب کے سال05۔2004کے فنانس اکاؤنٹس کاایوان میں پیش کیاجانا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے سال05۔2004کے فنانس اکاؤنٹس ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے سال 05۔2004 کے مد بندی حسابات کا ایوان میں پیش کیاجانا

ایک وزیر محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے سال 05۔2004 کے مدبندی حسابات ایوان میں پیش کریں گے۔

1632

5۔ حکومت پنجاب سول ورکس کے اکاؤنٹس برائے سال 06۔2005 کی آڈٹ رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

ایک وزیر حکومت پنجاب، سول ورکس کے اکاؤنٹس برائے سال 06۔2005 کی آڈٹ رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔

6۔ حکومت پنجاب کے سرکاری شعبے میں تجارت کے اکاؤنٹس برائے سال 06۔2005 کی آڈٹ رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے سرکاری شعبے میں تجارت کے اکاؤنٹس برائے سال 06۔2005 کی آڈٹ رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔

7۔ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009 (مسودہ قانون نمبر 9 بابت 2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009، جیسا کہ مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009 منظور کیا جائے۔

8۔ مسودہ قانون (ترمیم) قیام امن عامہ پنجاب مصدرہ 2008 (مسودہ قانون نمبر 13 بابت 2008)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) قیام امن عامہ پنجاب مصدرہ 2008، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فوری طور پر زیرِ غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) قیام امن عامہ پنجاب مصدرہ 2008 منظور کیا جائے۔

1633

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا گیارھواں اجلاس

بدھ،18۔فروری2009

(یوم الاربعاء،22۔صفر المظفر1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر24منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

خَلَقَ ٱلۡإِنسَـٰنَ مِن صَلۡصَـٰلٍ كَٱلۡفَخَّارِo وَخَلَقَ ٱلۡجَآنَّ مِن مَّارِجٍ مِّن نَّارٍ o
فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo رَبُّ ٱلۡمَشۡرِقَيۡنِ وَرَبُّ ٱلۡمَغۡرِبَيۡنِo فَبِأَىِّ ءَالَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo مَرَجَ ٱلۡبَحۡرَيۡنِ يَلۡتَقِيَانِo بَيۡنَهُمَا بَرۡزَخٌ لَّا يَبۡغِيَانِo فَبِأَىِّ ءَالَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo يَخۡرُجُ مِنۡهُمَا ٱللُّؤۡلُؤُ وَٱلۡمَرۡجَانُo فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo
وَلَهُ ٱلۡجَوَارِ ٱلۡمُنشَـَٔاتُ فِى ٱلۡبَحۡرِ كَٱلۡأَعۡلَـٰمِ o فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo كُلُّ
مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍo وَيَبۡقَىٰ وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو ٱلۡجَلَـٰلِ وَٱلۡإِكۡرَامِ o

سُوۡرَۃُ الرَّحمٰن آیات 14 تا 27

اس نے آدمی کو بنایا بجتی مٹی سے جیسے ٹھیکری۔اور جن کو پیدا فرمایا آگ کے لوکے (لپٹ) سے۔تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔دونوں پورب کارب اور دونوں پچھم کارب۔تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔اس نے دو سمندر بہائے کہ دیکھنے میں معلوم ہوں ملے ہوئے۔اور ہے ان میں روک کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا۔تو تم اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے۔تو تم اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔اور اسی کی ہیں وہ چلنے والیاں کہ دریا میں اٹھی ہوئی ہیں جیسے پہاڑ۔تو تم اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے۔اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کرم کے آشیانے کی کیا بات ہے
آپ کے آستانے کی کیا بات ہے
ایک گھر جو ملے شہر سرکار میں
پھر تو ایسے ٹھکانے کی کیا بات ہے
کتنے نانا ہیں ان کے نواسے بھی ہیں
پر ابن حیدر کے نانا کی کیا بات ہے
فاطمہؓ و علیؓ حسنؓ اور پھر حسینؓ
پنجتن کے گھرانے کی کیا بات ہے
موت کا وقت ہے اور وہ ہیں سامنے
اے قضا تیرے آنے کی کیا بات ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ داخلہ سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں ہم نے ایک point raise کیا تھا جس پر Chair نے یہ observation دی تھی کہ ہمارے ہاں جنگلات کی چوری اور کٹائی بہت زیادہ ہے۔ ہم نے اس ہاؤس میں اس کو point out کیا اور یہاں یہ direction pass ہوئی کہ forest والوں کو اس پر depute کر کے اس کی رپورٹ اس ہاؤس میں پیش کی جائے گی۔ میں وہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے اجلاس میں آپ نے observe کیا تھا اور یہ direction دی تھی کہ اگلے اجلاس میں رپورٹ پیش کی جائے گی۔ وہاں بھکر میں جنگلات کی چوری ہو رہی ہے اور ہم نے مخصوص جگہ بتائی تھی کلور کوٹ پھر وزیر صاحب جن کے پاس جنگلات کا چارج تھا ان کے ساتھ ہماری میٹنگ بھی ہوئی تھی۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس اجلاس میں اس کی رپورٹ آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: forest کا محکمہ کس کے پاس ہے؟

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب میں بہت اہم issue پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہ وقت عنایت فرمایا۔ آج کا دن ان لوگوں کے لئے ہے جو جمہوریت پسند اور آئین کے علمبردار ہیں۔ جنھوں نے جمہوریت، جمہوری اداروں اور آئین کی بالادستی کی خاطر جدوجہد کی تھی۔ 18۔ فروری کا دن وہ دن ہے جس دن جمہوریت کی فتح ہوئی، عوام کی فتح ہوئی اور اس دن

آمریت کی چولیں ہلا کر رکھ دی گئیں۔آج میں آپ کو یہ مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ 18۔فروری کے دن عوام نے منتخب نمائندوں سے جو امیدیں باندھی تھیں،ان سے جو توقعات وابستہ کی تھیں اور عوام کے نمائندے جو عوام سے وعدے کر کے آئے تھے۔وہ جامعہ حفصہ لال مسجد کی سسکتی ہوئی لاشیں ہم سے سوال کر رہی ہیں،وہ بگٹی کی شہادت ہم سے سوال کر رہی ہے،جن ججوں کو کانوں سے پکڑ کر بھگا دیا گیا ان کی بحالی ہم سے سوال کر رہی ہے،آج جمہوریت اور آئین کی بالادستی ہم سے سوال کر رہی ہے---

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب کافی بات ہو گئی آپ کی بڑی مہربانی۔آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تھے یہ مناسب نہیں ہے۔آپ تشریف رکھیں جی،کاٹھیا صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!میں مبارکباد دینا چاہتا ہوں---

جناب سپیکر: بڑی مہربانی،سب کو پتا چل گیا آپ کی مبارکباد کا اور آپ کو بھی مبارک ہو۔جی،کاٹھیا صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر
وزیر اعلیٰ کی صوابدیدی گرانٹ کو بلوچستان کی بجائے پنجاب میں خرچ کرنے کا مطالبہ

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔کل جب رانا ثناء اللہ صاحب نے اپنی بحث کو مکمل کیا اس سے پہلے میں ایک پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوا تھا۔اس میں رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا تھا کہ discretionary grant میں C.M کی power ہے کہ وہ پنجاب حکومت کا پیسا کہیں بھی خرچ کر سکتے ہیں۔میرے پاس Punjab Parliamentary Privileges کے صفحہ نمبر 61 پر discretionary grant کا پیرا ہے وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔رانا صاحب بھی سن لیں گے،پورا ہاؤس بھی سن لے گا اور آپ بھی دیکھ لیں کہ یہ کس طرح ہوا کہ:

A sum of 3,00,000 rupees shall be placed at the disposal of the Chief Minister and Minister respectively per annum for making discretionary grant in such manner as may be prescribed.

اس کے باوجود میں یہ پورے ہاؤس کے سامنے on the floor یہ بات کہتا ہوں اور حلفاً کہتا ہوں کہ 'لاالہ الااللہ محمد الرسول اللہ' ہمیں کسی کو اعتراض نہیں ہے کہ آپ بلوچستان میں کارڈیالوجی سنٹر کیوں بنارہے ہیں لیکن میں اس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو ایک طریق کار ہے، آپ نے بھی سنا ہے، پریس نے بھی سنا ہے، پورے ہاؤس نے سنا ہے یا اس کی وہ وضاحت کر دیں، میرا علم تو بہت کم ہے، لاء منسٹر صاحب کا بہت زیادہ ہے، وہ اس کی اگر وضاحت کر دیں یا پھر جو proper طریق کار ہے وہ اپنائیں، اس ہاؤس سے اجازت لے کر ایک ارب نہیں، دس ارب بیشک دیں ہم اس کی support کریں گے، اس کے علاوہ اگر وہ اپنے بلوچ بھائیوں کی وہاں مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے پنجاب میں میرے ضلع جھنگ ، بھکر، لیہ، ڈی جی خان میں پورے پنجاب میں بلوچ ہیں وہاں ان کے لئے کچھ بنائیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر پر پہلے ہی وہ بول رہے ہیں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! وہ ایک تو اس کی وضاحت کر دیں اور دوسرا شاید یہاں سینئر مشیر برائے وزیراعلیٰ یا وزیر بلدیات موجود ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں، میری بات سنیں، اب وقفہ سوالات ہے۔۔۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! اس کی وضاحت کروادیں۔ میں نے پڑھا ہے، آپ کا قانون اور book بتارہی ہے۔ لاء منسٹر صاحب اس کی وضاحت کر دیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھ سے proper طریق کار کا مطالبہ کرنے والے میرے بھائی کو خود بھی proper طریق کار کے مطابق بات کرنی چاہئے۔ بات یہ ہے کہ

ایک اچھے کام کو، ایک اچھے جذبے کو اور اس ملک میں یکجہتی پیدا کرنے کے لئے، پاکستان کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے، پاکستان کے جو federating units ہیں ان کو قریب لانے کے لئے ایک انتہائی اچھے جذبے سے کئے جانے والے اچھے کام کو میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اس طرح سے point out نہیں کرنا چاہئے لیکن اگر یہ کرنا چاہتے ہیں تو پھر یہ بڑا proper طریق کار ہے کہ یہ تحریک التوائے کار لے آئیں۔ یہ تحریک استحقاق لے آئیں، یہ جو چاہتے ہیں، اس ہاؤس میں کسی معاملے کو take up کرنے کے جو بھی proper طریقے ہیں ان میں سے کسی طریق کار کے مطابق یہ آ جائیں ان کی تسلی و تشفی کروائی جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! اسی debate کو برقرار رکھتے ہوئے ہم نے ایک تحریک جمع کروائی ہے میں اسے پڑھنا چاہتا ہوں، آپ اسے out of turn لیتے ہوئے مجھے اس کو پڑھنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ابھی وہ ٹائم نہیں ہے۔ This is not proper time for that جب وہ ٹائم آئے گا تو اس وقت آپ پوچھنا۔ پھر میں آپ کو اجازت دوں گا۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! اس کی پڑھنے کی اجازت دے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: کاٹھیا صاحب! نہیں۔ When I say no کاٹھیا صاحب! No، کاٹھیا صاحب! No، کاٹھیا صاحب! No اس کو ریکارڈ کا حصہ نہ بنایا جائے۔(شور وغل)

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر!۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، سعید اکبر نوانی صاحب اور ان کے بعد پھر شاہ صاحب، دیکھیں! ایجنڈے کے مطابق چلنے دیتے تو بہتر تھا لیکن آپ دونوں ہی سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرے عزیز ثناء اللہ خان مستی خیل نے یہاں بڑی تقریر فرمائی۔ میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ کم از کم اس دور میں جو ہم privilege class تھے یا ہم ان کو support

کرتے رہے، کوئی منسٹر رہا، وہ خود پارلیمانی سیکرٹری رہے اور ہم ان کی اتنی حمایت کرتے رہے اور ہم ان کی اتنی بڑی بڑی تعریفیں کرتے رہے، آج کم از کم ہمارا حق نہیں بنتا کہ ہم اتنی لمبی تقریر کریں اور اس کو ہم criticize کریں۔ ایلکشن سے پہلے میں نے بھی اپنے future کے لئے فیصلہ کیا، انھوں نے بھی کیا لیکن میں جو پانچ سال ان کے ساتھ بیٹھ کر منسٹر رہا، وہ فیڈرل گورنمنٹ کے ہوم کے پارلیمانی سیکرٹری رہے اگر آج میں یہاں یہ آکر کہوں کہ جناب والا وہ آمر تھے، وہ تو کرتے تھے تو مجھے اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اگر ہمیں اس وقت اتنا احساس تھا تو کیوں نہیں ہم چھوڑ گئے؟۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اچھا، بس ٹھیک ہے۔

جناب سعید اکبر خان: تو میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم ہمیں ان دنوں کا ضرور احساس رکھنا چاہئے کہ جب ہم ان کی حمایت کرتے تھے، جب اس ہاؤس میں ایک تحریک پاس ہوئی، ہم نے اس کو support کیا، نیشنل اسمبلی میں اتنی بڑی ان کے حق میں قرار دادیں آتی رہیں، ہم سارے بیٹھ کر ان کو support کرتے رہے۔ میرا criticize کرنے کا مقصد نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنے اپنے ضمیر کو اتنا نہیں مارنا چاہئے کہ جب ہم ان کو support کرتے تھے تو ہم اس پر آج خاموش رہتے، ہمیں اس پر اتنی بڑی تقریر نہیں کرنی چاہئے کہ آج ہم کہیں کہ وہ آمر تھے، اگر آمر تھے تو ہم ان کے ساتھ کیوں بیٹھے رہے؟ نہیں بیٹھنا چاہئے تھا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! Personal explanation

جناب سپیکر: وہ personal explanation پر آ گئے ہیں، شاہ صاحب! ایک منٹ۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں پہلے personal explanation پر ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ایک سیکنڈ۔۔۔

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! شاہ صاحب سینئر ہیں، پلیز ان کی بات سن لیں۔

معزز ممبران کو اسمبلی میں داخلے کے وقت سکیورٹی چیکنگ سے مستثنٰی قرار دینے کا مطالبہ

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میری صرف یہ بات ہے کہ مجھے یہ بتائیں کہ ایم پی اے کا status کیا ہے، Order of Precedent کے تحت کیا status ہے؟ اگر ایک ڈی سی او آتا ہے یا کمشنر آتا ہے تو اس کو تو کوئی search نہیں کرتا، ہماری خواتین ممبران آتی ہیں، جس طریقے سے ان کے پرس کی تلاشی لی جاتی ہے کیا وہ مشتبہ ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! بات یہ ہے کہ ایک ممبر جو ہے یہ اس کا استحقاق ہے۔ یہ انھوں نے دیکھنا ہے کہ Whether he is a member or not? جب وہ ممبر ہے، ان کو پتا ہے کہ He should not be searched like an ordinary person. ہمارا استحقاق اگر اس ہاؤس میں بھی نہیں ہو گا، آج میں نے دیکھا ہے کہ ہماری محترم دو خواتین کا وہاں پر جس طریقے سے ان کا پرس search کیا جا رہا تھا میں نے وہاں پر بھی اعتراض کیا اس لئے I just want to bring it out

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میری بات سنیں، میری بات سنیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! سکیورٹی کا مسئلہ ہم سب کے لئے ہے۔ ہمیں بھی پتا ہے کہ اگر خدانخواستہ کچھ ہو گا تو ہم بھی نہیں رہیں گے مگر یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ان کو اس طریقے سے search کیا جائے کہ ان کی humiliation ہو، I will not accept this humiliation at all, sir. یہ ممبران کے استحقاق کا مسئلہ ہے۔ یہ انھوں نے واضح کہا ہے کہ ہمیں سپیکر صاحب کی instruction ہے، میری آپ سے صرف یہی گزارش ہے کہ ان کو یہ بتا دیا جائے کہ وہ یہ confirm کریں کہ اگر وہ ممبر ہے تو He should not be searched like this. Thank you very much.

معزز خواتین ممبران: ہم سب ان کی تائید کرتی ہیں۔ آپ سکیورٹی والوں سے کہیں کہ ہمارے ساتھ ایسا سلوک نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، میں ابھی کہہ رہا ہوں۔ سیکرٹری صاحب! سی ایس او سے کہیں کہ ہماری جو معزز خواتین ممبران ہیں ان کا خیال کیا جائے۔۔۔

محترمہ انجم صفدر: ہم ان کا ہمارے پرسوں کو کھولنا اور پھر ان کو بند کرنا بھی اپنی توہین سمجھتی ہیں۔ ایسے جھٹک کر ہمارے پرس چیک کئے جاتے ہیں۔ آج جب میں باہر کھڑی تھی تو میرے ساتھ میرے ساتھی ممبر نے وہاں احتجاج کیا اور میں نے ان سے کہا کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات کریں۔ ہم سب خواتین ہیں، ہم سب کا دل دُکھتا ہے، ہمارا جو استحقاق مجروح کیا جاتا ہے وہ اسمبلی کے باہر کھڑے ہو کر کیا جاتا ہے، کیا وجہ ہے، کیا ہم چور ہیں؟ آٹھ کروڑ عوام کی نمائندگی کرنے والے تین سو سے زائد ممبران میں ہم بھی ممبران ہیں، کیا male حضرات کی تلاشی لی جا سکتی ہے، آپ کے پاس کیا گارنٹی ہے، ہم اس چیز کا احتجاج کرتی ہیں، ہم سب خواتین اس پر احتجاج کریں گی جس طرح آج اسمبلی کے باہر کھڑے ہو کر میری بے عزتی کی گئی ہے اور آگے سے مجھے یہ جواب دیا گیا ہے کہ آپ اپنے سپیکر صاحب سے بات کریں۔ ان سے پوچھیں، انھوں نے یہ پابندی لگائی ہے۔

معزز خواتین ممبران: ہم سب اس پر بھرپور احتجاج کرتی ہیں۔

جناب سپیکر: اب آپ نے بات کر لی؟

محترمہ سکینہ شاہین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے بھائی نے خواتین کے تقدس کی بات کی ہے۔ میں یہاں پر اس ہاؤس کے جو تمام پارلیمنٹیرین ہیں ان تمام کی بات کروں گی۔ ہر پُل کے اوپر ایم پی ایز کی گاڑی کو روکا جاتا ہے۔ تیر والی گاڑیوں کو پار کیا جاتا ہے، وہاں بھی پارلیمنٹیرین کا استحقاق مجروح ہوتا ہے، خدارا! پارلیمنٹیرین کو ان کا حق دیں، ان کا استحقاق دیں اور ان کا استحقاق جگہ جگہ مجروح نہ کریں۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! کیا آپ کی اجازت سے ہم سب پارلیمنٹیرین خواتین کے بیگ چیک کئے جاتے ہیں اگر ایسا ہے تو اس پر رولنگ دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، سیکرٹری صاحب! یہ ہدایت کی جائے کہ ہمارے جتنے بھی معزز ارکان خواتین و حضرات ہیں وہ اس تلاشی سے مستثنیٰ ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قطعاًیہ شکایت آئندہ نہیں آنی چاہئے۔اگر کوئی ایسی بات ہوئی تو I will take strict action against the man(قطع کلامیاں)

Order in the House. Order in the House. Order in the House.

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میرے معزز دوست سعید اکبر خان صاحب نے جو کہا ان کی اطلاع کے لئے اور ہاؤس کی اطلاع کے لئے عرض یہ ہے کہ پچھلے دور میں جب جنرل مشرف صاحب اور چودھری پرویز الٰہی صاحب کی حکومت تھی تو وہ blue eyed تھے، وہ آخری دن تک منسٹر رہے ہیں، مجھے یہ امتیاز حاصل ہے کہ۔۔۔

MR. SPEAKER: No. personal attack. No personal attack, please no personal attack.

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں اخلاق کے دائرے میں رہ کر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: personal نہیں ہونا۔ میں نے آپ کو personal explanation کے لئے floor دیا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: میں ان پانچ ایم این ایز میں شامل ہوں جنھوں نے میاں محمد نواز شریف کے ساتھ اگست 2006 میں لندن میں ملاقات کی تھی اور ان کے ساتھ شمولیت کا اعلان کیا تھا۔ میں وہ واحد آدمی ہوں کہ جس نے اسمبلی کے floor پر کہا تھا کہ حدود بل کے خلاف میں ووٹ نہیں دیتا چونکہ یہ قرآن و سنت کے منافی ہے۔ میں وہ واحد آدمی تھا کہ جس نے فیڈرل پارلیمانی سیکرٹری داخلہ جولائی 2006 میں چھوڑ دی تھی۔ میں نے اس وقت مسلم لیگ (ن) کو join کیا تھا۔ یہ آخر تک سیاہ و سفید کے مالک رہے، ان کا ریکارڈ یہ رہا ہے کہ یہ ہر چڑھتے سورج کی پوجا کرتے رہے ہیں،

یہ کبھی وٹو کے ساتھی رہے ہیں، کبھی نکئی کے ساتھی رہے ہیں، ان کی مرضی یہ ہے کہ یہ ہمیشہ اقتدار میں رہیں۔۔۔

سوالات (محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: نو پلیز، نو پلیز۔ بہت مہربانی، بہت مہربانی۔ آپ دونوں حضرات کا بہت شکریہ۔ جی، مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے آپ سے دو تین دفعہ پوائنٹ آف آرڈر پر floor مانگا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں اب ایجنڈے کے مطابق چل رہا ہوں۔ بڑی مہربانی۔ جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!۔۔۔ سوال نمبر بولئے گا۔ (قطع کلامیاں)

Order please. Order in the House, Order in the House

میاں نصیر احمد: On her behalf Q.No.343 (معزز رکن نے محترمہ ساجدہ میر کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 343 دریافت کیا گیا)

سیاسی کارکنوں ورہنماؤں پر دائر مقدمات کی واپسی کا مسئلہ

*343: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابق دور حکومت میں جن سیاسی کارکنوں، رہنماؤں اور سول سوسائٹی کے ارکان کو دہشت گردی سمیت مختلف دفعات کے تحت گرفتار کیا گیا تھا ان پر دائر کئے گئے تمام مقدمات کو حکومت واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ایسا ہے تو اس میں حکومت کو کتنا عرصہ درکار ہوگا؟

(ب) کیا موجودہ حکومت سیاسی بنیادوں پر مقدمات قائم کرنے اور سیاسی مخالفین کو گرفتار کرنے کی سابق روش کو برقرار رکھے گی یا لوگوں کو اظہار رائے کی مکمل آزادی ہوگی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ سابق دور حکومت میں جن سیاسی کارکنوں، رہنماؤں اور سول سوسائٹی کے ارکان کو قانون ہاتھ میں لینے پر گرفتار کیا گیا تھا ان پر دائر کئے گئے 695 مقدمات جن میں 5047 ملزمان تھے ان کو واپس لے لیا گیا ہے۔کچھ مقدمات حکومت پنجاب کی کمیٹی کے زیر غور ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب لوگوں پر کوئی مقدمہ قائم کرنے اور سیاسی مخالفین کو ناجائز گرفتار کرنے کا کوئی ارادہ نہ رکھتی ہے اور نہ ہی کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت دیتی ہے۔ عوام الناس کو اظہار رائے کی حکومت پنجاب کی جانب سے مکمل آزادی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں جو سوال پوچھا گیا تھا وہ یہ تھا کہ سیاسی کارکنوں، رہنماؤں اور سول سوسائٹی کے ارکان کو دہشت گردی سمیت مختلف دفعات کے تحت گرفتار کیا گیا تھا، اس حوالے سے سوال تھا کہ پچھلے چھ سالہ دور میں یہ دفعہ سب سے زیادہ نہ کریمنل پر لگائی گئی ہے، نہ دہشت گردوں پر لگائی گئی ہے بلکہ اس قانون کے تحت اگر سب سے زیادہ گرفتاریاں ہوئی ہیں تو وہ ان سیاسی کارکنوں کی ہوئی ہیں جنھوں نے آٹھ سال ایک ڈکٹیٹر کے خلاف جدوجہد کی تھی۔ میرا جناب منسٹر سے سوال یہ ہے کہ جن پر یہ قانون لاگو ہونا چاہئے تھا ان کو تو ریڈ کارپٹ اور گارڈ آف آنر پیش کر کے رخصت کر دیا گیا لیکن وہ سیاسی کارکن جو آٹھ سال آمریت کے خلاف جدوجہد کرتے رہے ہیں ان پر یہ دفعہ آپ کب ختم کریں گے، کب ان کو اس سے مستثنیٰ قرار دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی میاں نصیر صاحب نے جو بات کی ہے اس سے مجھے بالکل اتفاق ہے کہ واقعی جن لوگوں کو دہشت گردی کی دفعات میں اگر پہلے نہیں تو اب کم از کم ان کو پکڑے جانا چاہئے تھا، ان کے خلاف مقدمات بننے چاہئیں تھے، یقیناً ان کو گارڈ آف آنر کے ذریعے ہی رخصت کیا گیا ہے لیکن اس معاملے میں جوابدہی جو ہے وہ اس ہاؤس

کی بنتی ہے اور نہ پنجاب حکومت کی بنتی ہے تو اس لئے میں ان کی اس بات سے زیادہ سے زیادہ اتفاق ہی کر سکتا ہوں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جو سوال پوچھا گیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ کچھ مقدمات حکومت پنجاب کی کمیٹی کے زیر غور ہیں جن میں محترمہ ساجدہ میر بھی ابھی تک ہیں تو میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کتنی جلدی آپ ان تمام سیاسی کارکنوں کو ان سے فارغ کریں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں 695 مقدمات واپس ہو چکے ہیں اور کوئی 30 کے قریب مقدمات کمیٹی کے زیر غور ہیں۔ یہ کل ہی جب یہ بات میرے نوٹس میں آئی ہے تو میں نے ان کو تیس دن کی deadline دی ہے۔ یہ سارے مقدمات within one month واپس ہو جائیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال ؟

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس سوال میں پوچھا گیا تھا کہ ”کیا موجودہ حکومت سیاسی بنیادوں پر مقدمات قائم کرنے اور سیاسی مخالفین کو گرفتار کرنے کی سابق روش کو برقرار رکھے گی یا لوگوں کو اظہار رائے کرنے کی مکمل آزادی ہو گی ؟“ اس کا جواب آیا ہے کہ ”حکومت پنجاب لوگوں پر کوئی مقدمہ قائم کرنے اور سیاسی مخالفین کو گرفتار کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اور نہ ہی کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت دیتی ہے۔ عوام الناس کو اظہار رائے کی حکومت پنجاب کی جانب سے مکمل آزادی ہے تو یہ جواب بہت اچھا ہے سننے میں بھی اور عمل کرنے میں بھی لیکن کیا مقدمات قائم نہیں ہو رہے، میرا سوال وزیر قانون سے یہ ہے کہ کیا آج کے دور میں لوگوں پر سیاسی مقدمات قائم نہیں ہو رہے، کیا یہ جواب صحیح ہے ؟ یہ جواب صریحاً غلط ہے۔ ہمیں بتایا جائے کہ موجودہ دور میں لوگوں پر سیاسی مقدمات کتنے قائم ہو چکے ہیں اور کن پر ہو چکے ہیں، اس کی تفصیل بتائی جائے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس معزز ہاؤس کو یہ بھی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ ہماری موجودہ حکومت کے دور میں کوئی ایک سیاسی مقدمہ بھی دائر نہیں ہوا۔ اب اگر یہ

گجرات کے بدمعاشوں کو، گجرات کے قبضہ مافیا کو، گجرات کے غنڈوں کو، گجرات کے ان لوگوں کو جنھوں نے لوگوں کا جینا تنگ کیا ہوا تھا ان کو اگر یہ سیاسی کارکن کہتے ہیں تو پھر اس کے لئے ہماری معذرت ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! کوئی ایک دن مختص کر لیا جائے۔ میں پنجاب کے ہر ضلع سے، ہر شہر سے، ہر یونین کونسل سے لا کر مقدمات کے انبار لگا دوں گی، یہاں پر میں سیاسی کارکنوں کا ڈھیر لگا سکتی ہوں۔ کوئی ایک دن مختص کر لیں، میں with proof میڈیا کے سامنے، عوام کے سامنے، ہاؤس کے سامنے، سب کے سامنے چیلنج کرتی ہوں کہ میں ڈھیر لگا سکتی ہوں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی اس offer کو قبول کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

آپ آج ہی اس کے لئے کوئی دن fix کر دیں لیکن ان کا جو بیان ہے اس کو ریکارڈ کر لیں، انھوں نے کہا ہے کہ میں ڈھیر لگا دوں گی۔ یہ ذرا ریکارڈ پر رہے اور آپ اس سلسلے میں ایک دن fix کر دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔ جی۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ۔ پہلے بھی ایک پروسیڈنگ میں ہماری معزز ممبر آمنہ الفت صاحبہ نے ایک offer کی تھی کہ یہ رجسٹری مونس الٰہی ولد پرویز الٰہی سابق وزیراعلیٰ پنجاب کے نام آپ ہاؤس کے سامنے لا دیں تو میں استعفیٰ دے دوں گی لیکن اپنی اس commitment پر---

جناب سپیکر: نہیں، اب اس بات کو چھوڑیں۔ بڑی مہربانی۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں ناں۔ On the Assembly floor انھوں نے یہ بات کی تھی۔ ہم اس وقت آپ کے توسط سے ان سے پہلے اس استعفیٰ کا مطالبہ کرتے ہیں، ایک تو پہلے ہی انھوں نے ایک جھوٹ بولا ہے، پہلے ہی ان کے خلاف ہم ثابت کر چکے ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: دیکھیں! میری بات سنیں، میری بات سنیں، آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آج ہوم ڈیپارٹمنٹ کے اوپر سوالات ہیں، کیا ہوم سیکرٹری صاحب کو یہاں ہونا چاہئے تھا یا نہیں ہونا چاہئے تھا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کے اوپر بحث تھی اور چونکہ انھوں نے اس سے متعلقہ notes لینے تھے، ممبران کے points اور تجاویز کو note کرنا تھا، وہ کل سارا دن اور اس سے پہلے بھی گیلری میں موجود رہے۔ جواب دیتے وقت چونکہ مجھے چٹوں کی ضرورت نہیں پڑتی، میں پہلے تیاری کر لیتا ہوں اس لئے آج ہوم ڈیپارٹمنٹ کے کسی فرد کی ضرورت نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، میں ایک بات کروں گا۔ میری بات سنیں، آپ میری بات سنیں پلیز، وہ بات ہو گئی۔ میں ہاؤس کے تمام معزز ممبران سے ملتمس ہوں کہ اس ہاؤس کا جو بھی معزز رکن ہے وہ انتہائی قابل احترام ہے اور ان کے متعلق کوئی ذکر اذکار ان کی عدم موجودگی میں قطعاً نہ کیا جائے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ابھی سوال کے جز (ب) کے جواب میں رانا ثناء اللہ صاحب نے گجرات کے حوالے سے ذکر کیا تھا، میرا تعلق بھی گجرات سے ہے لہذا میں یہ کہنا چاہوں گی کہ گجرات کے ہمارے تمام شہری بڑے معزز ہیں۔ رانا صاحب لاء منسٹر ہیں ان کو شہریوں اور عوام کے متعلق بات کرتے ہوئے سوچنا چاہئے۔ غنڈے اور اس طرح کے الفاظ استعمال کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انھوں نے سب کے لئے نہیں کہا بلکہ جو اس category کے بندے ہیں ان کے متعلق کہا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: نہیں۔ چاہے انھوں نے کسی کے متعلق کہا ہو۔ میں کہتی ہوں کہ پورے ملک اور ہمارے پورے صوبہ کے شہری معزز ہیں، سب برابر ہیں۔ یہ اس طرح کے تفرقے مت ڈالیں۔ انھیں گجرات فوبیا ہو گیا ہے۔ یہ اپنے دماغ سے گجرات کا ڈر نکال دیں اور اس طرح کے الفاظ ایوان میں استعمال نہ کریں۔

جناب سپیکر: اس کا سوال سے کیا تعلق ہے؟

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: انھوں نے صرف غنڈوں اور بدمعاشوں کے لئے کہا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! پلیز، آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں Order please. Order in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری بہن نے کہا ہے کہ گجرات میں شریف لوگ بھی رہتے ہیں۔ میں ان کی بات کو بالکل تسلیم کرتا ہوں کہ گجرات میں بہت زیادہ شریف لوگ رہتے ہیں میں ان سب کی عزت کرتا ہوں اور انھیں سلام پیش کرتا ہوں لیکن یہ ریکارڈ کی بات ہے اور یہ کہیں تو میں کسی دن ریکارڈ لے آؤں گا ریکارڈ کے مطابق گجرات میں اشتہاری سب سے زیادہ ہیں۔ جو لوگوں کو بیرون ملک فروخت کرتے ہیں، غلط طریقے سے لوگوں کو باہر بھیجتے ہیں اور انسانوں کو فروخت کرتے ہیں وہ لوگ بھی سب سے زیادہ گجرات سے ہیں۔ میری مراد ان غنڈوں سے ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! پہلے آپ میری بات سنیں، دیکھیں! انھوں نے تمام گجرات کے بارے میں یہ بات قطعاً نہیں کہی-یہ ریکارڈ کا حصہ ہے اور انھوں نے ان بد معاشوں اور غنڈوں کا ذکر کیا ہے جو لوگوں کو تنگ کرتے ہیں-باقی تمام شہری قابل احترام ہیں-

محترمہ خدیجہ عمر: یہ تو پھر پنجاب کے ہر شہر میں ہیں-فیصل آباد کی لسٹ بھی لے کر آئیں-

محترمہ آمنہ الفت: یہ تو ہر جگہ ہوتے ہیں-

حاجی ناصر محمود: پوائنٹ آف آرڈر-

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر-

جناب سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں-میں نے ان کو floor دیا ہے-

حاجی ناصر محمود: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں بھی گجرات کے متعلق کچھ کہوں-

MR. SPEAKER: Order please, Order in the House.

حاجی ناصر محمود: جناب سپیکر! میرا تعلق گجرات سے ہے کیا معزز ممبر یہ بھول گئی ہیں کہ انھوں نے مجھ جیسے شخص پر نعوذ باللہ، نعوذ باللہ توہین رسالت اور منکر قرآن کا پرچہ کرایا؟ کیا یہ بھول گئی ہیں کہ انھوں نے مجھ جیسے شخص پر موٹر چوری کا پرچہ کرایا؟ (شیم، شیم)

لیکن میں آج یہاں کھڑے ہو کر دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ بتائیں اگر گجرات میں ایک بھی جھوٹا پرچہ درج ہوا ہو تو میں resign دے دوں گا-یہ قبضہ گروپ ہیں، ابھی تو ہم نے قبضہ گروپ کو touch ہی نہیں کیا---

جناب سپیکر: بڑی مہربانی-آپ تشریف رکھیں-

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں-

جناب سپیکر: اگلا سوال راجہ محمد حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) کی طرف سے ہے- محترمہ آپ بیٹھ جائیں- آپ ماحول کیوں خراب کر رہی ہیں؟

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! جویریہ صاحب پر بھی قتل کے چار پرچے درج ہوئے تھے-

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں- راجہ حنیف عباسی صاحب (ایڈووکیٹ) کا سوال ہے- تشریف نہیں رکھتے- کیا یہ سوال dispose of کیا جائے؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر On his behalf سوال نمبر 459 (معزز رکن نے راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 459 دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا آپ آدھ گھنٹہ بیٹھے بیٹھے سوچتے رہتے ہیں؟ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر-

جناب سپیکر: شیخ صاحب! دیکھیں وقفہ سوالات ہے آپ خود بار بار مجھے کہتے ہیں کہ آپ ایجنڈے کے مطابق نہیں چلتے لیکن آپ خود ہی پوائنٹ آف آرڈر لے لیتے ہیں-

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جب آپ دوسرے لوگوں کو پوائنٹ آف آرڈر دے رہے ہیں تو پھر مجھے کیوں نہیں دے رہے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ ایسے سوال نہ کیا کریں- I am grateful، آپ میری بات سنیں، آپ اچھے لہجے میں بات کیا کریں- آپ جس انداز سے بات کرتے ہیں یہ مناسب نہیں ہے- میں آپ کا شکر گزار ہوں، آپ ایک منٹ تشریف رکھیں- ان کو سوال نمبر بولنے دیں اس کے بعد آپ کا پوائنٹ آف آرڈر لیتا ہوں- جی، چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 459 ہے- میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے-

جناب سپیکر: ذرا check کر لیں یہ سوال نمبر 459 نہیں ہے-

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 459 ہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کے تھانوں میں ایف آئی آر کے اندراج کا طریق کار آسان بنانے کا مسئلہ

*459: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا حکومت صوبہ بھر کے تھانوں میں ایف آئی آرز کے اندراج کا طریق کار آسان بنانے کے ضمن میں عام آدمی کی سہولت کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

ایف آئی آر کے طریقے کو آسان اور بہتر بنانے کے لئے حکومت درج ذیل اقدامات کر رہی ہے۔

1۔ چیف منسٹر صاحب کی ہدایت پر آئی جی پنجاب پولیس نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو ماڈل پولیس سٹیشن پراجیکٹ پر کام کر رہی ہے اور بہت جلد اپنی سفارشات آئی جی صاحب کو دے گی جس کی بنیاد پر پنجاب کے تمام تھانوں کو اپ گریڈ کیا جائے گا اور تھانوں کو بہتر بنایا جائے گا اس کے اندر ایک یہ بھی خیال ظاہر ہو رہا ہے کہ ہر تھانے کے اندر ایک reception ہونا چاہئے جس پر professional reception تعینات کئے جائیں گے جو سویلین ہوں گے اور پولیس ملازمین نہ ہوں گے اور وہ ہر قسم کی درخواست سائل سے وصول کریں گے اور بغیر کسی حیل وحجت کے ایف آئی آر درج کریں گے۔

2۔ تجرباتی بنیاد پر بہاولپور ریجن کے تینوں اضلاع میں ایک ایک موبائل سٹیشن تشکیل دیا گیا ہے اس پولیس سٹیشن کے عملہ کے پاس اپنی ایف آئی آر بک ہوتی ہے اور یہ موقع پر پہنچ کر سائل کی ایف آئی آر درج کرتے ہیں اگر یہ تجربہ

کامیاب رہا تو پنجاب کے باقی اضلاع میں بھی موبائل تھانے بنائے جائیں گے۔

3- آئی جی پنجاب پولیس نے چارج سنبھالتے ہی وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات پہلے ہی سے جاری کئے ہوئے ہیں کہ ہر ضلع میں ایف آئی آر کی فری رجسٹریشن کو یقینی بنایا جائے اور اس ضلع میں کرائم کا تناسب بڑھتا ہے تو متعلقہ ایس ایچ او اور ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر سے اس کی باز پرس نہ کی جائے گی۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: حضرت آپ تشریف رکھیں۔ جی، شیخ صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تھے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری آپ سے صرف یہ گزارش ہے کہ اجلاس جس وقت شروع ہوا، چلو میں اس کو بھی debate نہیں کرتا لیکن اس کے بعد آپ نے پوائنٹ آف آرڈر دیئے اور personal explanation پر معاملہ چل پڑا۔ اب پچھلے 35 منٹ سے personal explanation ہے۔ میں آپ کی توجہ ایک اہم معاملے کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو اس ایوان کا ہر رکن بھگت رہا ہے وہ معاملہ یہ ہے اور میں یہ historically بھی ثابت کر سکتا ہوں کہ کم از کم جب اجلاس ہو رہے ہوں تو سیکرٹری صاحبان کو اسمبلی میں موجود ہونا چاہئے۔ ہمارے بہت سے ارکان کا وقت اس معاملے میں ضائع ہوتا ہے کہ ہم جاتے ہیں لیکن سیکرٹری ملتے نہیں ہیں اور ہمارے پاس 92 والا نمبر نہیں ہے کہ وہ دیکھنے کے بعد ہمارے نمبر اٹھالیں۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس ایوان کا ہر معزز ممبر سخت مصیبت میں مبتلا ہے، سیکرٹری نہیں ملتے اور حلقوں کے کام نہیں ہوتے اور لوگ وہاں ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ ہمیں پتا ہے کہ ہم کن حالات میں اپنے حلقوں کو چلا رہے ہیں لہذا میں historically ثابت کر سکتا ہوں کہ جب لیجسلیٹو اسمبلی بنی تھی تو اس وقت سیکرٹریٹ کے اندر اسمبلی کا اجلاس ہوتا تھا اور سیکرٹری موجود ہوتے تھے۔ اگر آج سارے سیکرٹری نہیں آ سکتے تو کم از کم روزانہ سات یا دس سیکرٹری موجود ہوں تاکہ لوگ یہاں پر ان سے اپنے کام کروائیں۔ یہ ہم پر رحم کریں اور ان لوگوں کو ہمارے لئے یہاں پر لائیں اور پرنسپل سیکرٹری کو بھی ہفتے میں کم از کم دو دن یہاں ہونا چاہئے۔ آپ سے

یہی گزارش کرنا تھی اور پلیز ہاؤس کو personal explanation پر نہ چلائیں - شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ نے بات سن لی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے جو بات کی ہے---

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ نے جو بعد میں بات کی ہے پہلے تو اس بارے میں بتائیں کہ اس بارے میں کیا کرنا چاہئے؟ What should I do?

شیخ علاؤالدین: کس بارے میں؟

جناب سپیکر: آپ نے کہا ہے کہ ہاؤس کو personal explanation پر نہ چلائیں۔ان الفاظ کا کیا کیا جائے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! دونوں طرف سے personal explanations ہو رہی ہیں اور اس پر ہاؤس کا وقت ضائع ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: کیا صرف آپ ہی اس معزز ایوان کے ممبر ہیں اور کوئی ممبر نہیں ہے؟ آپ اس طرح کے سوالات کرنے سے گریز کیا کریں۔آپ کی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اگر کوئی ممبر بھی آپ کی توجہ چاہتا ہے۔

MR. SPEAKER: Try to follow me I will be thankful to you

جی، رانا صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب شیخ صاحب کی بات کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی، دے رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب نے جو بات کی ہے کہ جب اسمبلی کا اجلاس ہو تو سیکرٹری صاحبان اپنے آفس یا اسمبلی چیمبر میں موجود ہوں تاکہ ممبران اپنے کاموں کے سلسلے میں ان سے مل سکیں۔یہ بالکل ایک valid observation ہے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ بات کر کے اس بات کو ensure کراؤں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ یہ بات ensure کریں اور کل اس بارے میں ایوان کو مکمل اطلاع دیں کہ آپ نے کیا بات کی ہے اور ادھر سے کیا جواب آیا ہے؟ مستقبل میں متعلقہ محکمے کا جو سیکرٹری بغیر وجہ بتائے یہاں موجود نہیں ہو گا تو پھر اس کے خلاف اسمبلی کی طرف سے کارروائی کی جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑا سا آپ کی بات کو آگے بڑھاؤں کہ جس دن question hour ہوتا ہے اس دن محکمہ کا سیکرٹری یا دوسرے اہلکار اسمبلی میں اس سلسلے میں مصروف ہوتے ہیں۔ شیخ صاحب نے جو بات کی ہے وہ اور طرح سے ہے۔ان کا یہ فرمانا ہے کہ سیکرٹری صاحبان اجلاس کے دنوں میں اپنی meetings نہ رکھیں، اپنے دفاتر میں موجود رہیں یا اسمبلی سیکرٹریٹ میں موجود رہیں تاکہ لوگ ان کو اپنے کاموں کے سلسلے میں مل سکیں تو میں اس بارے میں وزیر اعلیٰ پنجاب سے بات کر لوں گا اور next session سے انشاء اللہ تعالیٰ اس بات کو ensure کریں گے کہ اس complaint کو redress کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تو اجلاس کے دنوں کی بات ہو گئی، اجلاس کے علاوہ انھیں کہہ دیں کہ کوئی ایک یا دو گھنٹے عوام کے لئے اور public raps کے لئے مختص کریں تاکہ لوگ اس وقت کے دوران ان سے اپنے کام کروا سکیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ احکامات تو already ہیں اس کے متعلق انھیں ہدایات ہیں اور انھوں نے اس کے لئے وقت مقرر بھی کیا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود یہ شکایت ہے۔ان سب کو دوبارہ اس بات کی تاکید کی جائے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم جاتے ہیں اور سیکرٹری صاحبان موجود نہیں ہوتے تو ہم اپنا کارڈ چھوڑتے ہیں، فون کرتے ہیں اور message لکھواتے ہیں لیکن کبھی واپس جواب نہیں آتا۔ پچھلی دفعہ بھی وزیر قانون صاحب نے یقین دہانی کروائی تھی کہ سیکرٹری صاحبان back reply کیا کریں گے۔ ہاؤس میں آپ کی طرف سے یہ بات آئی تھی کہ اگر کوئی معزز رکن کارڈ چھوڑ کر جاتا ہے تو وہ آفیسر واپس آنے پر فون کرے گا، reply دے گا لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہو رہا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترم لغاری صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ عوامی نمائندہ، ایک ممبر اسمبلی اگر کسی بھی آفیسر کو فون کرے، خواہ اس کا مرتبہ گریڈ-11 کا ہو یا گریڈ-20 کا ہو یہ اس آفیسر کا فرض ہے کہ وہ ring back کرے۔ لغاری صاحب! یہ آپ کے علم میں ہو گا کہ یہاں پر متعدد تحاریک استحقاق اپوزیشن اور حکومتی بنچوں کی طرف سے آئی ہیں جن کی بنیاد صرف اور صرف یہ تھی کہ ہم نے فون کیا اور ring back نہیں ہوا تو ہم نے ان تحاریک استحقاق کو منظور کیا ہے۔

میاں عطا محمد خان مانیکا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں عطا محمد خان مانیکا: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ آپ نے ابھی حکم دیا ہے کہ جب اسمبلی کا اجلاس نہ ہو رہا ہو تو سیکرٹری صاحبان اپنے دفاتر میں اراکین اسمبلی کے لئے کوئی وقت مختص کر دیں۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے یہ direction دی ہے لیکن گزارش یہ ہے کہ اسمبلی کا اجلاس نہ ہو رہا ہو تو ہمارے چیف سیکرٹری صاحب تمام سیکرٹریوں کی فوج لے کر excursion trip پر نکل جاتے ہیں اور سات سات دن سیکرٹریٹ بند رہتا ہے جن divisions میں جاتے ہیں وہاں تحصیلوں میں کام بند ہو جاتا ہے کیونکہ ہر تحصیل پر گریڈ-20 کا ایک افسر نازل کر دیتے ہیں۔ میں وزیر قانون صاحب کی وساطت سے حکومت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے کبھی assessment بھی کی ہے کہ یہ جو 20/22 سیکرٹریوں اور ممبر بورڈ آف ریونیو کو لے کر چیف سیکرٹری صاحب جاتے ہیں اس کا حاصل کیا ہے؟ یہاں سیکرٹریٹ میں عوام کے کام بند ہو جاتے ہیں

اور جن اضلاع میں یہ جاتے ہیں وہاں پر بھی عوام کے کام بند ہو جاتے ہیں۔ میں حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ وزیر قانون صاحب ایوان کو اس بارے میں آگاہ فرمائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ چیف سیکرٹری صاحب کے ذہن میں یہ ایک concept, vision یا سوچ تھی کہ سیکرٹری صاحبان کو صرف بابو بنا کر دفتروں میں نہ بٹھایا جائے بلکہ ان کو field میں لے جایا جائے۔ یہ on ground جا کر لوگوں کے معاملات کو دیکھیں، لوگوں کی تکالیف کو سمجھیں اور ایک assessment کے بعد واپس آئیں اور واپس آ کر اس experience کی بنیاد پر لوگوں کی یہ بہتر طور پر خدمت کر سکیں۔ اب تک انھوں نے غالباً تین divisions کا visit کیا ہے۔ جیسا کہ مانیکا صاحب کہہ رہے ہیں کہ اس معاملے کو assess کرنا چاہئے تو ٹھیک ہے اس کو assess کر لیتے ہیں اگر اس سے کارکردگی میں کوئی بہتری آئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس practice کو جاری رہنا چاہئے اور اگر بہتری نہیں آئی تو اس کے متعلق معزز ممبران کی جو تجاویز ہوں گی اس کے مطابق اس programme کو بہتر بھی بنایا جا سکتا ہے اور اگر معزز ممبران چاہیں تو اس کو ختم بھی کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جی، محترم میاں صاحب! آپ بھی گوہر افشانی فرمالیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر دو باتیں کرنی ہیں۔ ابھی ابھی فاضل ممبر نے جو بات کہی ہے میں اس کے جواب میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چیف سیکرٹری صاحب سیکرٹریوں کی جو فوج لے کر جاتے ہیں وہاں پر عام آدمی کو رسائی حاصل ہوتی ہے جبکہ سیکرٹریٹ میں صرف ایم پی اے ہی جا سکتا ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ صرف ایم پی اے کو ہی رسائی حاصل ہو عام آدمی کو رسائی حاصل نہ ہو سکے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ انصاف عوام کی دہلیز پر لے جایا جا رہا ہے اس لئے ان کا اعتراض نہیں بنتا۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بوٹوں اور وردی کی سرکار کی پروردہ سابق حکومت کے دوران ٹوبہ ٹیک سنگھ کی ہر تحصیل میں بیسیوں سیاسی کارکنوں پر پرچے درج

کروائے گئے اور میں خود اس کا victim رہا ہوں۔ محترمہ نیلم جبار کا ایک بھائی اور اسی طرح سے سینکڑوں سیاسی کارکنوں کے خلاف بغاوت کے پرچے درج کروائے گئے۔ میں خود اڑھائی تین سال تک ہر ہفتہ بدمعاشوں کی طرح عدالتوں میں جا کر حاضری لگواتا رہا۔ تین سال بعد ایک سول جج آیا، اس نے مجھ سے سوال کیا کہ کیوں بھئی یہ کام کرتے ہو؟ میں نے کہا ہاں میں کرتا ہوں۔ اس نے کہا جاؤ باعزت بری۔ میں ایک شعر عرض کرتا ہوں کہ:

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایک تو آپ کا شکریہ کہ آپ نے میرے موقف کے gist کو سمجھا۔ آپ نے میری بات بالکل صحیح سمجھ لی لیکن پھر وہ بات deviate ہو کر ادھر اُدھر چلی گئی۔ میرا موقف بالکل بڑا clear ہے کہ جب اجلاس ہو رہا ہو تو اس کے دوران کم از کم دس سیکرٹری صاحبان کا یہاں پر پروگرام دیا جائے کہ فلاں فلاں سیکرٹری فلاں فلاں دن available ہوں گے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جس وقت ہم لوگ یہاں اجلاس میں آتے ہیں تو حلقے کے کاموں کے حوالے سے سیکرٹریٹ جانا پڑتا ہے اور سیکرٹری صاحبان وہاں پر available نہیں ہوتے تو ان سیکرٹری صاحبان کو یہاں پر بلایا جائے۔ وزیر قانون صاحب نے اس پر جو یقین دہانی کروائی ہے آپ اس کی پابندی کروائیں۔ میں یہ historically reference دے سکتا ہوں کہ جس وقت اجلاس ہوتا تھا تو آج سے ساٹھ سال پہلے بھی سیکرٹری صاحبان یہاں موجود رہتے تھے۔ آپ صرف اس پر عملدرآمد کروا دیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ جو چیف سیکرٹری صاحب کے entourage کا ذکر ہوا ہے۔ انھوں نے واپس آکر شاید رانا صاحب کو صحیح رپورٹ نہیں دی۔ یہ اخبار کہتی ہے کہ:

Rana Sana Ullah speaks out "NATO depots are not being shifted to Punjab"

جناب سپیکر! میرے حلقے میں یہ staging station بن چکا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ جن نیٹو کے ڈپوؤں کو پشاور میں آگ لگائی جا رہی تھی وہاں سے

وہ shift کر کے ضلع اٹک میں لے آئے ہیں۔کیا اب وہ آگ آپ ہمارے پنجاب میں لانا چاہتے ہیں؟ فتح جنگ موٹروے کے exit پر جب اُترتے ہیں تو اس کے بالکل ساتھ main road کے اوپر ہی یہ staging station بنا ہوا ہے، آپ خود جا کر دیکھ سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے کل باقاعدہ information لی ہے اور اس information کے مطابق یہی تھا کہ کوئی ایسی تجویز ہے اور نہ ہی کوئی ایسا عمل ہوا ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی information ہے تو یہ مجھے اجلاس کے بعد مل لیں اور مجھے اس بارے میں پوری طرح سے brief کر دیں تو میں انشاء اللہ تعالیٰ اس بارے میں ساری معلومات لے لوں گا لیکن یہ بات طے ہے، اس ہاؤس کا بھی یہ consensus ہے کہ ہم نہیں چاہتے کہ اس قسم کا کوئی اڈا پنجاب میں بنے جو کہ پنجاب کے امن کے لئے threaten ثابت ہو۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں وہ location بھی یہاں on the floor of the House ان کو بتا رہا ہوں کہ فتح جنگ موٹروے کے exit کے بالکل ساتھ main road کے اوپر ترنول انٹر چینج بنا ہوا ہے، فتح جنگ انٹر چینج کے اوپر جب آپ فتح جنگ کی طرف exit کرتے ہیں تو اس کے بالکل ملحقہ main road کے اوپر، جو کوہاٹ روڈ کہلاتی ہے اس پر بنا ہوا ہے۔ It exists there. آپ وہاں پر جا کر دیکھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! یہ مجھے وہ سارا ایڈریس لکھ کر دے دیں۔ اس میں دو چیزیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ NATO forces کی جو عام سپلائی ہے، مثال کے طور پر ان کی food ہے یا اس قسم کی چیزیں ہیں یا ان کے vehicles ہیں تو وہ بھی جہاں سے گزرتی ہیں وہاں پر بھی انہوں نے کچھ جگہوں پر جیسے پٹرول پمپ، سی این جی سٹیشن یا جہاں پر رکنے کا انہوں نے علیٰحدہ سے انتظام کیا ہوا ہے کیونکہ ان کو اپنا life threat ہے اگر یہ اس کے متعلق بات کر رہے ہیں تو وہ اور بات ہے لیکن انہوں نے جو کل کہا تھا کہ وہاں پر کوئی اسلحہ کا ڈپو یا اس قسم کی کوئی installations ہو رہی ہیں تو اس پر حکومت کی طرف سے تو denial ہے کہ اس قسم کی کوئی بات

نہیں ہو رہی لیکن یہ مجھے ایڈریس لکھ کر دے دیں تو میں اس بارے میں صحیح طور پر confirm کر کے اس کے متعلق کچھ عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، میرے خیال میں آپ آپس میں کوئی میٹنگ کر لیں۔ شکریہ۔ جی، چوہدری جاوید احمد (ایڈووکیٹ)!

چوہدری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! اس سلسلے میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو ایف آئی آر اتنے آسان طریقے سے درج ہونا شروع ہو گئی ہے ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی بھی یہی ہدایات ہیں اور آئی جی صاحب بھی کر رہے ہیں اس سے ہمارے معاشرے میں غلط اور جھوٹے پرچوں کا رواج بھی پڑتا ہے۔ اس کا انہوں نے کیا mechanism اپنایا ہے اس سے کہیں جھوٹے پرچوں کا اندراج نہ بڑھ جائے؟ اس سے نہ صرف عوام پریشان ہو گی بلکہ عدالتوں پر بوجھ بھی بڑھ جائے گا اور پولیس بھی زیادہ مصروف ہو گی تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اس میں کوئی ایسا mechanism وضع کیا جائے تاکہ جھوٹی درخواستیں اور جھوٹے پرچے درج نہ ہو سکیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم جاوید صاحب نے جو بات کی ہے یہ بالکل درست ہے کہ اس سے ایسے لوگ بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو لوگوں کے خلاف غلط پرچے درج کروائیں لیکن بات یہ ہے کہ فری رجسٹریشن سے ہر گز مراد یہ نہیں ہے کہ جہاں پر cognizable offence نہیں بنتا وہاں پر بھی پرچہ درج کر دیا جائے، جو application آتی ہے ضابطہ فوجداری کے تحت ایس ایچ او کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اسے اس حد تک تو ضرور دیکھے کہ آیا اس میں حقیقت ہے اور cognizable offence بنتا ہے یا نہیں بنتا لیکن even then F.I.R کا جو طریق کار ہے جو رول 154 ہے اس میں اس بات کی گنجائش ضرور موجود ہے۔۔۔

جناب سپیکر: رول نہیں ہے بلکہ سیکشن ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، جناب! C.R.P.C section 154 میں واقعی یہ گنجائش موجود ہے جس کی نشاندہی چوہدری جاوید صاحب نے کی ہے۔ اس وقت ہم تھانہ کلچر

کو بہتر بنانے میں work کر رہے ہیں تو اس میں یہ بات بھی زیر غور ہے کہ F.I.R کے اندراج کا اور پولیس کے investigation initiate کرنے کا جو طریق کار ہے اس میں تھوڑی سی کوئی ایسی line draw کی جائے جس سے ان جھوٹے مقدمات کا اندراج رک سکے اور جو مقدمہ بالآخر after investigation جھوٹا ثابت ہو تو complainant کے خلاف کارروائی کو ضروری قرار دیا جائے اور زیر دفعہ 182 کے تحت جو سزا ہے اس کو بھی بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! ایک گزارش میں اور بھی کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! آپ کا ضمنی سوال آگیا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! کیس کی رجسٹریشن کے لئے Criminal Procedure Code کی جو دفعہ 154 ہے اس میں لفظ "may" "نہیں ہے، اس میں لفظ "shall" ہے۔ کوئی بھی درخواست جو کسی ایس ایچ او کے پاس آئے گی اگر اس میں کوئی cognizable offence made out ہوتا ہے تو ایس ایچ او کے صوابدیدی اختیارات ختم ہو جاتے ہیں۔ کیا اس میں کوئی ایسی تجویز حکومت کے زیر غور ہے کہ لفظ "shall" کو "may" میں convert کر دیا جائے یا اس میں یہ کر دیا جائے کہ section-182 کے تحت چھ مہینے کی جو سزا ہے اس کو enhance کر دیا جائے کہ اگر کوئی بھی complaint جھوٹی ثابت ہوتی ہے تو اس کی سزا زیادہ کر دی جائے۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ section-154 میں لفظ "shall" ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اگر "shall" کے لفظ کو "may" کریں گے تو پولیس کے متعلقہ جو افسران ہیں ان کو اتنا طاقت ور کر دے گا کہ وہ پھر ہر کسی کو No کرتے جائیں گے۔ اس میں کوئی بنیادی تبدیلی لانے کی ضرورت ہے لیکن اس کے اوپر جو کمیٹی اس وقت کام کر رہی ہے اس میں ہوم سیکرٹری صاحب ہیں، آئی جی پی صاحب ہیں، کچھ منتخب نمائندوں کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا ہے لیکن یہ ساری exercise ایک دفعہ ہم اس معزز House سے بھی share کریں گے

اور اس کے بعد اس کے اوپر کوئی comprehensive اور بنیادی تبدیلیاں کرنے کی ضرورت ہے اس لئے میں سر دست اس پر کوئی commitment نہیں دے سکتا کہ ہم یہ کریں گے یا وہ کریں گے لیکن اس سلسلے میں ترمیم کی ضرورت ہے اور جو پولیس آرڈر 2002 ہے اس میں بھی تبدیلیوں کی ضرورت ہے، ترمیم کی ضرورت ہے۔ پولیس آرڈر عنقریب 6th schedule سے باہر آ رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ ساری exercise جلد complete ہو جائے گی اور اس کے بعد یہ ترمیم کر لی جائے گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال راجہ عباسی صاحب کا ہے۔

چودھری سرفراز افضل: On his behalf سوال نمبر 479 اس کا جواب بھی پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) کے ایما پر طبع شدہ سوال نمبر 479 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔14 راولپنڈی تھانوں کی تعداد اور دیگر تفصیلات

*479: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔14 میں کل کتنے تھانے ہیں اور ہر ایک تھانہ میں گریڈ وار تعینات پولیس ملازمین کی کیا تعداد ہے؟

(ب) کیا مذکورہ ہر ایک تھانہ میں پولیس سٹاف اور تھانہ کی تعداد بڑھانے کا کوئی ارادہ ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

(ج) کیا پی پی۔14 راولپنڈی میں صادق آباد پولیس سٹیشن کرایہ کی بلڈنگ میں ہے جس کی حالت انتہائی خستہ ہے، کیا حکومت صادق آباد پولیس سٹیشن کے لئے اپنی عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) حلقہ پی پی۔14 تین تھانوں، تھانہ صادق آباد، تھانہ نیوٹاؤن و تھانہ بنی پر مشتمل ہے اور اس میں تعینات ملازمین کی تعداد گریڈوار درج ذیل ہے:-

I۔ تھانہ صادق آباد

INSP	SI	ASI	HC	CS
1	7	10	3	105

II۔ تھانہ نیوٹاؤن۔

INSP	SI	ASI	HC	CS
1	7	9	7	102

III۔ تھانہ بنی۔

INSP	SI	ASI	HC	CS
1	6	6	4	98

(ب) پولیس رولز کے باب نمبر 2 کے فقرہ نمبر 2 میں وضع کردہ اصول متعلق نفری کے مطابق آبادی زیادہ ہونے پر گورنمنٹ آف پنجاب کو پولیس ملازمین کی تعداد بڑھانے کے لئے متحرک کیا جائیگا۔

(ج) تھانہ صادق آباد کی بلڈنگ کرایہ پر لے رکھی ہے۔بلڈنگ کی حالت خستہ ہے۔ایس ایچ او تھانہ صادق آباد و D.S.P/S.P.O نیوٹاؤن کو ہدایت دے رکھی ہے کہ وہ اس علاقہ میں ایک ایسی بلڈنگ جس میں تھانہ کا کام اور سٹاف کی رہائش ممکن ہو کرایہ پر لے کر اس بلڈنگ میں تھانہ کو منتقل کریں جو ایسی بلڈنگ کی تلاش کر رہے ہیں۔جو نہی کوئی مناسب بلڈنگ میسر ہوئی تو تھانہ اس میں شفٹ کر دیا جائیگا۔

گنجان آبادی ہونے کی وجہ سے تھانہ کی بلڈنگ تعمیر کرنے کے لئے کوئی مناسب جگہ نہ ملی ہے تاہم تھانہ کے لئے جگہ کی تلاش دن رات جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری سرفراز افضل: جناب والا! تھانہ صادق آباد راجہ حنیف عباسی صاحب کے حلقے کے ساتھ ساتھ میرے حلقے کو بھی لگتا ہے۔ایک تو وہاں پر جو کیس چل رہا تھا، تھانے کو خالی کرنے کے آرڈر کر دیئے گئے ہیں اور وہاں پر بلڈنگ موجود نہیں ہے۔یہاں پر جواب یہ آیا ہے کہ گنجان آبادی ہونے کی وجہ سے تھانے کی بلڈنگ تعمیر کرنے کے لئے کوئی مناسب جگہ نہ ملی ہے تاہم تھانہ کی جگہ کی تلاش دن رات جاری ہے۔ میں وزیر قانون کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہوں گا کہ وہاں پر alreadyاس علاقے میں اوقاف کی جگہ موجود ہے تو کیا محکمہ اوقاف کی جگہ کو اس کے لئے utilize کیا جا سکتا ہے یا اس طرح کی کوئی تجویز ان کے زیر غور ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یقیناً جس اوقاف کی جگہ کی یہ نشاندہی کر رہے ہیں اگر تو وہ صوبہ پنجاب کی ملکیت ہے تو پھر بالکل اس کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔آپ اس کی نشاندہی کریں تو میں متعلقہ افسران سے کہوں گا کہ اس بارے میں رپورٹ بنا کر بھیجیں۔اگر اوقاف کی جگہ ہے تو پنجاب گورنمنٹ اس کو utilize کر سکتی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی ضمنی سوال کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! محکمہ تمام تھانوں کے لئے ذاتی بلڈنگ بنانے کا ارادہ رکھتا ہے، جو تھانوں کی requirement کے مطابق ہوں کیونکہ اس طرح کرایہ کی شکل میں محکمے کے بہت زیادہ پیسے خرچ ہوتے ہیں۔اگر اس کی اپنی بلڈنگ تعمیر ہوتی ہے اور long term کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ بچت کے زمرے میں بھی آ جاتا ہے اور ایک پراپرٹی بھی بن جاتی ہے۔ محکمہ اس سلسلے میں کوئی سوچ و فکر رکھتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یقیناً یہ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی valid observation ہے۔گورنمنٹ اس بارے میں ارادہ رکھتی ہے اور اس سال کے بجٹ میں اس سلسلے میں خاطر خواہ فنڈز مختص کئے جائیں گے لیکن یکدم اس سارے معاملے کو

redress نہیں کیا جا سکتا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے دو تین سالوں میں مکمل طور پر تمام تھانوں کو اپنی ذاتی بلڈنگ مہیا کر دی جائے گی۔

چودھری اقبال: جناب والا! سوال کے جز (ج) میں لکھا ہے کہ "حکومت صادق آباد پولیس سٹیشن کے لئے اپنی عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟" جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ "مناسب جگہ نہ ملی ہے تاہم تھانہ کے لئے جگہ کی تلاش دن رات جاری ہے۔" یہ دن رات سے کیا مراد ہے؟

جناب سپیکر: کوشاں ہیں اور اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ کوشش جو ہے محکمہ پولیس کے لوگ کر رہے ہیں کیونکہ وہ رات کو بھی گشت کرتے ہیں دن کو بھی کرتے ہیں اس لئے دن رات وہ اس کی تلاش کرتے رہتے ہیں۔ (قہقہ)

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: میرا سوال نمبر 501 ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی میں جوئے کے بکنگ ہاؤس و دیگر تفصیلات

*501: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی اور اس سے ملحقہ پوش علاقوں میں 50 سے 100 کے قریب جواریوں اور بکیوں نے بکنگ ہاؤس بنا رکھے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقامی تھانوں کے اہلکاران وافسران اس مکروہ کاروبار میں اپنا کمیشن لے کر جواریوں اور بکیوں کا ساتھ دیتے ہیں، اگر ہاں تو ایسے اہلکاران وافسران کے خلاف کیا کارروائی کی جاتی ہے؟

(ج) ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی اور اس سے ملحقہ پوش علاقوں میں 2003 کے بعد اب تک کتنے جوئے کے بکنگ ہاؤسوں پر چھاپے مارے گئے ہیں، کتنے جواری اور بکیے گرفتار ہوئے،

کتنے پرچے درج کئے گئے، کتنے جواریوں کو سزائیں ہوئیں، مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(د) اگر درج بالا جز(الف)کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت بکنگ ہاؤسز کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) بروئے رپورٹ ایس پی کینٹ ڈیفنس اور ملحقہ پوش علاقوں سرور روڈ، جنوبی چھاؤنی، فیکٹری ایریا میں کسی بکئے یا جواریئے کا بکنگ ہاؤس نہ ہے اور نہ ہی اس حوالے سے کوئی ریڈ کیا گیا ہے اور نہ ہی کوئی مقدمہ درج ہوا ہے۔

(ب) بروئے رپورٹ ایس پی کینٹ ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی اور اس کے ملحقہ تھانوں کا کوئی اہلکار یا افسر کسی سے کوئی کمیشن وغیرہ وصول نہ کرتا ہے اور نہ ہی کسی جواریئے اور بکیے کا ساتھ دیتا ہے۔

(ج) بروئے رپورٹ ایس پی کینٹ تھانہ ڈیفنس اے، بی میں کوئی جوا خانہ نہ ہے تاہم قمار بازی کے دو مقدمات مقدمہ نمبر 701/08 بجرم 5/7/78 قمار بازی آرڈیننس اور مقدمہ نمبر 871/08 بجرم 6/7/78 قمار بازی آرڈیننس تھانہ ڈیفنس اے میں درج ہوئے ان مقدمات میں جواء کی رقم مبلغ-/32530 روپے برآمد ہوئی ابھی تک یہ مقدمات زیر سماعت ہیں۔تھانہ ڈیفنس بی میں بھی مقدمہ نمبر 154/08 بجرم 6/7/78 قمار بازی آرڈیننس درج ہوا ہے جس میں جواء کی رقم-/2920 روپے برآمد ہوئی ہے اور مقدمہ عدالت میں ابھی تک زیر سماعت ہے۔

(د) بروئے رپورٹ ایس پی کینٹ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی اور اس کے ملحقہ پوش علاقوں میں کوئی بکی ہاؤس نہ ہے۔کڑی نگرانی کی جارہی ہے جونہی کوئی ایسی رپورٹ یا اطلاع موصول ہوگی تو قانون کے مطابق ملزمان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: اس سوال کے جز (ج) میں جو جواب دیا گیا ہے اس میں مجھے بتایا گیا ہے کہ پولیس نے جوئے کی رقم کی جو recovery کی ہے بہت بڑی رقم بتائی گئی ہے جو کہ 32 ہزار 530 ہے اور دوسری 2900 روپے ہے۔ میں ان سے پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ آج کے دور میں کرکٹ میچوں پر ٹیلی فون پر اربوں روپے کا جواء لگایا جاتا ہے۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ اس کو صرف پولیس ہی پکڑتی ہے اور اس ادارے کے پاس ان ٹیلی فون کالوں کو trace کرنے کا کوئی سسٹم نہ ہے تو میں لاء منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ٹیلی فون پر اربوں روپے کی gambling کرتے ہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں؟ ایک ادارے کے پاس اسے trace کرنے کا سسٹم ہی نہیں ہے تو پھر جواب میں 2900 روپے کا ہی جوا پکڑا جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میاں صاحب نے جو observe کیا ہے وہ درست ہے کہ ڈیفنس میں جواء ہو اور وہ بھی 32000 روپے اور 2900 روپے پکڑے جائیں یہ تو بالکل eye wash ہے۔ انہوں نے یہ بات درست کی ہے کہ وہاں جواء ایسے نہیں ہوتا کہ لوگ باہر گلی میں بیٹھ کر کھیل رہے ہیں اور پولیس انہیں جا کر پکڑ لے۔ وہاں پر یہ سارا crime telephonically ہوتا ہے اور ان کے ماسوائے ایک technical طریق کار نہیں پکڑا جا سکتا۔ جہاں تک انہوں نے ٹیلی فون trace کرنے کی بات کی ہے بہر حال اس وقت پولیس کے پاس یہ نظام موجود ہے اور یہ نظام پنجاب حکومت نے ابھی اس مقصد کے لئے انہیں خرید کر دیا ہے لیکن اس کا مقصد پولیس کو جواریوں کے پیچھے یا لوگوں کے پیچھے لگانا نہیں ہے بلکہ اس نظام کا مصرف terrorists activities کو trace کرنا ہے۔ عام ٹیلی فون کالوں کو otherwise سننا، ٹیلی گراف ایکٹ کے تحت فی الحال جرم ہے اور اس کے اوپر عدالتوں کے فیصلے بھی ہیں کہ کوئی بھی ادارہ کسی کی پرائیویٹ کال کو سننے کا حق نہیں رکھتا تو یہ بڑا complicated سا مسئلہ ہے کہ اگر پولیس یا کسی بھی law enforcing agency کو اجازت دی جائے کہ وہ لوگوں کے ٹیلی فون ٹیپ کرے یا ٹیلی فون سنے تو اس سے پھر اور

complications بھی پیدا ہوں گی تو اس سلسلے میں ابھی کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہوا لیکن اس سلسلے میں آنے والے وقتوں میں اس معاملے پر غور کر کے اس کا کوئی بہتر حل نکالا جا سکتا ہے۔

حافظ میاں محمد نعمان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ابھی لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ٹیلیفون کالوں کے اوپر قانون سازی کی ضرورت ہے لیکن ای میلز اور انٹرنیٹ کے ذریعے gambling کا گھناؤنا عمل جاری ہے اور جب اس کو electronically transfer کیا جاتا ہے تو میرا خیال ہے کہ اس پر تو واضح law موجود ہے کہ اس کو تو through instruments detect کیا جا سکتا ہے۔ میرے ضمنی سوال کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ لاہور میں گھڑسواری کے لئے ریس کورس بڑا مشہور ہے جہاں پر مربع کھانے والے بڑے بڑے نامور گھوڑے اور سابق دور کی بڑی نامور شخصیات جن races میں involve ہوتی ہیں اس حوالے سے ذرا بتایا جائے کہ وہاں پر جو gambling ہوتی ہے کیا اس کی کوئی قانونی حیثیت ہے یا حکومت کو اس بارے میں علم نہیں ہے کیونکہ یہ بات بالکل مبنی بر حقیقت ہے کہ وہاں پر باقاعدہ open books ہوتی ہیں اور جس میں سابق دور کی بہت ساری شخصیات بھی involve ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جو ای میلز اور انٹرنیٹ پر gambling کے حوالے سے بات کی ہے، ٹھیک ہے وہ detect تو ہو جاتے ہیں لیکن ابھی تک Evidence Act میں مطلوبہ amendments نہیں ہوئیں تاکہ انہیں اس زمرے میں لایا جائے اور وہ criminal liability fix ہو سکے۔ جہاں تک انہوں نے گھوڑوں اور gambling کی بات کی ہے تو ایسا کلبوں میں ہوتا ہے، ان کلبوں میں within their own boundary کچھ activities کرنے کا حق حاصل ہے اور حکومت اس میں بلا جواز مداخلت نہیں کر سکتی لیکن وہ اس بنیاد پر کرتے ہیں کہ یہ ایک healthy activity ہے اور گھڑدوڑ ایک کھیل ہے وہ اس انداز سے کرتے ہیں لیکن no doubt کہ بعد میں اس کے اوپر gambling بھی ہوتی ہے اور جہاں تک انہوں نے قانون کی بات کی ہے تو قانون بالکل ایک جیسا ہے خواہ کوئی گدھا ریڑھی چلا رہا ہو اور خواہ کوئی گورنر ہو،

جو law violateکرے گا تو law ان کے خلاف ایک طرح کی ہی کارروائی کرے گا، خواہ وہ پتنگ بازی ہو، خواہ وہ جواء ہو، تواگر وہ وہاں پر جواء کرتے ہیں تو lawکے actکے تحت وہ جرم کرتے ہیں۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔ یہ میاں نصیر احمد صاحب کا سوال تھا، میاں صاحب تو شاید اس سوال کے جواب سے مطمئن ہوئے ہیں لیکن میں مطمئن نہیں ہوا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایس پی کا جواب آیا ہے کہ پورے ڈیفنس میں کوئی بھی booking houseنہیں ہے یا جواء نہیں ہوتا، یہ بالکل غلط جواب ہے۔ ایس پی صاحب میرے ساتھ چلیں میں انہیں جاکر دکھاتا ہوں کہ کہاں کہاں جواء ہوتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہمارا کوئی اہلکار ملوث نہیں ہے میں یہ بات بڑے دعوے سے کہتا ہوں کہ پورے لاہور میں جتنے بھی جواء خانے ہیں اور جتنے بھی غلط کام ہوتے ہیں ان کی سرپرستی پولیس والے کرتے ہیں اگر پولیس والے چاہیں تو ایک بھی جواء خانہ نہیں چل سکتا اور ڈیفنس میں جواء نہ ہو میں تو یہ بات بالکل نہیں مانتا۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جن جواء خانوں کی پہلے نشاندہی کی گئی ہے وہاں پر تو پولیس کا کوئی اختیار ہی نہیں ہے کہ جہاں پر وقت کے حکمران آکر گھڑ دوڑ میں حصہ لیں اور پرسنل سیکرٹری صاحبان حصہ لیں جن کا بڑے بڑے ایوانوں میں ہاتھ ہو تو وہاں پر پولیس کی تو جرأت نہیں ہے کہ جاکر raidکرے۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! میں آپ کی اور اس معزز ایوان کی توجہ میاں نصیر صاحب کے سوال کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ اس سوال کی تاریخ وصولی 30-05-2008 لکھی ہوئی ہے اور آگے تاریخ ترسیل 16-06-2008 لکھی ہوئی ہے۔ اس سوال کو کئے ہوئے تقریباً 8 ماہ کے قریب ہو گئے ہیں اتنے عرصے کے بعد اس سوال کا جواب آیا اور یہ معمولی سا جواب ہے اس میں کوئی اتنی پیچیدگی تھی اور نہ ہی اس میں کوئی بڑی عرق ریزی کی گئی ہے کہ یہ بڑا پیچیدہ سوال تھا اور اس پر اتنا وقت لگ گیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ سوال کے جواب کا طریق کار یہ ہونا چاہئے کہ اس سیشن کے بعد جو سیشن

ہو اس سے پہلے سوال وصول کئے جائیں اور اسی سیشن میں اس کے جواب آئیں، اب 8 ماہ کے بعد اس سوال اور اس کے جواب کی کیا افادیت رہ گئی ہے؟

جناب سپیکر: جب اس محکمے کے سوالات ایجنڈے پر آئیں گے تبھی ان کے جواب آئیں گے ناں!

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! دیکھیں، معمولی سا جواب ہے اور وزیر قانون صاحب نے ایک سیکنڈ میں جواب دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: اس میں جواب دینے والے کا قصور تو نہیں ہے ناں! انہوں نے تو جواب دے دیا ہے اور آپ کی بات ٹھیک ہے، تشریف رکھیں۔ اب Question Hour ختم ہوتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جواب ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پی پی۔151 میں پولیس سٹیشنز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*509: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔151 میں پولیس سٹیشنز کی تعداد کیا ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) حلقہ پی پی۔151 میں موجودہ پولیس سٹیشنز میں تعینات اہلکاران و افسران کی تفصیل نام، عہدہ اور تاریخ تعیناتی کے ساتھ بتائی جائے؟

(ج) 2002 سے اب تک پی پی۔151 کے پولیس سٹیشنز میں درج ہونے والے پرچوں کی تعداد کیا ہے، ان میں کتنے مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے اور کتنے التوا کا شکار ہیں، ہر پولیس سٹیشن کے مطابق علیٰحدہ علیٰحدہ مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حلقہ پی پی۔151 میں 5پولیس سٹیشنزاقبال ٹاؤن، گلشن اقبال، مسلم ٹاؤن، وحدت کالونی اور فیصل ٹاؤن آتے ہیں جو کہ تھانہ اقبال ٹاؤن بالمقابل مون مارکیٹ، تھانہ گلشن اقبال 732نشتر بلاک اقبال ٹاؤن، تھانہ مسلم ٹاؤن ایوبیہ مارکیٹ نیو مسلم ٹاؤن، تھانہ وحدت کالونی گورنمنٹ کوارٹرز ایم بلاک وحدت کالونی اور تھانہ فیصل ٹاؤن سنٹرل فلیٹ مسلم ٹاؤن لاہور میں واقع ہیں۔

(ب) حلقہ پی پی۔151 میں موجود تھانہ جات متذکرہ بالا میں تعینات پولیس افسران واہلکاران کی تفصیل نام، نمبر، عہدہ وتاریخ تعیناتی کے ساتھ مرتب کرکے ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) 2002 سے اب تک حلقہ پی پی۔151 میں موجود تھانہ جات میں درج ہونے والے مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

تھانہ اقبال ٹاؤن لاہور میں کل درج شدہ مقدمات 7794 جن میں سے 893 مقدمات کا فیصلہ ہوا اور 6901 مقدمات زیر التواء ہیں۔

تھانہ گلشن اقبال لاہور میں کل درج شدہ مقدمات 2629 جن میں سے 213 مقدمات کا فیصلہ ہوا اور 2416 مقدمات زیر التواء ہیں۔

تھانہ مسلم ٹاؤن لاہور میں کل درج شدہ مقدمات 2540 جن میں سے 462 مقدمات کا فیصلہ ہوا اور 2078 مقدمات زیر التواء ہیں۔

تھانہ وحدت کالونی لاہور میں درج شدہ مقدمات 3545 جن میں سے 3265 مقدمات کا فیصلہ ہوا اور 280 مقدمات زیر التواء ہیں۔

تھانہ فیصل ٹاؤن لاہور میں کل درج شدہ مقدمات 3793 جن میں سے 2640 مقدمات کا فیصلہ ہوا اور 1153 مقدمات زیر التواء ہیں۔

پی پی-32 سرگودھا کے تھانوں میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*713: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-32 سرگودھا کے تھانوں میں انسپکٹر، سب انسپکٹر، اسسٹنٹ سب انسپکٹر، ہیڈ کانسٹیبل اور کانسٹیبلوں کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے اور اس وقت ان تھانوں میں موجود نفری کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ نفری منظور شدہ اسامیوں کی تعداد سے کم ہے، کیا حکومت اس کمی کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حلقہ پی پی-32 سرگودھا چار تھانہ جات اور ایک پولیس چوکی پر مشتمل ہے جس میں نفری کی تفصیل حسب ذیل ہے-

نام تھانہ	منظور نفری					تعینات نفری					کمی نفری				
	کانسٹیبل	ہیڈکانسٹیبل	اے ایس آئی	سب انسپکٹر	انسپکٹر	کانسٹیبل	ہیڈکانسٹیبل	اے ایس آئی	سب انسپکٹر	انسپکٹر	کانسٹیبل	ہیڈکانسٹیبل	اے ایس آئی	سب انسپکٹر	انسپکٹر
تھانہ صدر	25	2	7	3	1	19	4	6	4	1	6	-	1	-	-
تھانہ عطاء شہید	19	3	6	3	1	19	5	6	5	1	-	-	-	-	-
تھانہ کڑانہ	18	2	4	2	1	16	1	4	2	-	2	1	-	-	1
چوکی چک نمبر32 (تھانہ کڑانہ)	10	3	3	1	-	6	1	2	1	-	4	2	2	-	-
تھانہ بھاگٹانوالہ	14	2	5	2	1	18	4	6	2	1	-	-	-	-	-

(ب) درست ہے کہ موجودہ نفری منظور شدہ نفری سے کم ہے کیونکہ موجودہ حالات کے پیش نظر ضلع ہذا میں سکیورٹی ڈیوٹی، لاء اینڈ آرڈر ڈیوٹی اور جوڈیشل ڈیوٹی پر کافی نفری تعینات ہے جس کی وجہ سے تھانہ جات میں منظور شدہ نفری کے مطابق نفری تعینات نہ ہے۔ منظور شدہ نفری میں اضافہ کے لئے حکومت پنجاب سے بذریعہ انسپکٹر جنرل آف پولیس، پنجاب درخواست کی گئی ہے۔

ڈومیسائل کی مد میں 1999 میں وصول کی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*716: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 1999 میں ڈومیسائل بنانے کی فیس کتنی تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حال ہی میں ڈومیسائل بنانے کی فیس میں 400 فیصد تک اضافہ کر کے 200 روپے کر دی گئی ہے اور طریق کار بھی مشکل کر دیا ہے؟

(ج) اس فیس میں اضافہ کے بعد کتنے ڈومیسائل صوبہ میں جاری ہوئے، ان کی تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے اور اس مد میں کتنی رقم جمع ہوئی، اس کی تفصیل بھی ضلع وار فراہم کی جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) 1999 سے قبل ڈومیسائل بنانے کی فیس مبلغ 40 روپے تھی۔

(ب) یہ درست ہے کہ ڈومیسائل بنانے کی فیس میں اضافہ کیا گیا ہے تاہم ڈومیسائل کے حصول کے طریق کار میں کوئی تبدیلی نہ کی گئی ہے۔

(ج) فیس میں اضافہ کے بعد پنجاب کے تمام اضلاع سے 2433723 ڈومیسائل جاری ہوئے جن کی مد میں مبلغ 486744600 روپے وصول کئے گئے۔ ضلع وار تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فیصل آباد میں پرائیویٹ گاڑیوں کے مالکان کو ٹریفک پولیس سے شکایات

*829: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سبزی منڈی سدھار فیصل آباد جھنگ روڈ سے سبزی وغیرہ لوڈ کر کے آنے والی پرائیویٹ ویگنوں، ڈالوں، منی ٹرکوں وغیرہ کو ٹریفک پولیس کے اہلکار ناجائز تنگ کرتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ روڈ پر اکثر اوقات ان گاڑیوں کو روک کر چالان کر کے روڈ پر ہی سامان ان لوڈ کر دیا جاتا ہے اور گاڑیاں تھانوں میں بند کر دی جاتی ہیں، جس سے لوگوں کی سبزی اور فروٹ خراب ہو جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ روڈ پر تعینات پولیس انسپکٹرز سبزی منڈی آنے اور جانے والی گاڑیوں سے باقاعدہ منتھلی بھی وصول کرتے ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لوڈ گاڑیوں کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے والے پولیس انسپکٹر / اہلکاران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے اور گاڑیوں کی آمدورفت میں حائل رکاوٹیں دور کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سبزی منڈی کو جانے والے پرائیویٹ ڈالے، ویگنیں اور منی ٹرک سبزی لوڈ کرنے کی غرض سے جھنگ روڈ پر سے گزرتے ہیں جن میں سے زیادہ تر روٹ کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں ان گاڑیوں کے پاس مجاز اتھارٹی کی طرف سے جاری شدہ روٹ کسی اور طرف کا ہوتا ہے لیکن صرف صبح کے وقت سبزی بار کرنے کی غرض سے ایک آدھ پھیرا یہ لگاتے ہیں جو کہ قانونی نقطہ نظر سے روٹ کی خلاف ورزی کے زمرے میں آتا ہے علاوہ ازیں کچھ گاڑیاں بہت زیادہ اوور لوڈ ہوتی ہیں جو کہ حادثات کا سبب بھی بن سکتی ہیں اس لئے ایسی گاڑیوں کے خلاف حسب ضابطہ قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔

(ب) اوور لوڈنگ کی مرتکب اور روٹ کی خلاف ورزی کرنے والی گاڑیوں کے خلاف حادثات کے تدارک کے پیش نظر اور قانون کی بالادستی قائم رکھنے کے لئے کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاتی ہے۔ ایسی گاڑیاں جن پر سبزی، فروٹ لوڈ ہوتا ہے اور متذکرہ بالا سنگین نوعیت کی خلاف ورزی کی صورت میں ان کیخلاف قانونی کارروائی بھی ناگزیر ہو تو حتی الامکان موقع کی مناسبت سے یہ حکمت عملی اپنائی جاتی ہے جس سے سبزی یا فروٹ کے خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

(ج) جو گاڑیاں روٹ کی خلاف ورزی کا ارتکاب کرتی ہیں، اوور لوڈنگ کرتی ہیں یا کوئی دیگر متحرک خلاف ورزی کی مرتکب ہوتی ہیں تو ان کیخلاف حسب ضابطہ بلاامتیاز زیادہ سے زیادہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ گزشتہ ماہ کے دوران

اوورلوڈنگ کی مرتکب 285 گاڑیوں کیخلاف کارروائی کی گئی۔اور اسی طرح روٹ کی خلاف ورزی پر 51 گاڑیوں کے خلاف کارروائی کی گئی۔ منتھلی لئے جانے کی صورت میں اتنی تعداد میں ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی پر کارروائی ممکن نہیں ہے۔

(د) فرائض منصبی میں غفلت برتنے پر عوام کے ساتھ تلخ رویہ یا رشوت ستانی کی شکایت پر بعد از انکوائری اہلکاران کیخلاف قصور ثابت ہونے پر بہر صورت محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے لیکن اس کے لئے کسی ایک آفیسر یا ماتحت کو نامزد کیا جانا ضروری ہے لیکن موصولہ سوال میں مجموعی شکایت کا ذکر ہے انفرادی طور پر کسی کو نامزد نہ کیا گیا ہے۔اگر مستقبل قریب میں بھی مقامی طور پر کسی کو نامزد کیا جائے بالعموم جملہ روڈہائے اور بالخصوص جھنگ روڈ پر متعینہ ٹریفک سٹاف سے متعلق کوئی شکایت موصول ہوئی تو بعد از انکوائری قصور ثابت ہونے پر محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

ضلع فیصل آباد میں قائم پولیس تھانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*867: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں قائم پولیس تھانوں اور پولیس چوکیوں کی تعداد، وہاں پر تعینات ایس ایچ او/چوکی انچارج کے نام اور ان کے ڈومیسائل کی مکمل تفصیلات بیان کی جائیں؟

(ب) کیا مقامی رہائشی اپنے آبائی ضلع میں پولیس آفیسر تعینات ہو سکتا ہے؟

(ج) ایک ایس ایچ او/چوکی انچارج کتنے عرصہ تک ایک تھانہ یا چوکی میں تعینات رہ سکتا ہے؟

(د) کیا کوئی پولیس اہلکار/افسر تھانہ/چوکی میں سول کپڑوں میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دے سکتا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تعداد تھانہ جات:35

تعداد چوکیات:10

فہرست ایس ایچ او / چوکی انچارج کے نام اور ان کے ڈومیسائل کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بمطابق پولیس آرڈر 2002 کانسٹیبل سے لے کر D.S.P کے عہدہ تک اپنے آبائی / ڈومیسائل کے ضلع میں تعینات ہو سکتا ہے لیکن حسب الحکم جناب انسپکٹر جنرل آف پولیس پنجاب کانسٹیبل / ہیڈ کانسٹیبل اپنے رہائشی تھانہ اور A.S.I سے لے کر انسپکٹر تک اپنے رہائشی سرکل / ٹاؤن میں تعینات نہ ہو سکتا ہے۔

(ج) بمطابق پولیس آرڈر 2002 ایک ایس ایچ او تھانہ میں عرصہ 2 سال تک تعینات رہ سکتا ہے لیکن لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کے پیش نظر پہلے بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے اور انچارج چوکی کی تعیناتی کا عرصہ متعین نہ ہے۔

(د) کوئی بھی پولیس اہلکار / افسر تھانہ / چوکی میں باوردی اپنی ڈیوٹی سرانجام دے گا لیکن سکیورٹی کے پیش نظر خاص حالات میں سول کپڑوں میں بھی ڈیوٹی سرانجام دے سکتا ہے۔

پولیس ملازمین کی ڈیوٹی آٹھ گھنٹے کرنے کا مطالبہ

*953: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا پولیس ملازمین جو 24 گھنٹے ڈیوٹی دیتے ہیں ان کے لئے افواج پاکستان کی طرح کھانے کے mess بنانے کی کوئی تجویز زیر غور ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

(ب) کیا حکومت پولیس ملازمین کی ڈیوٹی 24 گھنٹے سے کم کر کے 8 گھنٹے یا 10 گھنٹے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک اس پر عملدرآمد کیا جائے گا؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تفصیلی جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) تفصیلی جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

ضلع بہاولپور میں گاڑیوں کی چوری کے مقدمات کی تفصیل

*955: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بہاولپور میں دسمبر 2007 سے اب تک کتنی گاڑیاں، موٹر سائیکل / سکوٹر چوری ہوئے، ان میں سے کتنے برآمد کئے گئے اور کتنے تاحال برآمد نہیں کئے گئے؟

(ب) حکومت پنجاب نے چوری شدہ گاڑیوں کو دوسرے صوبوں میں پہنچانے سے روکنے کے لئے کیا مستقل انتظامات کئے ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع ہذا میں دسمبر 2007 سے 08-09-15 تک چوری ہونے والی گاڑیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

	تعداد چوری شدہ وہیکلز	تعداد برآمد شدہ وہیکلز	تعداد بقایا برآمدگی
موٹر سائیکل	168	102	66
کار	27	13	14
دیگر وہیکلز	09	05	04

(ب) ضلع پولیس نے چوری شدہ گاڑیوں کو دوسرے صوبوں میں پہنچانے سے روکنے کے لئے تمام داخلی وخارجی راستوں پر ناکہ بندی اور چیک پوسٹس قائم کی ہوئی ہیں۔

چالان کی صورت میں فوری ادائیگی کی سہولت دینے کا مسئلہ

*1043: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بنک ٹائم کے بعد یا رات کو ٹریفک وارڈن جو چالان کرتے ہیں تو دوسری صبح بنک میں جرمانہ جمع کروا کر کاغذات لینے پڑتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بیرون لاہور سے بسلسلہ سیر وشاپنگ آنے والے افراد کی اسی روز واپسی ہوتی ہے مذکورہ بالا صورتحال پر ان کی پریشانی قابل غور ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ بالا چالان کی صورت میں چالان کی اسی وقت ادائیگی اور کاغذات کی واپسی کا طریق کار طے کر کے شہریوں کو سہولت دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) عوام الناس کی پریشانی کو مدنظر رکھتے ہوئے چالان کی فوری ادائیگی کے سلسلے میں اعلیٰ سطح پر کوششیں جاری ہیں اس سلسلہ میں جونہی کوئی تجویز فائنل ہوگی عوام الناس کو فوری طور پر آگاہ کر دیا جائے گا۔

شادی بیاہ و دیگر تقریبات پر ہوائی فائرنگ پر پابندی کا مسئلہ

*1049: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شادی و دیگر موقعوں پر ہوائی فائرنگ سے خوف و ہراس کے علاوہ آرام و سکون غارت ہوتا ہے اور بعض اوقات جانوں کا نقصان بھی ہو جاتا ہے؟

(ب) یکم جنوری 2008 تا حال لاہور شہر میں ہوائی فائرنگ کے کتنے مقدمات درج ہوئے اور ایسا کرنے والوں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

(ج) جس علاقے میں ہوائی فائرنگ ہو کیا حکومت اس علاقے کے ایس ایچ او کو ذمہ دار ٹھہرا کر اس کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ شادی و دیگر موقعوں پر ہوائی فائرنگ سے خوف و ہراس کے علاوہ آرام و سکون غارت ہوتا ہے اور بعض اوقات جانوں کا نقصان بھی ہو جاتا ہے۔

(ب) یکم جنوری 2008 تاحال لاہور شہر میں ہوائی فائرنگ کے کل 106 مقدمات درج ہوئے ہیں اور ایسا کرنے والوں کے خلاف کارروائی عمل میں لاتے ہوئے انہیں گرفتار کر کے جیل بھجوایا گیا ہے۔

(ج) جس علاقے میں ہوائی فائرنگ ہوتی ہے اس علاقے کا ایس ایچ او فوری طور پر کارروائی کرتے ہوئے ملزمان کو گرفتار کر کے جیل بھجواتا ہے۔اگر متعلقہ ایس ایچ او کو قصوروار پایا جائے تو اس کے خلاف بھی محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

صدر سرکل سرگودھا کے تھانوں میں مقدمات کی تفصیل

*1096: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 18۔فروری 2008 سے 7۔جولائی 2008 تک صدر سرکل سرگودھا کے تمام تھانوں کی تھانہ وار تفصیل مقدمات، درج شدہ مع از قسم چوری، ڈکیتی، راہزنی، مویشی چوری بیان کی جائے کتنے مقدمات درج ہوئے اور کتنے مقدمات میں ملزمان گرفتار ہوئے تاریخ وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) جن مقدمات میں ابھی تک گرفتاری عمل میں نہیں لائی گئی اس کی وجوہات کیا ہیں اگر زیر تفتیش ہیں تو کس مرحلہ پر ہیں؟

(ج) کیا مذکورہ مقدمات میں ملزمان کو سزا بھی ہوئی، جن ملزمان کو سزا ہوئی ان کے نام اور سزا کی نوعیت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صدر سرکل سرگودھا کے مختلف تھانوں میں درج ذیل مقدمات درج ہوئے

تھانہ کڑانہ	تھانہ صدر	بھاگٹانوالہ
148	170	148
تھانہ عطاشہید	تھانہ جھال چکیاں	کل مقدمات
139	225	830

مقدمات چوری، ڈکیتی، راہزنی، مویشی چوری کے مقدمات تھانہ وائز درج ذیل ہیں:-

تھانہ کڑانہ

چوری	ڈکیتی	راہزنی	مویشی چوری
13	4	13	12

تھانہ بھاگٹانوالہ

چوری	ڈکیتی	راہزنی	مویشی چوری
9	1	4	10

تھانہ عطاشہید

چوری	ڈکیتی	راہزنی	مویشی چوری
5	2	14	2

تھانہ صدر

چوری	ڈکیتی	راہزنی	مویشی چوری
11	2	14	8

تھانہ جھال چکیاں

چوری	ڈکیتی	راہزنی	مویشی چوری
16	3	14	8

کل درج شدہ مقدمات سرکل صدر سرگودھا

چوری	ڈکیتی	راہزنی	مویشی چوری
54	12	59	40

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں۔ذیل مقدمات میں ملزمان کو سزا ہوئی۔

1- مقدمہ نمبر40 مورخہ 08-3-2 جرم AO-65/20/13 تھانہ بھاگٹانوالہ ملزم منشاء اللہ ولد سلطان قوم مسلم شیخ سکنہ کانڈیوال کو ایک ماہ 20یوم قید سخت کا حکم ہوا۔

2- مقدمہ نمبر41 مورخہ 08-3-2 جرم AO-65/20/13 تھانہ بھاگٹانوالہ میں ملزم اللہ بخش ولد سلطان قوم مسلم شیخ سکنہ کانڈیوال کو ایک ماہ 20یوم قید سخت کا حکم ہوا۔

3- مقدمہ نمبر42 مورخہ 08-3-2 جرم CNSA/9-B تھانہ بھاگٹانوالہ میں ملزم عبدالستار ولد نور محمد قوم گجر سکنہ چک نمبر23-الف جنوبی کو 3 ماہ قید اور 2000روپے جرمانہ کا حکم ہوا۔

صوبہ میں اغوا برائے تاوان کے مقدمات میں اضافہ

*1159: میاں طارق محمود: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں بالعموم اور لاہور شہر میں بالخصوص بچوں کے اغوا برائے تاوان کے مقدمات میں اضافہ انتہائی تشویشناک صورتحال اختیار کر گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اغوا برائے تاوان کی یہ وارداتیں اپنی سنگینی کے اعتبار سے قتل سے کم نہیں اور اس کے خاتمہ کے لئے حکومتی اقدامات غیر مؤثر ثابت ہو چکے ہیں؟

(ج) اغوا برائے تاوان کے لئے جو دہشت گردی کی عدالتیں قائم کی گئی ہیں ان میں 2004 تا 2007 کتنے کیس بھیجے گئے ہر کیس کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے؟ کتنے کیسوں میں فیصلہ ہو چکا ہے اور کتنے کیس ابھی زیر التوا ہیں؟

(د) کیا ارکان اسمبلی اور technocrats پر مشتمل ایک ایسی کمیٹی تشکیل دینے کے لئے تیار ہے جو مذکورہ مسئلہ کا in depth جائزہ لے کر اپنی حتمی سفارشات مرتب کرے جسے اسمبلی میں زیر بحث لا کر قابل عمل لائحہ عمل بنایا جا سکے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع لاہور میں رواں سال کے دوران بچوں کے اغوا برائے تاوان کے 5 مقدمات درج ہوئے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ اغوا برائے تاوان کی وارداتیں اپنی سنگینی کے اعتبار سے قتل سے کم نہیں تاہم صوبائی دارالحکومت لاہور میں اس نوعیت کی وارداتوں کے انسداد و تدارک کے لئے تمام ممکنہ وسائل کو بروئے کار لایا جارہا ہے۔

(ج) صوبائی دارالحکومت لاہور میں سال 2004 اور 2007 کے دوران اغوا برائے تاوان کے کل 76 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 58 مقدمات چالان، 15 خارج، 2 عدم پتا اور ایک مقدمہ زیر تفتیش ہے۔

(د) حکومت اس تجویز پر غور کرنے کے لئے تیار ہے کہ حکومتی ارکان اسمبلی و ٹیکنوکریٹ پر مشتمل اسمبلی کی کمیٹی بنادی جائے۔

مرحوم پولیس ملازمین کے زیر تعلیم بچوں کے لئے امداد کا مسئلہ

*1161: چودھری عبداللہ یوسف: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا پولیس ویلفیئر فنڈ سے مرحوم ملازمین کے زیر تعلیم بچوں کو کوئی ماہانہ یا سالانہ امداد دی جاتی ہے نیز اس مقصد کے لئے بجٹ میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو پرائمری، ہائی اور اعلیٰ تعلیم کے لئے کتنی امداد دی جاتی ہے ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ امداد میں موجودہ معاشی حالات کے پیش نظر اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کتنا اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت ارکان اسمبلی اور technocrats پر مشتمل ایک ایسی کمیٹی بنانے کو تیار ہے جو مرحوم پولیس ملازمین کے اہل خانہ کے لئے خصوصی پیکج کے لئے سفارشات مرتب کر

کے اپنی رپورٹ اسمبلی میں پیش کرے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پولیس ویلفیئر فنڈ سے مرحوم / حاضر سروس ملازمین کے بچوں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے سالانہ امداد دی جاتی ہے جس پر محکمہ کو تقریباً ایک کروڑ پچاس لاکھ کے اخراجات اٹھانا پڑتے ہیں۔

(ب) جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1	کلاس ایف اے	2400/-
2	کلاس بی اے / ایم اے	3600/-
3	ایم بی بی ایس / انجینئرنگ	12000/-
4	ایم بی بی ایس / انجینئرنگ (ہوسٹل رہائش)	28000/-
5	ایگریکلچر / فارسٹری	6000/-
6	ایگریکلچر / فارسٹری (ہوسٹل رہائش)	12000/-
-7	معذور بچے (Special Children)	6000/-

(ج) حال ہی میں پولیس ڈیپارٹمنٹ نے اپنے ملازمین کے بچوں کے تعلیمی وظائف میں اضافہ کیا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

نمبر شمار	تفصیلات	پرانے ریٹ	نئے ریٹ
1	کلاس ایف اے	1500/-	2400/-
2	کلاس بی اے / ایم اے	3000/-	3600/-
3	ایم بی بی ایس / انجینئرنگ	12000/-	12000
4	ایم بی بی ایس / انجینئرنگ (ہوسٹل رہائش)	28000/-	28000/-
5	ایگریکلچر / فارسٹری	-	6000/-
6	ایگریکلچر / فارسٹری (ہوسٹل رہائش)	-	12000/-
7	معذور بچے (Special Children)	-	6000/-

(د) یہ شق گورنمنٹ پنجاب کے متعلقہ ہے اس کے بارے میں وہی بہتر جواب دے سکتے ہیں۔ لہذا محکمہ کوئی ریمارکس دینے سے قاصر ہے۔

چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں سٹاف کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1205: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) چائلڈ پروٹیکشن بیورو لاہور نے 2003 تا 2007 عوامی فلاح و بہبود کے لئے جو جو اقدامات اٹھائے ان کی مرحلہ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں کل کتنا سٹاف ہے، کیا یہ سٹاف ضرورت سے زائد ہے یا کم، تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) چائلڈ پروٹیکشن بیورو آفس میں تنخواہوں کی مد میں 2005 تا 2007 کتنا بجٹ رکھا گیا سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بیورو میں غلط استعمال ہونے والے فنڈز پر کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو حکومت پنجاب ایک ایسا فلاحی منصوبہ ہے جس میں ان تمام بچوں کو تحفظ دیا گیا ہے جو لاوارث، گھروں سے بھاگے ہوئے، عدم توجہی کا شکار، رات کو سڑکوں پر سونے والے، نشے کی لعنت میں ملوث اور جو مختلف چوراہوں پر بھیک مانگتے تھے۔ بیورو نے فروری 2005 سے باقاعدگی سے سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن انسٹی ٹیوشن کا قیام عمل میں لایا گیا جس میں 300 بچوں کے لئے رہائش، قیام وطعام، لباس، تعلیم، صحت و تفریحی سرگرمیوں کا بندوبست کیا گیا۔ اس کے بعد ادارہ ہذا کی سرگرمیوں کو مختلف شہروں میں پھیلایا گیا جس میں گوجرانوالہ، ملتان،

فیصل آباد اور راولپنڈی شامل ہیں-اس کے علاوہ رحیم یار خان اور سیالکوٹ میں بھی دفاتر قائم کردیئے گئے ہیں:-

چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا قیام باقاعدہ قانون مجریہ 2004 کے تحت عمل میں لایا گیا ہے جس کے تحت بے سہارا بچوں کی بحالی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے ہیں:-

1. چائلڈ پروٹیکشن عدالت کا قیام
2. چائلڈ پروٹیکشن یونٹ
3. چائلڈ پروٹیکشن انسٹیٹیوشن
4. چائلڈ پروٹیکشن سکول
5. ووکیشنل سنٹر
6. چائلڈ ہیلپ لائن
7. Open Reception Centres کا قیام
8. اونٹ دوڑ میں استعمال ہونے والے بچوں کی بحالی کا منصوبہ
9. نشے میں ملوث بچوں کی بحالی کا منصوبہ

مندرجہ بالا شہروں کے علاوہ بیورو عنقریب سیالکوٹ، رحیم یار خان اور بہاول پور میں مکمل سرگرمیوں کا آغاز کردے گا-

(ب) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو میں کل 360 ملازمین کام کر رہے ہیں اور یہ سٹاف ضرورت سے کم ہے-کیونکہ ایسے بچوں کی دیکھ بھال، تعلیم، صحت، حفاظت کے لئے زیادہ سے زیادہ ڈاکٹرز، نرسیں، چائلڈ اٹینڈنٹ، سکیورٹی گارڈ، وارڈن، سائکالوجسٹ وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے-متعلقہ سٹاف کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ج) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو میں تنخواہوں کی مد میں سال 05-2004 میں 7.012 ملین روپے، 06-2005 میں 30.399 ملین روپے اور 07-2006 میں 43.077 ملین روپے مختص کئے گئے تھے-

(د) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو میں فنڈز کا استعمال باقاعدہ طریق کار اور منظور شدہ قواعد وضوابط کے مطابق ہو رہا ہے اور کسی قسم کی بھی بے ضابطگی نہیں ہے۔

چائلڈ پروٹیکشن بیورو کی چیئر پرسن کی تنخواہ و دیگر تفصیلات

*1206: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چائلڈ پروٹیکشن بیورو کی موجودہ چیئر پرسن کتنی تنخواہ اور دیگر کیا کیا سہولیات لے رہی ہیں؟

(ب) چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں 2004 تا 2007 اگر آڈٹ کروایا گیا تو رپورٹ لف کریں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ادارہ ہذا کی چیئر پرسن کے لئے کسی قسم کی تنخواہ مقرر نہ ہے۔ صرف سرکاری امور کی انجام دہی کے لئے حکومت کی طرف سے منظور شدہ سرکاری گاڑی استعمال کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ کسی طرح کی بھی کوئی سہولت میسر نہ ہے۔

(ب) چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں 2004 تا 2007 کا آڈٹ ڈائریکٹر جنرل آڈٹ پنجاب سے کروایا گیا ہے جس کی رپورٹ آڈٹ ڈیپارٹمنٹ میں تکمیل کے مراحل میں ہے۔

لاہور میں عورتوں کے خلاف درج ہونے والے مقدمات کی تفصیلات

*1238: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں سال 2004، 2005 اور 2006 میں عورتوں کے خلاف درج ہونے والے مقدمات / جرائم کی تعداد کیا ہے خصوصاً ان واقعات کی تفصیل بیان کی جائے قتل، اغوا، کاروکاری، زخمی، ریپ، جلنے کے واقعات؟

(ب) اگر ہر سال تعداد بڑھی ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور اس کے تدارک کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) قتل، اغوا، کارکاری، زخمی، ریپ، جلنے کے واقعات کی تفصیل مقدمات برخلاف خواتین دوران سال 2004، 2005، 2006

عرصہ	قتل	اغوا	کاروکاری	زخمی	ریپ	جلنے والے واقعات	میزان
سال 2004	30	399	Nil	86	41	2	558
سال 2005	47	410	Nil	86	56	3	602
سال 2006	64	515	Nil	98	42	2	721
میزان	141	1324	Nil	270	139	7	1881

(ب) بڑھتی ہوئی آبادی اور بے روزگاری عورتوں کے خلاف جرائم میں اضافے کا باعث ہے۔ عورتوں کے خلاف جرائم کی روک تھام کے لئے مؤثر اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

لاہور کینٹ کچہری و دیگر عدالتوں میں ملزمان کے لئے انتظار گاہوں کے انتظام کا مسئلہ

*1244: جناب محمد اعجاز شفیع: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کینٹ کچہری اور انسداد دہشت گردی کی عدالتوں میں ملزمان کے لئے بخشی خانوں (انتظار گاہوں) کا کوئی معقول انتظام نہیں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دیگر تمام عدالتوں میں بھی فریقین مقدمہ، گواہان اور دیگر متعلقین کے لئے انتظار گاہوں کا کوئی مناسب انتظام نہیں ہے؟

(ج) اگر جز (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو ملزمان و دیگر فریقین مقدمہ کے لئے سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے کیا اقدامات زیر غور ہیں اور کب تک عمل درآمد متوقع ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ امور داخلہ کے تحت اس وقت صوبہ پنجاب میں 14 انسداد دہشت گردی کی عدالتیں کام کر رہی ہیں اور ان عدالتوں کے جج صاحبان سے معلوم کرنے پر پتا چلا ہے کہ ان عدالتوں میں ملزمان کے لئے بخشی خانوں (انتظار گاہوں) کا مناسب انتظام نہیں ہے تاہم لاہور

کینٹ کچہری میں محدود پیمانے پر ملزموں کے لئے بخشی خانہ اور سائلان و گواہان کے لئے سہولیات موجود ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ ان عدالتوں میں فریقین مقدمہ، گواہان اور دیگر متعلقین کے لئے انتظار گاہوں کا مناسب انتظام نہیں ہے۔

(ج) اس سلسلہ میں عرض ہے کہ تمام عدالتیں بشمول فوج داری، دیوانی عدالتیں ہائی کورٹ کے زیرانتظام کام کر رہی ہیں اس سلسلے میں ہائی کورٹ نے تمام ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججز کو بخشی خانوں کی تعمیر کے بارے میں ہدایت جاری کی ہے۔ تتمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

محکمہ پولیس و دیگر محکموں میں بھرتی کے لئے اقلیتوں کا کوٹا

*1247: محترمہ جوئیس روفن جولیس: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پولیس پنجاب میں بھرتی کے لئے اقلیتوں کا کتنے فیصد کوٹا رکھا گیا ہے اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

(ب) مقرر کردہ اقلیتی کوٹا کے تحت بھرتی کے طریق کار کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) صوبہ بھر میں محکمہ پولیس میں اقلیتی ملازمین وافسران واہلکاران کی تعداد کیا ہے ان کے نام، عہدہ اور حال تعیناتی سے متعلق تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حکومت پنجاب نے محکمہ پولیس میں کلریکل سٹاف کے لئے اقلیتوں کا کوئی کوٹا مقرر نہ کیا ہے۔ کوٹا مقرر نہ کرنے کی وجہ حکومت پنجاب بتا سکتی ہے۔ اقلیتوں پر کوئی پابندی نہیں ہے وہ کلریکل سٹاف کی کسی بھی سیٹ پر نوکری حاصل کرنے کے اہل ہیں۔

(ب) جیسا کہ اوپر جواب دیا گیا ہے۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چک نمبر269 گ ب ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں چرس، ہیروئن، شراب کی سر عام فروخت کا مسئلہ

*1255: میاں نصیر احمد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کمالیہ کے ارد گرد گاؤں بالخصوص چک نمبر269 گ ب تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں چرس، شراب اور ہیروئن کا دھندہ کھلے عام ہے جس کی وجہ سے نئی نسل جو ملک کے معمار ہیں اس لعنت میں مبتلا ہو کر اپنی زندگیاں برباد کر رہی ہے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس ان منشیات فروشوں سے منتھلی وصول کر کے اس گھناؤنے دھندے میں مبتلا لوگوں کا دفاع کر رہی ہے ؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نئی نسل کو منشیات کی لعنت سے بچانے کے لئے مذکورہ بالا علاقے سے اس ناجائز دھندے کو ختم کر کے منشیات فروخت کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ بات درست نہ ہے کہ کمالیہ کے ارد گرد گاؤں بالخصوص چک نمبر269 گ ب تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ چرس، شراب اور ہیروئن کا دھندہ کھلے عام ہوتا ہے، تاہم مقامی پولیس نے کڑی نگرانی رکھی ہوئی ہے جونہی اس بارے میں کوئی اطلاع ہوتی ہے، تو متعلقہ اشخاص کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جاتی ہے۔

(ب) یہ غلط ہے کہ مقامی پولیس منشیات فروشوں سے منتھلی وصول کرتی ہے اور ان کا دفاع کرتی ہے ذمہ دار اشخاص کے خلاف بلاتفریق فوری کارروائی ضابطہ کی جاتی ہے۔

(ج) جز (الف) اور (ب) کا جواب نفی میں ہے تاہم مقامی پولیس ہمہ وقت نگرانی کر رہی ہے۔

فٹنس سرٹیفکیٹ نہ ہونے کی بنا پر پکڑی گئی گاڑیوں کی تفصیل

*1310: محترمہ طلعت یعقوب: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال06-2005 میں لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد، سیالکوٹ، راولپنڈی، جہلم اور گجرات کے اضلاع میں گاڑیوں کا فٹنس سرٹیفکیٹ نہ ہونے پر کچھ گاڑیاں پکڑی گئیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کتنی گاڑیوں کو جرمانہ کیا گیا، ضلع وار تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ فٹنس سرٹیفکیٹ نہ ہونے کی وجہ سے گاڑیوں کے چالان کئے گئے۔ ضلع وار تفصیل ذیل ہے:۔

لاہور1048، گوجرانوالہ 166، فیصل آباد 1304، سیالکوٹ296، راولپنڈی 751، جہلم55، گجرات133اور ٹوٹل3753چالان کئے گئے۔

(ب) یہ درست ہے کہ فٹنس سرٹیفکیٹ نہ ہونے کی وجہ سے گاڑیوں کو جرمانہ کیا گیا۔ ضلع وار تفصیل ذیل ہے:۔

لاہور 1048000، گوجرانوالہ 166000، فیصل آباد 1304000، سیالکوٹ 296000، راولپنڈی 751000، جہلم 55000، گجرات 133000 اور ٹوٹل 3753000 جرمانہ کیا گیا۔

ضلع راولپنڈی میں پولیس کی بھرتی

*1328: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں2002تا2007 کتنے افراد کو پولیس میں کنٹریکٹ یا ریگولر بھرتی کیا گیا؟

(ب) کتنی اسامیاں خالی ہیں اور حکومت ان خالی اسامیوں کو کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع راولپنڈی میں 2002 تا 2007، 135 اے ایس آئی، (مرد) اور 6 اے ایس آئی (لیڈیز) 4593 کانسٹیبلان، 84 لیڈیز کانسٹیبلان، 99 ڈرائیورز کانسٹیبلان، 7 جونیئر کلرک، 1 دفتری، 10 نائب قاصد اور 24 درجہ چہارم ملازمین کو بھرتی کیا گیا۔

(ب) ضلع ہذا میں ایک انسپکٹر، 219 سب انسپکٹر، 263 اے ایس آئی، 564 ہیڈ کانسٹیبلان، 307 کانسٹیبلان جبکہ 13 سٹینو ٹائپسٹ، ایک اسسٹنٹ، 7 جونیئر کلرک، 3 نائب قاصد، 21 درجہ چہارم کی اسامیاں خالی ہیں۔ تاہم انسپکٹر، سب انسپکٹر، اسسٹنٹ سب انسپکٹر اور ہیڈ کانسٹیبلان کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے محکمانہ بورڈ برائے ترقی تشکیل پاکر ترقیاں کی جارہی ہیں جبکہ کانسٹیبلان کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے مورخہ 08-10-6 سے بھرتی کی جارہی ہے۔

راولپنڈی میں ڈکیتی، راہزنی، اغواء کی وارداتوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1331: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) راولپنڈی شہر میں سال 2007 میں کتنی ڈکیتی، راہزنی، اغوا برائے تاوان اور قتل کی وارداتیں ہوئیں؟

(ب) ان وارداتوں میں ملوث کتنے ملزمان کو پکڑا گیا، ان وارداتوں میں کمی کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع راولپنڈی میں سال 2007 میں ڈکیتی کی کل 48، راہزنی کی 410، اغوا برائے تاوان کی 18 جبکہ قتل کی 244 وارداتیں ہوئیں۔

(ب) ان وارداتوں میں ملوث کل 835 ملزمان جن میں ڈکیتی کی 123، راہزنی کے 349، اغوا برائے تاوان کے 37 اور قتل کے 326 کو گرفتار کر کے چالان عدالت کیا گیا- ان وارداتوں میں کمی لانے کے لئے گشت کے نظام کو بہتر بنایا گیا ہے، پولیس پکٹس اور ناکہ بندی ہر روز عمل میں لائی جا رہی ہے-

تحصیل سمندری کے تھانوں، چوکیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1410: راؤ کاشف رحیم خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد کے تمام تھانوں، چوکیوں کی تعداد کتنی ہے اور ان تھانوں میں تمام مقدمات کی تعداد اور جرائم کی نوعیت کے بارے میں بتایا جائے؟

(ب) تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں تمام تھانوں کے اشتہاری ملزمان کی کتنی تعداد ہے، ان کے نام اور تفصیل مقدمات بتائی جائیں؟

(ج) تھانہ سٹی سمندری و تھانہ صدر سمندری میں دہشت گردی کے پچھلے چھ ماہ میں کتنے مقدمات درج کئے گئے ہیں ان کی مکمل تفصیل بتائی جائے؟

(د) تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں تمام مقدمات کے اشتہاری ملزمان کو گرفتار کرنے کے لئے متعلقہ محکمہ پولیس نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں اور اب تک کتنے گرفتار ہوئے ہیں؟

(ہ) تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں جو اشتہاری ملزمان گرفتار نہ ہوئے ہیں، اس کی وجہ کیا ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) بمطابق رپورٹ ایس پی صدر تحصیل سمندری میں تین تھانہ جات اور ایک چوکی ہے- تھانہ صدر سمندری میں کل کرائم 598، تھانہ سٹی سمندری میں 422، تھانہ ترکھانی میں 366 ہے- سرکل ہذا میں زیادہ تر آبادی دیہات پر مشتمل ہے- زیادہ تر جرم سرقہ مویشی، سرقہ عام اور لڑائی جھگڑوں کی نوعیت کے ہیں-

(ب) سر کل ہذا میں کل مجرمان اشتہاری 365 تھے جن میں سے 267 مجرم اشتہاری گرفتار ہوئے-بقایا98 مجرمان اشتہاری کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ج) سرکل سمندری کے پچھلے چھ ماہ میں تھانہ سٹی سمندری اور تھانہ صدر سمندری میں 2 مقدمات دہشت گردی کے درج ہوئے ہیں-

مقدمہ نمبر251 مورخہ14-06-08 بجرم 506/186/440/148/149 ت پ 7ATA تھانہ سٹی سمندری مقدمہ نمبر324 مورخہ11-07-08 بجرم 148/149/ 3771-2/3793/324 337F/ت پ7ATA تھانہ صدر سمندری

(د) سرکل ہذا میں پینڈنگ مجرمانہ اشتہاری کی گرفتاری کے لئے P.Os اپر سبارڈینیٹس کو بائی نیم الاٹ کر کے گرفتاری کے لئے مامور کیا گیا ہے-خصوصی ٹیمیں بھی تشکیل دی گئی ہیں- P.Os کے ممکنہ ٹھکانوں پر ریڈ کر رہے ہیں- P.Os کو پناہ دینے والوں کے خلاف کارروائی زیر دفعہ 216 ت پ کی جا رہی ہے-ان مجرمان اشتہاریوں کے خلاف کارروائی زیر دفعہ 88ض ف کا بھی تحرک جاری ہے-سال رواں میں تھانہ صدر سمندری نے 102، تھانہ سٹی سمندری نے 39 اور تھانہ ترکھانی نے 126 مجرمان اشتہاریوں کو گرفتار کیا ہے-

(ہ) مجرمان اشتہاری بعد وقوعہ دانستہ طور پر روپوش ہیں جن کے ٹھکانوں پر ریڈ کئے جا رہے ہیں جو دستیاب نہ ہو رہے ہیں-ان کی گرفتاری کے لئے خصوصی ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں جو دن رات محنت کر رہی ہیں انشاء اللہ جلد از جلد مجرمان اشتہاریوں کی گرفتاری کو یقینی بنایا جائے گا-

ضلع ننکانہ صاحب میں پولیس ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1513: رانا تنویر احمد ناصر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ننکانہ صاحب میں پولیس ملازمین کی کل تعداد کتنی ہے، اس نفری میں سے کتنی تعداد تھانوں میں تعینات ہے اور کتنی تعداد پی سی میں ہے؟

(ب) ضلع ننکانہ صاحب میں تھانوں کی کل تعداد کتنی ہے، کیا حکومت مزید تھانے بنانا چاہتی ہے؟

(ج) کیا حکومت ضلع ننکانہ صاحب میں پولیس کانسٹیبلان کی بھرتی کرنا چاہتی ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) موجودہ نفری / تفصیل نفری ضلع ہذا:-

کانسٹیبل	1065
ہیڈ کانسٹیبل	129
ASI	98
SI	52
انسپکٹر	30
DSP	4
SP	2

تھانوں میں تعینات نفری:-

کانسٹیبل	348
ہیڈ کانسٹیبل	61
ASI	47
SI	37
انسپکٹر	20

نفری جو PC ٹرانسفر ہوئی:-

کانسٹیبل	79
ہیڈ کانسٹیبل	02

(ب) تھانوں کی تعداد 11 ہے، فی الحال ضلع ہذا میں نئے تھانہ جات قائم کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے اور نہ ہی نئے تھانہ جات کے قیام کی ڈیمانڈ کی گئی ہے۔

(ج) ضلع ننکانہ صاحب میں درج ذیل کمی نفری (Shortage of Strength) پائی جاتی ہے:-

کانسٹیبل	242
ہیڈ کانسٹیبل	NIL
ASI	36
SI	20
انسپکٹر	10
DSP	1

نوزائیدہ ضلع میں لاء اینڈ آرڈر کی Situation کنٹرول کرنے کے لئے منظور شدہ نفری کی اشد ضرورت ہے۔اس کے علاوہ CPO اور RPO آفس بھی اس سلسلہ میں خطوط لکھے گئے ہیں جونہی کوئی حکم اس بارے میں موصول ہوگا بھرتی کا عمل ضلع ہذا میں شروع کر دیا جائے گا۔

محکمہ پولیس میں خالی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1564: راجہ شوکت عزیز بھٹی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پولیس میں پروموشن کے کیسوں کو نمٹانے کے لئے پروموشن کمیٹی سال میں کتنی مرتبہ اپنا اجلاس کرتی ہے نیز پچھلے کتنے عرصہ سے مذکورہ کمیٹی کا اجلاس نہیں ہوا، اگر جواب نہ میں ہے تو اس کی وجہ بیان کریں؟

(ب) محکمہ پولیس میں پروموشن کیسز نمٹانے کے لئے کمیٹی کے اجلاس بروقت منعقد کرنے کے لئے کوئی لائحہ عمل زیر غور ہے؟

(ج) پنجاب میں ڈی ایس پی کی کتنی اسامیاں خالی ہیں، ان کو کب تک پر کیا جائے گا نیز کتنے انسپکٹر حضرات ڈی ایس پی بننے کے لئے پروموشن لسٹ میں ویٹنگ پر موجود ہیں؟

(د) محکمہ پولیس میں کانسٹیبلان کی کتنی اسامیاں خالی ہیں نیز ان پر بھرتی کے لئے محکمہ کوئی ارادہ رکھتا ہے؟

(ہ) پنجاب پولیس اور موٹروے پولیس میں تنخواہ کا تفاوت کیا ہے نیز اگر پنجاب پولیس کی تنخواہ میں کمی ہے تو ان کے اوقات کار فرائض منصبی زیادہ ہونے کے باعث ان کی تنخواہ میں موٹروے پولیس کی نسبت فرق زیادہ کیوں ہے، کیا حکومت اس فرق کو دور کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ پولیس میں انسپکٹرز (مختلف برانچ ہائے) سے بطور ڈی ایس پی ترقی رولز 1979 کے تحت کی جاتی ہے جس کے مطابق پروموشن کمیٹی کا اجلاس بلانے کی مخصوص تواریخ نہ دی گئی ہیں بلکہ جو کوئی کیس تیار ہو جاتا ہے تو چیئرمین، پروموشن کمیٹی کا اجلاس طلب کر لیتا ہے۔ پروموشن کمیٹی کا آخری اجلاس مورخہ 7۔ جولائی 2008 کو ہوا جس میں کل 54 انسپکٹرز لیگل کے کیسز کا فیصلہ کیا گیا اور آئندہ بھی جونہی کوئی کیس تیار ہو گا تو فوری طور پر پروموشن کمیٹی کا اجلاس بلایا جائے گا۔ یہاں اس بات کا ذکر خصوصی طور پر کرنا ضروری ہے کہ پنجاب سروس ٹربیونل نے اپیل نمبری 719/06، 239/06 وغیرہ میں دیئے گئے حکم مورخہ 22/8/2006 (جسے سپریم کورٹ آف پاکستان نے سول اپیل نمبری 2017-2031/2007 اور 4-18/2006 میں بحکم مورخہ 29/01/2008 برقرار رکھا) کے تحت جنرل ایگزیکٹو کنفرم انسپکٹرز کی نئے سرے سے سنیارٹی لسٹ تیار کر لی گئی ہے اور ان کی ترقی بطور ڈی ایس پی کا کیس زیر تکمیل ہے جس کی تکمیل کے بعد فوری طور پر محکمانہ پروموشن کمیٹی کا اجلاس طلب کر لیا جائے گا۔

(ب) اس کا جواب جز (الف) میں دیا گیا ہے۔

(ج) اس وقت ڈی ایس پی صاحبان کے مختلف برانچ ہائے کی کل 202 اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ جیسا کہ جز (الف) میں ذکر کیا گیا ہے انسپکٹرز لیگل سے ڈی ایس پی لیگل ترقی یاب ہو چکے ہیں۔ ٹریفک برانچ میں اس وقت کوئی انسپکٹر سارجنٹ نہ ہے جس کو بطور ڈی ایس پی ترقی دی جا سکے۔ telecommunication برانچ میں اس وقت کوئی ایسا اہل انسپکٹر جس کی

بطور سات سال سروس ہو، نہ ہے جس کو ترقی دی جا سکے-البتہ جنرل ایگزیکٹو برانچ میں تقریباً 145 اسامیاں خالی پڑی ہیں لیکن ان کی پنجاب سروس ٹربیونل کی اپیل نمبری etc 719/06/239/06 میں لئے گئے حکم مورخہ 22/08/2006 (جسے سپریم کورٹ آف پاکستان نے سول اپیل نمبری 2017-2031/2007 اور 4/18/2006 میں بحکم مورخہ 29/01/2008 برقرار رکھا) کے تحت جنرل ایگزیکٹو برانچ کے کنفرم انسپکٹرز کی سنیارٹی لسٹ تیار کر کے جاری کر دی گئی ہے اور جنرل ایگزیکٹو برانچ کے کنفرم انسپکٹروں کا بطور ڈی ایس پی پروموشن کیس تیار کیا جا رہا ہے-اس کی تکمیل کے فوری بعد پروموشن کمیٹی کا اجلاس طلب کر لیا جائے گا اور بمطابق سنیارٹی ان کا کیس برائے ترقی بطور ڈی ایس پی محکمانہ پروموشن کمیٹی کے سامنے پیش کر دیا جائے گا-البتہ اس وقت کوئی انسپکٹر جس کی محکمانہ پروموشن کمیٹی نے ترقی بطور ڈی ایس پی منظوری دی ہے ویٹنگ لسٹ پر موجود نہ ہے-

(د) پنجاب بھر کے تمام اضلاع میں کانسٹیبلان / ڈرائیور کانسٹیبلان / لیڈی کانسٹیبلان کی 308 خالی اسامیوں پر بھرتی کے مراحل مکمل ہو چکے ہیں-یہ بھرتی دو فیز میں کی گئی ہے- ان میں کامیاب امیدواران کے کاغذات کی جانچ پڑتال، میڈیکل چیک اپ، کریکٹر پڑتال اور بھرتی کے آرڈر متعلقہ اضلاع کے افسران (ڈی پی او حضرات) جاری کر رہے ہیں-

(ہ) 1- اس بارے میں عرض ہے کہ سوائے ٹریفک سٹی پولیس (پانچ بڑے شہروں میں) اور پنجاب ہائی وے پٹرولنگ پولیس کے پنجاب پولیس کی تنخواہ موٹروے پولیس سے کم ہے- جس کی وجہ 100 فیصد بنیادی تنخواہ میں اضافہ اور 20 دن fix ٹی اے ہے-

2- وزیراعلیٰ پنجاب کے حکم پر پنجاب پولیس کی تنخواہ موٹروے پولیس کے برابر کرنے کے لئے پے پیکج کمیٹی تشکیل دی گئی ہے- کمیٹی کی متعدد میٹنگز ہو چکی ہیں لیکن کمیٹی ابھی کسی حتمی نتیجہ پر نہ پہنچی ہے-

تحصیل جڑانوالہ میں عرصہ دو سال سے پولیس ملازمین کی تعیناتی کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*1579: رائے اعجاز حسین: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کتنے پولیس ملازمین بر عہدہ ایس آئی، اے ایس آئی اپنے سرکل میں عرصہ دو سال سے تحصیل جڑانوالہ میں تعینات ہیں، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل بتائی جائے؟

(ب) جو مذکورہ ملازمین بار بار تعینات ہوتے رہے ہیں، ان کے نام، عہدے اور تاریخ تعیناتی تفصیل کے ساتھ علیٰحدہ علیٰحدہ بیان کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مورخہ 17-06-08 کو تمام ایس آئی، اے ایس آئی صاحبان کو اپنے اپنے رہائشی سرکل سے تبدیل کر دیا گیا ہے اب کوئی بھی ایس آئی، اے ایس آئی اپنے رہائشی سرکل جڑانوالہ میں تعینات نہ ہے۔

(ب) جو ایس آئی، اے ایس آئی جڑانوالہ سرکل میں بار بار تعینات ہوتے ہیں ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جڑانوالہ میں ڈکیتی، راہزنی، اغوا اور قتل کے مقدمات کی تفصیلات

*1580: رائے اعجاز حسین: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جڑانوالہ ضلع میں جنوری 2008 سے جولائی 2008 تک ڈکیتی چوری اور راہزنی، اغوا اور قتل کے کتنے واقعات درج ہوئے، تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بیان کی جائے؟

(ب) مذکورہ واقعات میں کتنے مقدمات درج ہوئے، کتنے چالان عدالتوں میں پیش کئے گئے اور کتنے چالان ابھی تک نامکمل ہیں؟

(ج) چوری، ڈکیتی اور راہزنی میں کتنی ریکوری ہوئی اور کتنے مدعیان کی دادرسی ہوئی، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل بتائی جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جنوری 2008 سے لے کر جولائی 2008 تک تحصیل جڑانوالہ میں ڈکیتی کے 16 مقدمات، چوری کے 296 مقدمات راہزنی 81 مقدمات، اغوا کے 99 مقدمات اور قتل کے 62 مقدمات درج ہوئے ہیں۔

(ب) مذکورہ واقعات کے کل 554 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 246 مقدمات کے چالان عدالتوں میں بھجوائے گئے جبکہ 99 مقدمات خارج ہوئے اور 39 مقدمات عدم پتا ہوئے۔ 170 مقدمات زیر تفتیش افسران کو ہدایت کی گئی ہے کہ ان مقدمات کو فوری طور پر یکسو کریں، بصورت دیگر ان کے خلاف سخت محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جائے۔

(ج) چوری، ڈکیتی اور راہزنی کے مقدمات میں ملزمان سے کل 6892832 روپے برآمد گی کی گئی ہے جبکہ 181 مدعیاں کی دادرسی کی گئی ہے۔

ضلع قصور میں داخل ہونے والی ہیوی وہیکل کے لئے شرائط و دیگر تفصیلات

*1804: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں داخل ہونے والی ہیوی وہیکل کے لئے کن کن شرائط کا ہونا لازمی ہے؟

(ب) ضلع قصور میں داخل ہونے والی ہیوی وہیکل کو شرائط پر پورا نہ اترنے کی صورت میں کس رولز کے تحت جرمانہ عائد کیا جاتا ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع قصور میں داخل ہونے والی ہیوی ٹریفک کے لئے جن شرائط کا ہونا لازمی ہے درج ذیل ہیں:-

1-(i) ہیوی وہیکل کی ڈرائیونگ کرنے کے لئے ڈرائیور کے پاس HTV ڈرائیونگ لائسنس کا ہونا ضروری ہے۔

(ii) ہیوی پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ کرنے کے لئے ڈرائیور کے پاس HTV/PSV ڈرائیونگ لائسنس کا ہونا ضروری ہے۔

2۔ گاڑی کی رجسٹریشن ہونا ضروری ہے۔
3۔ گاڑی کی فٹنس ہونا لازمی ہے۔
4۔ گاڑی کا روٹ پرمٹ ہونا لازمی ہے۔
5۔ گاڑی کو اوورلوڈنگ نہیں ہونا چاہئے۔

(i) پبلک ٹرانسپورٹ وہیکل میں منظور شدہ سواریوں سے زیادہ سواریاں نہیں ہونی چاہئیں۔

(ii) ہیوی گڈز ٹرانسپورٹ میں سامان باڈی کے اندر ہونا لازمی ہے۔

6۔ شہری حدود کے اندر دن کے وقت ہیوی ٹرانسپورٹ کا داخلہ ممنوع ہے۔

(ب) اس ضمن میں پنجاب بھر میں موٹر وہیکل آرڈیننس ورولز رائج العمل ہیں اس آرڈیننس ورولز کی خلاف ورزی پر ضلع قصور میں حسب ضابطہ چالان کیا جاتا ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

	خلاف ورزی	جرم کوڈ	جرمانہ
1	PSVگاڑیوں میں مقررہ حد سے زیادہ لوگوں کو سوار کرنا	02	750
2	مال برادر گاڑی کا مقررہ حد سے زائد سامان لوڈ کرنا	04	500
3	شہری حدود کے اندر ممنوع اوقات میں گاڑی چلانا	09	750
4	ڈرائیور کا بغیر لائسنس گاڑی چلانا	12	1000
5	بغیر رجسٹریشن کے گاڑی چلانا	15	1000
6	بغیر فٹنس سرٹیفکیٹ گاڑی چلانا	17	1000
7	بغیر روٹ پرمٹ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گاڑی چلانا	18	1000

نوٹ: موٹر وہیکل آرڈیننس 1965 کے ترمیمی ایکٹ A-116 کے تحت خلاف ورزی کرنے والی گاڑیوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اور حکومت پنجاب سے منظور شدہ ٹکٹ چالان بک جاری کی گئی ہے جس میں ہر ٹکٹ کی پشت پر کوڈ پروفارمہ دیا گیا جو تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شیخوپورہ ریجن سپیشل برانچ کے الیکشن ڈیوٹی فنڈز میں خورد برد

*1819: راؤ کاشف رحیم خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فروری2008 میں منعقدہ جنرل الیکشن میں سپیشل برانچ (پنجاب) کی ڈیوٹی کے لئے ایڈیشنل آئی جی سپیشل برانچ رابرٹس کلب لاہور نے سٹیشنری، ٹی اے / ڈی اے، تیل وپٹرول کی مد میں فنڈز جاری کئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایس ایس پی سپیشل برانچ شیخوپورہ ریجن کو بھی مذکورہ مد میں دس لاکھ روپے جاری کئے گئے؟

(ج) اگر مذکورہ رقم شیخوپورہ ریجن کے متعلقہ اضلاع میں الیکشن2008 کی ڈیوٹی پر مامور اہلکاران میں تقسیم کر دی گئی، تو اس کی ضلع وار تفصیل بیان فرمائیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ دس لاکھ میں سے شیخوپورہ ریجن کے اضلاع اوکاڑہ، قصور، ننکانہ صاحب اور شیخوپورہ میں سپیشل برانچ کے الیکشن ڈیوٹی پر تعینات کسی بھی اہلکار کو کوئی ادائیگی نہ کی گئی ہے بلکہ ساری رقم خورد برد کر لی گئی ہے؟

(ہ) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت خورد برد کی تحقیقات کر کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ایڈیشنل آئی جی، سپیشل برانچ پنجاب، رابرٹس کلب کی طرف سے بحوالہ چٹھی نمبر Acctt/44۔3935 مورخہ 2008۔01۔18 میں ایس پی سپیشل برانچ شیخوپورہ ریجن کو مبلغ 563000روپے، AO3970۔001۔Othersکی مد میں برائے الیکشن ڈیوٹی 2008الاٹ کئے گئے۔

(ب) شیخوپورہ ریجن کو جنرل الیکشن ڈیوٹی کے لئے563000روپے بحوالہ چٹھی نمبری Acctt/44۔3935 مورخہ2008۔01۔18کے تحت جاری کئے گئے۔

(ج)

سامان سٹیشنری	-/100000روپے
سامان سٹیشنری	-/99600روپے
کھاناملازمین	-/51306روپے
کھاناملازمین	-/67060روپے
پٹرول/ ڈیزل گاڑیاں	-/60255روپے
پٹرول/ ڈیزل گاڑیاں	-/60645روپے
پرائیویٹ کرایہ گاڑیاں	-/62000روپے
پرائیویٹ کرایہ گاڑیاں	-/62000روپے
ٹوٹل	-/562866روپے

(د) ملازمین کو کھانا دیا گیا۔ گاڑیوں کا کرایہ دیا گیا۔ سامان سٹیشنری حاصل کیا گیا۔ پٹرول کی رقم ادا کی گئی۔ اس میں کوئی خورد برد نہ کی گئی ہے۔

(ہ) خورد برد کے بارے میں کوئی شکایت نہیں ملی ہے۔

رپورٹیں (توسیع)

جناب سپیکر: ملک محمد وارث کلو صاحب! تحریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق بابت سال 2008 اور 2009 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

تحریک استحقاق نمبر 4,6,15,23,24,25,31,34,35,40,49,51, 52,58 بابت سال 2008، تحریک استحقاق نمبر 3 اور 4 بابت سال 2009

کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-04-2009 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

تحریک استحقاق نمبر 4,6,15,23,24,25,31,34,35,40,49,51, 52,58 بابت سال 2008، تحریک استحقاق نمبر 3 اور 4 بابت سال 2009 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-04-2009 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

تحریک استحقاق نمبر 4,6,15,23,24,25,31,34,35,40,49,51, 52,58 بابت سال 2008، تحریک استحقاق نمبر 3 اور 4 بابت سال 2009 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-04-2009 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

سی سی او پی کی جانب سے ملک کے اہم اداروں کو فروخت کرنے کا فیصلہ

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نیازی صاحب! اب آپ بات کریں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں اس ایوان کی اور آپ کی توجہ اس امر کی جانب دلانا چاہتا ہوں کہ کل Cabinet Committee on Privatization نے اعلان کیا ہے کہ اس ملک کے 21 state own اداروں کو privatize کیا جا رہا ہے۔ اس میں PESCO, FESCO, CEPCO, Jamshoro, Cotri, SME Bank, Pakistan Railway, Electrical Complex, PMDC, Mineral Development Corporation,

PTDC Motors, Utility Stores, Pakistan Post, National Insurance Company, وغیرہ۔ اس سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ پچھلے ایک آمر کے دور میں سٹیل مل کا سیکنڈل آیا اور سپریم کورٹ نے اس کے خلاف suo motu action لیا۔ اب پورے ملک کو بیچنے کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔ ہمیں آج اس بات کا احساس ہو رہا ہے کہ کیوں جسٹس افتخار چودھری کو بحال نہیں کیا گیا اس لئے کہ اس ملک میں ایک P.C.O جج چاہئے تھا، اس ڈوگر کے through وہ چاہتے ہیں کہ اس ملک کو بیچ دیں۔ ہم حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ پہلے اس ملک کے ساتھ بہت ظلم ہو چکے ہیں۔ آپ مہربانی کریں اور اس پورے ملک کو فروخت نہ کریں۔ پہلے ہم percentage کی بات بھی سنتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات مکمل ہو گئی ہے؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم PCO جج ڈوگر سے بھی مطالبہ کریں کہ وہ اس پر suo motu action لے لیں۔ میرے خیال میں پنجاب اسمبلی میں ایک متفقہ قرارداد آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ بات سنیں۔ کیا یہ مسئلہ آپ کے متعلقہ ہے بھی یا نہیں؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! اس ملک کے متعلقہ ہے اور ہم اس ملک کے شہری ہیں۔ کیا صوبہ پنجاب کے لوگوں نے ہمیں ووٹ نہیں دیئے؟

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! آپ نے نیازی صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت دی اور انھوں نے بڑے اچھے انداز سے طریق کار بتایا ہے کہ ایک مشترکہ قرارداد آنی چاہئے کہ حکومت پاکستان کے جو ادارے بیچے جا رہے ہیں اس میں میری بھی استدعا ہے کہ اس پر مشترکہ قرارداد آنی چاہئے اور جو کوئی اس کی مخالفت کرنا چاہتا ہے وہ مخالفت کر لے اور جو اس کے حق میں ووٹ دینا چاہتا ہے وہ حق میں ووٹ دے دے۔ اگر قرارداد پاس ہو جائے تو وہ آپ مرکزی حکومت کو بھجوا دیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم نور خان نیازی نے بات کی ہے اوران کے بعد وارث کلو صاحب نے بھی بات کی ہے۔ میری آپ کی وساطت سے دونوں بھائیوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ جب تک اس کو analyze نہ کرلیں اور deeply جاکر دیکھ نہ لیں تو صرف ایک خبر پڑھ کر انھوں نے اس طرح سے شروع کردیا ہے کہ جیسے واقعی یہ ملک بکنے جارہا ہے۔ یہ ملک کوئی بیچ سکتا ہے اور نہ ہی کسی میں اتنی جرات ہو سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم خود کو خواہ مخواہ ایک ایسے انداز میں پیش کریں کہ جیسے صبح ہی کوئی ملک بیچ دے گا۔ میرے خیال میں انھوں نے خبر کی heading پڑھی ہے کہ CCOP approves new privatization policy اور بعد میں انھوں نے اس کی تفصیل نہیں پڑھی۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! یہ پوری خبر پڑھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اس میں خبر اس طرح سے ہے کہ:

Islamabad (APP) The Cabinet Committee on Privatization C.C.O.P hereon Tuesday approved the new privatization policy besides approving privatization of 21 state own enterprises. Addressing a press conference after C.C.O.P meeting Federal Minister for Privatization Syed Naveed Qamar said that the new privatization policy has been modeled around the concept of public private partnership and advertisement of 26 percent share.

اب اس میں بات یہ ہے کہ اکیس enterprises ہیں، اس میں حالت یہ ہوتی ہے کہ جتنے بھی سرکاری own enterprises ہیں ان سب کا ویسے ہی بھٹہ بیٹھا ہوا ہے۔ وہ سارے کے سارے خسارے میں جارہے ہیں اور بجائے اس کے کہ وہاں سے کوئی چار پیسے آمدن یا منافع قوم کو ملے بلکہ الٹا بجٹ سے ان کو پیسے دیئے جارہے ہیں کہ آپ اپنے ملازمین کو تنخواہیں دیں۔ اس صورتحال کو بہتر کرنے کے لئے private or public partnership کا concept بڑے عرصے سے پوری دنیا

میں کامیابی سے چل رہا ہے۔ اگر ہم اسے نہیں چلا سکتے تو ہمیں اپنے متعلق سوچنا چاہئے نہ کہ ہم اس policy کو زیر تنقید لائیں۔ اس میں یہ ہے کہ ان سارے کے سارے enterprises کو سو فیصد فروخت نہیں کیا جا رہا بلکہ ان کا صرف 26 فیصد share جو کہ controlling share نہیں ہو گا اور control administrative تو 51 فیصد کے پاس ہی جا سکتا ہے، اس وقت private partnership کو اس لئے لایا جا رہا ہے کہ ان اداروں کی حالت بہتر کی جا سکے اور یہ ادارے جو حکومت پر بوجھ بنے ہوئے ہیں تو اس بوجھ کو کم کیا جا سکے لیکن ابھی انھوں نے جو policy دی ہے اس پر قومی اسمبلی میں debate ہو سکتی ہے۔ یہاں پر اکیس اداروں کا نام نہیں ہے، جب یہ نام آئیں گے تو پتا چلے گا اور ہم یہ کہہ سکیں گے کہ اکیس میں سے یہ دس ادارے منافع میں جا رہے ہیں تو آپ ان کی privatization کیوں کر رہے ہیں اور یہ جو تیرہ ادارے ہیں جو loss میں جا رہے ہیں ان کو آپ کر دیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس کو detail سے دیکھ لیں اور پھر قرارداد کی بات کریں۔ آپ ایسے ہی نہ کہیں کہ فوری طور پر مشترکہ قرارداد پاس کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا محمد افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہم بغیر سوچے سمجھے private sector کے اوپر عدم اعتماد کا اعلان کر دیتے ہیں۔ private sector بھی اس ملک کا بہت اہم حصہ ہے اور بہت سے ملکوں میں کامیابی سے یہ کام کر رہے ہیں جو ان اکیس بائیس اداروں میں ہوتے ہیں۔ اگر private sector ڈاک تقسیم نہیں کر سکتا تو 90 فیصد courier companies پہلے ہی take over کر چکی ہیں۔ آج دنیا میں حکومت کو trim کرنے کے لئے، ایک smaller government بنانے کے لئے اور better performance کے لئے ایک establish حقیقت ہے۔ اگر پاکستان میں یہ چیز ہو رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری قومی اسمبلی میں بھی ہمارے جیسے ممبران بیٹھے ہیں۔ ان کا بھی فرض ہے کہ وہ ان معاملات کو دیکھیں۔ ہم ان کے اوپر یہاں بیٹھ کر عدم اعتماد نہیں کر سکتے۔ اس میں ایک ہی پہلو ہے کہ privatization کے عمل کو

شفاف طریقے سے کیا جائے۔ اس کے علاوہ جب تک آپ private sector کو strong نہیں ہونے دیں گے تو ملک کی ترقی نہیں ہو سکتی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! 26 percent share with controlling rights وہ پورے انتظامی اختیارات ان کو shift ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ presumption ہے۔ آپ presume کر رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے نیازی صاحب سے صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب نے جو بات کہی ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ میں اس ہاؤس کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ نیازی صاحب کی جماعت اس حکومت میں شامل تھی جنھوں نے حبیب بنک 22۔ارب میں بیچا اور بیچنے کے بعد وہ دو سال میں پیسے پورے کر گیا۔ آج جو اتنا بڑا asset بکا اس میں بھی ان کی جماعت شامل تھی، جب ٹیلیفون ڈیپارٹمنٹ 18۔ارب میں بیچا گیا جس کا ایک سال کا 29۔ارب روپیہ منافع تھا۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت خدا کی قسم ریلوے کے حالات ایسے ہیں کہ فروری کی تنخواہیں نہیں ہیں اور کوئی بنک انھیں پیسے دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس وقت جو مصیبت وفاقی حکومت کو پڑی ہوئی ہے اور privatization کے معاملے میں یہ ملیں کوئی لینے کو تیار نہیں ہے تو ایسے جذبات میں آ کر یہ باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ ریلوے کے حالات ایسے ہیں کہ کوئی بنک اسے پیسے دینے کو تیار نہیں ہے۔ Barclays جیسا بنک بھی وہاں سے بھاگ گیا ہے۔ لہذا ان باتوں کو یہاں نہ لایا جائے اور اگر ان کے اوپر بات کرنی ہے تو میں پھر یہ کہتا ہوں کہ آپ سب کو ٹائم دیں۔ میں بتاؤں گا کہ privatization میں کیا ظلم ہوئے ہیں اور کیا کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: چلیں، آپ کی بات اب سامنے آ گئی ہے۔

جناب محمد وارث کلو: شیخ صاحب اپنی بات کا جواب خود دیں گے۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ یہ ظلم دوبارہ نہ ہو۔۔۔

جناب سپیکر: کلو صاحب! اگر آپ کو بات کی سمجھ نہیں آ رہی تو پھر میں کیا کروں؟ پلیز تشریف رکھیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نور خان نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ صرف یہ کہہ دینا کہ فلاں ادارہ ٹھیک نہیں چل رہا لہذا اس کو privatize کر دیا جائے تو گورنمنٹ کس لئے ہوتی ہے، گورنمنٹ کس چیز کا نام ہے، عوام آپ لوگوں کو ووٹ کس لئے دیتے ہیں؟ عوام نے آپ کو ووٹ اس لئے دیئے ہیں کہ جو خرابیاں پچھلے دور میں پیدا کی گئی ہیں ان کو درست کریں۔ لوگ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ملک ٹھیک نہیں چل رہا تو کیا اسے بھی privatize کر دیں؟ یہ بات کہ ریلوے یا پاکستان پوسٹ کے 26 فیصد shares فروخت کئے جا رہے ہیں اور اس کا انتظامی کنٹرول ان کو دیا جا رہا ہے۔ ہم جو بات joint resolution کی کر رہے تھے اس میں ہم اپنا concern show کرنا چاہتے ہیں کہ we are concerned کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اگر اس میں کچھ کرنا بھی ہے تو کسی شفاف طریقے سے کریں۔[*********]

جناب سپیکر: علی نور نیازی صاحب! یہ جو بعد میں آپ نے بات کی ہے کوئی بھلی نہیں لگی۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! وفاقی حکومت سے متعلق بات کی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کسی بھی گورنمنٹ کے بارے میں ایسے الفاظ نہیں بول سکتے لہذا یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! علی نور نیازی صاحب کا تعلق مولانا فضل الرحمن صاحب کی جماعت کے ساتھ ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں اس چیز سے حیران ہوں کہ ہمارے وزیر قانون صاحب کو یہ بھی نہیں پتا کہ میرا تعلق کس جماعت سے ہے؟

جناب سپیکر: راناصاحب! وہ پارلیمانی پارٹی کے لیڈر ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میرا تعلق اس جماعت کے ساتھ ہے جس کے لیڈر مولانا شاہ احمد نورانی صاحب تھے۔ میں بڑے فخر سے اس چیز کا اعلان کرتا ہوں اور کوئی مجھ پر انگلی نہیں اٹھا سکتا۔ لاء منسٹر صاحب اپنے بیان کو درست کریں۔

جناب سپیکر: چلیں، اس کو correct کر دیا گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ایم ایم اے کی پارٹی ٹکٹ سے elect ہو کر آئے ہیں اور اب ماشاء اللہ ہمارے ساتھ ہیں۔ جو یہ فرمارہے ہیں کہ فلاں چیز کو privatize کر دیا جائے، فلاں کو کر دیا جائے۔ میری ان سے یہ گزارش ہے کہ حکومت اگر ساری چیزیں اپنے ذمے لے لے جیسے ملیں بھی اس نے چلانی ہیں، ہمارا ایک ادارہ کرکٹ ہے یہ بھی اس نے کھیلانی تھی، ہاکی بھی اسی نے کھیلانی تھی، ملیں بھی اس نے چلانی تھیں اور باقی سارا کاروبار بھی حکومت نے ہی کرنا تھا۔ اب اس کا جو اصل کام ہے اس میں وہ suffer کر رہا تھا جس میں جو نقصان ہوا ہے وہ پوری قوم کے سامنے ہے۔ گورنمنٹ کا کام کاروبار کرنا نہیں ہے بلکہ لوگوں کو ایسا ماحول دینا ہے جس میں لوگ باعزت طریقے سے اپنے جان و مال کی حفاظت کرتے ہوئے کاروبار کر سکیں اور یہ حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اگر ان کو privatize کیا جا رہا ہے تو اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ حکومت اپنے بنیادی function سے withdraw کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ اصل میں ان کی سیٹ ایسی جگہ پر آ گئی ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! یہ سیٹ مجھے گورنمنٹ نے الاٹ کی ہے اس پر میرا نام لکھا ہوا ہے۔ مجھے بے شک آپ کسی دوسری جگہ پر بٹھا دیں۔

جناب سپیکر: آپ یہاں پر بیٹھے ہوئے خوبصورت لگتے ہیں اور میں اپنے برخوردار کو اپنے نزدیک رکھنا چاہتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ کیا شفاف ہے اور کیا غیر شفاف ہے اس بارے میں، میں یہ عرض کروں کہ پرائیویٹ سیکٹر کلی طور پر منافع خوری کی ایک monopoly ہے۔ ترقی پذیر ملکوں میں کبھی بھی ملک ترقی نہیں کر سکتے جب تک پرائیویٹ سیکٹر اور پبلک سیکٹر ساتھ ساتھ نہ چلیں۔ ہم نے یہ تجربہ بھی کر لیا ہے، nationalization اور privatization کا تجربہ بھی کر لیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ نجکاری کے عمل کے بعد ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا ہے؟ یہ منافع خوری کی ایک monopoly ہے، لوگوں کی لوٹ کھسوٹ ہے، لوگ کھا رہے ہیں، کھال بھی نوچ رہے ہیں اور اب ہڈیاں بھی ختم کر دیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ پلیز، تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کل بھی میں نے سوئی گیس کے بلوں کے بارے میں کہا تھا اس پر مہربانی کر دیں کیونکہ لوگ بہت پریشان ہیں۔ لاء منسٹر صاحب اور آپ نے کل فرمایا تھا کہ اس کو آج take up کیا جائے گا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ابھی تحریک التوائے کار کا وقت نہیں آیا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار نہیں ہے۔ یہ ایک قرارداد ہے جس کے لئے آپ نے کل اجازت دی تھی۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: میں ابھی تحریک استحقاق پر ہوں۔ جی، ثمینہ خاور حیات صاحبہ! آپ کی تحریک استحقاق ہے۔

ایس پی ٹریفک لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی سے تضحیک آمیز رویہ

(---جاری)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں یہ پڑھ چکی ہوں اس کا جواب آنا تھا۔

جناب سپیکر: یہ pending ہوئی تھی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میرے خیال میں ان کی دو تحاریک استحقاق ہیں۔ یہ نمبر بتادیں کہ کون سی تحریک کے جواب کی بات کر رہی ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: تحریک استحقاق نمبر 12 کی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: 12 نمبر ہے جو ایس پی ٹریفک کے متعلقہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج اجلاس کے بعد اس کا ٹائم fix ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ کی ان سے بات کروا کر ان کا معاملہ resolve کروا دیا جائے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: اسے پھر pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک pending کی جاتی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: لیکن کب تک pending ہو گی؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! کل تک کے لئے ٹھیک ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل تک کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، کل تک pending کی جاتی ہے۔ جی، شیخ صاحب! پہلے آپ اپنی پرانی بات کر لیں پھر نئی بات شروع کر دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اگر اجازت دیں تو پہلے میں یہ قرارداد پیش کر دوں یا جو منسٹر بلاک والی تحریک التواء ہے وہ بھی انتہائی اہم ہے، وہ پیش کر دوں؟

جناب سپیکر: جو آپ کو پسند آئے وہ پہلے پڑھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کیا تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ختم ہو گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پہلے تحاریک التوائے کار شروع کر لیں بعد میں یہ قرارداد لے آئیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، تحریک التوائے کار کا وقت شروع ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! منسٹر بلاک والا مسئلہ جس کو بیچا جا رہا ہے جو سیکرٹریٹ کے ساتھ ہے۔ اگر دوبارہ پڑھنے کی ضرورت ہے تو دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔ ورنہ لاء منسٹر صاحب نے اس پر اپنا اظہار خیال کرنا تھا۔ اس کا نمبر 89/09 ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کو اس کی اطلاع مل گئی ہے؟

سول سیکرٹریٹ کے قریب نو تعمیر شدہ منسٹر بلاک فروخت کرنے سے سکیورٹی کے مسائل پیدا ہونے کا خدشہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے کل وعدہ کیا تھا کہ اس کا آج جواب دیا جائے گا۔ اس کا جواب موصول ہو گیا ہے تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ حکومت پنجاب عوام کی سہولت کے پیش نظر تمام دفاتر کو یکجا کرنے کے لئے ایک master plan بنا رہی ہے جو کہ تیاری

کے آخری مراحل میں ہے۔اس منصوبے پر عملدرآمد سے نہ صرف عوام کو اپنے مسائل کے حل کے لئے پورے لاہور میں سفر کی مشکلات سے نجات ملے گی بلکہ کثیر سرمایہ جو حکومت کرائے کی مد میں ادا کر رہی ہے اس کی بھی بچت ہو گی۔جہاں تک منسٹر بلاک کو حکومتی دفاتر کے لئے استعمال کرنے کا تعلق ہے تو یہ عمارت اس کے لئے موزوں نہ ہے۔ چونکہ اس کی تعمیر اس نقطہ نظر سے نہ کی گئی ہے۔ مزید برآں یہ عمارت حکومت پنجاب کی سادگی مہم سے مطابقت نہیں رکھتی۔اس عمارت کی تکمیل، تزئین وآرائش پر ابھی کروڑوں روپے کی رقم خرچ ہونا باقی ہے اس لئے حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ پیسے کے مزید ضیاع کی بجائے اسے فروخت کر دیا جائے۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: اب ڈیڑھ بجے تک وقفہ نماز کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے آدھ گھنٹہ کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 1 بج کر 30 منٹ پر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!آپ نے کچھ کہنا تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں منسٹر بلاک والے معاملہ پر بات کر رہا تھااور لاء منسٹر صاحب جواب دے رہے تھے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں اس سلسلے میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حکومت پنجاب عوام کی سہولت کے پیش نظر تمام دفاتر کو یکجا کرنے کے لئے ایک ماسٹر پلان بنا رہی ہے جو کہ تیاری کے آخری مراحل میں ہے۔اس منصوبہ پر عملدارآمد سے نہ صرف عوام کو اپنے مسائل کے حل کے لئے پورے لاہور کے سفر کی مشکلات سے نجات ملے گی بلکہ کثیر سرمایہ جو حکومت کرایہ کی مد میں ادا کر رہی ہے اس کی بھی بچت ہو گی۔جہاں تک منسٹر بلاک کو حکومت دفاتر کے لئے استعمال کرنے کا تعلق ہے تو یہ عمارت اس کے لئے موزوں نہ ہے کیونکہ اس کی تعمیر اس نقطہ نظر سے نہ کی گئی

ہے مزید برآں یہ عمارت حکومت پنجاب کی سادگی مہم سے مطابقت نہیں رکھتی۔اس عمارت کی تکمیل اور تزین وآرائش پر ابھی کروڑوں روپے کی رقم خرچ ہونا باقی ہے اس لئے حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پیسے کے مزید ضیاع کی بجائے اسے فروخت کر دیا جائے۔اس عمارت کی فروخت کو شفاف بنانے کے لئے اسے Punjab Privatizations Board کے حوالے کیا گیا ہے۔اس جگہ اور تعمیر کا تخمینہ masses NESPAK, masses Defence Architect, ORCATE, and Associate, District Revenue Authority and Provincial Prices Assessment Committee علاوہ ازیں اس علاقے کے بااعتماد پراپرٹی ڈیلر سے بھی اس جگہ کی قیمت کا تعین کروایا گیا ہے تاکہ اس اہم حکومتی اثاثے کی بھرپور قیمت وصول کی جاسکے۔

جناب سپیکر: آپ کو ہاؤس کی طرف سے تجاویز بھی آئیں تھیں کہ اس کو کس طرح کرنا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! دیکھیں، اس میں بات یہ ہے کہ جو اس وقت گورنمنٹ کی سوچ ہے وہ یہ ہے کہ پرانے سیکرٹریٹ میں جو بے ہنگم عمارتیں بنائی گئی ہیں اور کوئی کمرہ برآمدہ میں بنا دیا گیا ہے اور کوئی کمرہ کسی جگہ بنا دیا گیا ہے اس بے ہنگم پن کو دور کیا جائے۔یہ بات بالکل غلط ہے اور شیخ صاحب کو یہ غلط impression دیا گیا ہے کہ 1710 کی جو بلڈنگ بنی تھی اس structure کو revise کیا جا رہا ہے قطعی طور پر یہ غلط ہے اور اس میں بغیر کسی planning اور نقشہ کے صرف جو بے ہنگم وہاں پر عمارتیں بنائی گئی ہیں ان کو ختم کر دیا جائے اور اس کو ایک original shape کے قریب ترین بحال کر لیا جائے گا۔وہ میں سمجھتا ہوں کہ سیکرٹریٹ ہمارا ایک اثاثہ ہے اور ایک تاریخی چیز ہے جو کہ کافی عرصے سے بلڈنگ بنی ہوئی ہے اس کو اس حساب سے رکھ کر کہ اس میں جتنے دفاتر آسکیں تو وہاں پر سیکرٹریٹ کے دفاتر ہوں اور علاوہ اس کے سامنے جہاں پر محترم شیخ صاحب کئی دفعہ گئے ہوں گے اور باقی دوستوں کو بھی پتا ہوگا اس کے سامنے ہمارے پاس کافی جگہ ہے جس میں ایجوکیشن کا آفس ہے، ایگریکلچر کا آفس ہے اور انڈسٹری کا آفس ہے تو اس میں کافی جگہ ہے۔اس بارے میں، میں کوئی commitment نہیں دے سکتا لیکن یہ جیسے جواب میں ہے کہ ماسٹر پلان ابھی تیاری کے آخری مراحل میں ہے اور ایک تجویز یہ بھی ہے کہ اس جگہ کو locate کرا کر وہاں پر

ایک ملٹی سٹوری ماڈرن بلڈنگ جو آج کے جدید دور کا شاہکار ہو تو وہ بنائی جائے اور اس میں تمام دفاتر وہاں پر لائے جائیں لیکن اس کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا vision یہ ہے کہ ہم اسی طرح کریں گے لیکن ہم اس کو کسی ڈویلپمنٹ فنڈ یا کسی اور جگہ سے sources لا کر نہیں کریں گے بلکہ وہی sources مثال کے طور پر ایکسائز اور ڈی جی ایکسائز کے دفتر کا حوالہ انہوں نے دیا تھا۔ اسی طرح سے کچھ اور دفاتر ہیں یا یہ جگہ ہے تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ جتنے بھی sources اس بلڈنگ کے اوپر لگیں وہ چاہے ایک بلین لگیں یا دو بلین لگیں تو ہم sources اس طرح collect کریں گے کہ وہاں پر ایک ملٹی سٹوری بلڈنگ بن جائے اور وہاں پر پنجاب گورنمنٹ کے تمام دفاتر جو سیکرٹریٹ میں ہیں وہ اس میں سما جائیں اور ایک طرح سے جو اس وقت سیکرٹریٹ کا original structure ہے وہ بھی اس طرح سے قائم رہے لیکن میں نے کل اس کی سمری منگوائی تھی کہ یہ سارا process کس طرح سے چلا اور یہ معاملہ کیوں ہوا تو اس میں، میں یہ بات بھی واضح کر دوں کہ یہ پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک کمیٹی بنائی اور اس نے اس ماسٹر پلان کی تیاری کرتے ہوئے یہ جو تمام مراحل ہیں ان کو پوری طرح سے دیکھا۔ اس میں بیورو کریٹ بھی تھے، اس میں عوامی نمائندے بھی تھے اور اس میں ٹیکنیکل لوگ بھی تھے اور اس کے بعد جب ultimately اس کمیٹی نے decide کیا کہ یہ اس طرح سے بہتر ہے اور یہ یہ اثاثہ بیچ دیا جائے تو دفاتر بھی ایک جگہ آ جائیں گے اور otherwise جو قومی خزانہ اور ہمارے development بجٹ کے معاملات ہیں ان کے اوپر بھی بوجھ نہیں پڑے گا۔

جناب سپیکر! چیف سیکرٹری صاحب نے اس پر اپنی رائے دی جو کہ اس کمیٹی کی رائے سے مختلف تھی پھر اس کے بعد دوبارہ اس معاملے کو reconsider کیا گیا تو اب بھی اس کے اوپر وزیر اعلیٰ پنجاب کی یہ سوچ ہے کہ اس کی جو bid ہے تو جب وہ bid آئے گی تو اس کے بعد ہم یہ فیصلہ کریں گے کہ جو قیمت ہمیں اس اثاثہ کی مل رہی ہے آیا اس قابل ہے کہ وہ اس کے اوپر ہم نے پوری طرح سے خرچ کی ہے، اس کے مطابق مل رہی ہے تو ٹھیک ہے۔ اگر مناسب قیمت نہ ملی تو گورنمنٹ اس اثاثہ کو through away ضائع کرنے والی نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! رانا صاحب جو بلڈنگ کے حوالے سے بتا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ نئی بلڈنگ بنائی جائے گی جہاں پر ایجوکیشن اور ایگری کلچر دفاتر ہیں اسی بلڈنگ کو استعمال کیا جائے۔ اسی طرح چیف منسٹر سیکرٹریٹ G.O.R میں بنا تھا اور وہ بھی پچھلے سال سے کھڑا ہوا ہے اس کے لئے آئی ٹی یونیورسٹی کے بڑے جوش و خروش کے ساتھ اعلان کئے گئے اور ابھی جنوری کے پہلے ہفتہ کی بات ہے اور میں نے اخباروں میں پڑھا ہے کہ اس کا ارادہ ترک کر دیا گیا ہے اگر مخالفت صرف اس لئے کرنی ہے کہ یہ کسی اور دور میں بنی تھی اس لئے بُری ہے اور جو چیز ہم بنائیں گے وہ اچھی ہو گی۔ یہ اچھی روایت نہیں ہے جو وسائل ہیں ہم انہیں استعمال کریں بجائے اس کے کہ ان کا زیاں کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ آپ چیف سیکرٹری صاحب سے جو میٹنگ کریں اس میں پانچ ایم پی اے صاحبان کو بھی بلا لیں اور اس میں آپ بھی ہوں، بہتر ہے کہ اس میں کوئی اچھی تجویز آ جائے۔ یہ خوبصورت بلڈنگ موجود ہے لیکن آپ نئی بلڈنگ بنانا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہی تو بات ہے۔ یہی تو سمجھنے کی بات ہے۔ ہم جو نئی بلڈنگ بنانا چاہتے ہیں۔ ہم اس میں دفاتر قائم کرنا چاہتے ہیں جو پورے لاہور میں بکھرے ہوئے ہیں۔ جس بلڈنگ کو بیچنا چاہتے ہیں یہ جس طرز کی بنی ہے یہ اس مقصد کو suit ہی نہیں کرتی اس میں تو وہ دفاتر بن ہی نہیں سکتے۔ جس انداز سے یہ بلڈنگ ڈیزائن کی گئی ہے اگر اس پر کروڑوں روپے اور خرچ کر لیں تو پھر بھی اس میں صرف وزراء ہی بیٹھ سکتے ہیں، اس کے علاوہ وہ اور کسی کام نہیں آ سکتی۔ اب وزراء کے لئے منسٹر بلاک موجود ہے، 90 شاہراہ قائداعظم موجود ہے، 7 کلب اور ساتھ بھی بلڈنگ موجود ہے۔ اب ہم نے کتنی جگہ اور کتنے assets صرف اس لئے مخصوص کرنے ہیں کہ یہاں وزراء صاحبان بیٹھیں؟ جہاں تک انھوں نے 8 کلب کی بات کی ہے،

جب 7 کلب موجود تھا، جب 90 شاہراہ کی بلڈنگ موجود تھی تو اس کے بعد 8 کلب پر 2۔ارب روپے خرچ کرنے کا کوئی تک بنتا تھا؟ صرف اس لئے خرچ کر لیا کہ ہم نے یہاں بڑی شان اور شوکت سے بیٹھنا ہے۔اس وقت خرچ کرنے والوں کو یہ تو نظر نہیں آ رہا تھا کہ ہمیں اس ملک کے sources کس طرح خرچ کرنے چاہیئں۔اس ملک کے لوگوں کا جن کی یہ tax money ہے، جن کی جیبوں سے یہ پیسا گیا ہے ان کے حالات کیا ہیں؟ ان کو دوائی نہیں ملتی، ان کو آٹا نہیں ملتا، ان کو روزگار نہیں ملتا اور وہاں پر 2۔ارب روپے خرچ کر دیئے۔اب جس طرح 8 کلب روڈ بنی ہے اسے اور کسی مقصد کے لئے استعمال کیا ہی نہیں جا سکتا۔اس پر جو کمیٹی بنی تھی اس نے بتایا ہے کہ جہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب نے بیٹھنا تھا یا بیٹھیں گے وہاں تقریباً پانچ کروڑ روپے کا bulletproof glass لگا ہوا ہے۔آپ ان لوگوں کے چونچلے اور mentality دیکھیں کہ کہاں 8 کلب اور اس کی بھی دوسری یا تیسری منزل پر وزیر اعلیٰ صاحب نے بیٹھنا تھا لیکن وہاں پر بھی bulletproof glass لگا ہوا ہے۔آپ وہاں جا کر دیکھیں کہ وہاں کس قسم کی عیاشی اور اسراف کیا گیا ہے، کیا ان لوگوں نے وہاں بیٹھ کر اس غریب قوم کے مسئلے حل کرنے تھے یہ انھوں نے کر دیا ہے اور اب ہمیں کہتے ہیں کہ اس کا کوئی حل نکالیں، کیا حل نکالیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: اسے وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ بنا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پہلے میرا جواب مکمل ہونے دیں پھر آپ کو موقع ملے گا۔وہ بلڈنگ جو دو ارب روپے سے بنی ہے وہ اس طرح سے designed ہے کہ اس میں میٹنگز ہال بنے ہوئے ہیں، وزیر اعلیٰ صاحب کا کمرہ بنا ہوا ہے، وزیر اعلیٰ صاحب کے کمرے کے ارد گرد اور کئی کمرے بنے ہوئے ہیں۔پتا نہیں انھوں نے وہاں کیا کیا کرنا تھا اور ان کے کیا خیالات تھے کہ ان کے آفس کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے کمرے اور میٹنگز ہال بنائے ہوئے ہیں یعنی وہاں کیا کچھ ہے۔اب اسے ہم کسی اور مقصد کے لئے کس طرح convert کریں؟ اس پر جو کمیٹی بٹھائی تھی اس نے سارا کچھ دیکھ کر کہا ہے کہ یہ جس مقصد کے لئے بنی تھی یہ اسی مقصد کے لئے ہی استعمال ہو سکتی ہے اس کا کوئی اور حل نہیں ہے۔

اب موجودہ بلڈنگ جو sale ہو رہی ہے اس پر کم از کم ڈیڑھ ارب روپے خرچ ہوا اور اس پر مزید ایک ارب روپیہ خرچ ہوگا-اب اڑھائی ارب روپے خرچ کرنے کے بعد وہاں پر اور کچھ نہیں ہوگا ماسوائے اس کے کہ منسٹر صاحبان بیٹھیں-اس بلڈنگ کا سٹرکچر تیار ہو چکا ہے-اگر اب آپ کہیں کہ ہم نے اسے تبدیل کر کے کسی اور مقصد کے لئے استعمال کرنا ہے تو اس کی بھی ساری study ہوئی ہے لیکن وہ اس مقصد کے لئے suitable ہی نہیں ہے-وہ focused building ہے، وہ specific purpose کے لئے بنی ہے اس لئے وہاں سیکرٹریٹ کے آفس نہیں بن سکتے-ہاں البتہ وہ منسٹر صاحبان کے دفاتر کے لئے suit کرتی ہے-ان ساری چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے جس جگہ کا ذکر کیا ہے اس کے علاوہ بھی دو تین جگہیں ہیں جو زیر غور ہیں کہ وہاں پر اس طرح سے multi story building بنائی جائے کہ ایک floor پر ایک یا دو ڈیپارٹمنٹ کے آفس آ جائیں اور اس طرح تمام ڈیپارٹمنٹ اس بلڈنگ میں سمو جائیں اور سامنے سیکرٹریٹ کی جو original کے قریب ترین shape ہے یعنی بے ہنگم عمارتوں کو گرا دیا جائے-

جناب سپیکر! اگر آپ چاہتے ہیں تو پھر اپوزیشن سے بھی اور ادھر سے بھی چار معزز ممبران کو نامزد کر دیں-میں کوشش کروں گا کہ آج یا کل چیف سیکرٹری صاحب سے ٹائم لے کر ان کو ادھر بلا لیں گے اور یہ ان کے ساتھ بیٹھ کر میٹنگ کر لیں-میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جب ان دوستوں کو معلوم ہو گا تو چیف سیکرٹری صاحب کی اس مسئلے میں بالکل مختلف رائے ہے یعنی یہ ان کے initiative پر نہیں ہو رہا-یہ ایک impression پھیلایا گیا ہے کہ شاید چیف سیکرٹری صاحب اس قسم کا impression دے رہے ہیں جبکہ ان کی اس قسم کی کوئی سوچ نہیں ہے بلکہ حکومت نے اس سارے معاملے کو پوری طرح deliberate کیا ہے پھر اس کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے-اس طرح جو پہلے بات ہوئی اس میں بھی یہ کہا گیا کہ شاید یہ ان کی سوچ ہے کہ وہ سب سیکرٹری صاحبان کو لے جا کر کام بند کروانا چاہتے ہیں حالانکہ ان کی سوچ یہ تھی کہ یہ لوگ جو باؤ بن کر اپنی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر ادھر اپنے دفتروں میں بیٹھے رہتے ہیں ان کو لے جایا جائے اور کم از کم عام آدمی کے مسائل سے ان کو آگاہ کیا جائے لہذا آپ یہ کمیٹی بنا دیں-میں اس کمیٹی کو چیف سیکرٹری صاحب سے ملا دوں گا اور میں یہ بھی کہہ دوں کہ یہ ہمارا کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہے-یہ on record ہے کہ جب یہ بولی ہو گی، bid آ جائے

گی تو اس کے بعد اسے کیبنٹ میں یا اس کمیٹی میں دوبارہ consider کیا جائے گا کہ آیا یہ قیمت اس قابل ہے کہ اس assets کو بیچ دیا جائے یا نہ بیچا جائے۔لہذا اس سلسلے میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب جیسی شخصیت یہ مانتی ہے اور ان کا لہجہ بتاتا ہے کہ وہ مانتے ہیں کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ صحیح ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ وہ حکومت کو defend کرتے چلے جا رہے ہیں۔میری صرف یہ گزارش ہے کہ انھوں نے خود یہ مانا ہے کہ کروڑوں روپے کرایہ دیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: اگر لاء منسٹر صاحب defend نہ کریں تو اور کون کرے گا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! غلط defend کرنا بھی تو ایک غلط بات ہے۔میں صرف یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ جب یہ مانتے ہیں کہ کروڑوں روپے کرایہ دیا جا رہا ہے، یہ بھی مانتے ہیں کہ ہاں وہ بالکل پیپلز ہاؤس اور سیکرٹریٹ سے adjacent ہے۔میں پورے ایوان کے سامنے آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میرے جیسا ادنیٰ بندہ اسے بہترین convert کر سکتا ہے۔یہ جس طرح چاہیں اور جس بلڈنگ میں چاہیں میں انھیں convert کرا دیتا ہوں اور وہ بہترین convert ہو گی۔

جناب سپیکر! جب یہ مانتے ہیں کہ ہم نے اسے بیچنا ہے اور بلڈنگ auction میں آ گئی ہے۔اخبارات میں بھی آ گیا ہے اور اب تو بیز بھی لگ گئے ہیں۔جب یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اسے بیچنے کا حتمی فیصلہ نہیں کیا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے جو سارے سیکرٹریٹ کو change کیا ہے وہ عوام کی فلاح کے لئے کیا ہے۔میں آپ پر چھوڑتا ہوں آپ میرے ساتھ سیکرٹریٹ تشریف لے چلیں جس طرح کا اب سیکرٹریٹ بن رہا ہے اگر اس میں عوام کا مفاد ہے تو آپ جو جرمانہ کہیں گے میں دوں گا۔وہ تو صرف جنرل منٹورا کی رہائش گاہ بن رہی ہے۔جیسے جنرل منٹورا walk ways کے لئے رہتا تھا۔انھوں نے بالکل صحیح کہا تھا کہ اس کے لئے یہ رنجیت سنگھ نے بنایا تھا اور ساتھ عورتیں بھی دی تھیں وہ وہاں پر رہتا ہے۔اگر وہ بنانا ہے تو بنا لیں لیکن وہاں عوام کے لئے کچھ نہیں ہو رہا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اپنی اس تحریک التوائے کار کو کسی صورت نہیں چھوڑوں گا۔اسمبلی کا اجلاس تو دو یا تین دن چلے گا۔لہذا ہمیں کمیٹی کا لولی پاپ نہ دیا جائے یا تو حکم دے دیں کہ اس کی جو

bid آئے گی اسے final کرنے کی اتھارٹی اس کمیٹی کو ہو گی جو آپ بنائیں گے تو میں کمیٹی مان لیتا ہوں۔چیف سیکرٹری صاحب سے ملنے کے بعد اسمبلی کا اجلاس ختم ہو جائے گا اور یہ auction ہو جائے گی اللہ اللہ خیر سلا۔اس طرح تو یہ معاملہ نہیں چلے گا۔آپ مہربانی فرما کر یہ بھی کہیں کہ جو 27۔فروری کی bid ہے اسے ہمیشہ کے لئے ختم کیا جائے یا کم از کم suspend کیا جائے پھر کمیٹی بنالیں میں حاضر ہوں۔یہاں اور لوگ بھی بیٹھے ہیں جن کو یہ افسوس ہے۔میں ایک اور بات بتانا چاہتا ہوں کہ بابا گراؤنڈ جو اس اسمبلی کی ملکیت ہے اسے کس لئے چھیڑا جا رہا ہے؟ وہ ایم پی ایز جن کے پاس لاہور میں رہائش نہیں ہے اور روز آپ کے پاس آتے ہیں آپ اپنی کوشش بھی کرتے ہیں کہ ان کو رہائش مل جائے لیکن ان کے لئے تو کوئی کمرہ نہیں ہے اس لئے یہ سارا کچھ کیوں ہو رہا ہے؟ میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں اور یہ بھی میرا دعویٰ ہے کہ میں لاہور میں ان کی بلڈنگ بیچ کر اس سے زیادہ پیسا اکٹھا کر کے دے سکتا ہوں۔لہذا اسے بچالیں، یہ قوم کا asset ہے۔سو سال بعد بھی لوگ ہمیں گالیاں دیں گے۔اگر آج آپ نے اس پر action نہ لیا تو پھر ہم جو یہاں موجود ہیں سب ہی مجرم ہوں گے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بلڈنگ یا یہ جگہ بھی assets ہیں اور جن کو بیچ کر ہمیں اس سے زیادہ رقم دینی چاہتے ہیں وہ بھی گورنمنٹ کے assets ہیں۔مجھے ان کی یہ منطق سمجھ نہیں آئی کہ اس کو اگر بیچیں گے تو قوم ہمیں معاف نہیں کرے گی تو کیا یہ جو باقی بیچ کر ہمیں اس سے زیادہ رقم اکٹھی کر کے دینے کا کہہ رہے ہیں اس پر قوم معاف کر دے گی؟ بات یہ ہے کہ اس بلڈنگ سے متعلقہ جو بھی ٹیکنیکل لوگ ہیں، اس بلڈنگ کی designing سے متعلقہ جو لوگ ہیں انھوں نے تو یہ کہا ہے کہ آپ اس عمارت کو سیکرٹریٹ کے مقاصد کے تحت استعمال نہیں کر سکتے، اسے آپ کو گرانا پڑے گا۔اگر ان کے پاس کوئی ایسی technicality ہے تو اس کمیٹی کے ساتھ میں ان کی میٹنگ کروا دیتا ہوں۔اس technical کمیٹی میں designing کے ماہر ترین لوگ ہیں یہ ان کو سمجھا دیں، وہ طریق کار بتا دیں کہ یہ بلڈنگ اس طرح سے convert ہو سکتی ہے۔یہ بھی قوم کا asset ہے، باقی عمارتیں بھی assets ہیں اور جو نئی بلڈنگ بنے گی وہ بھی پنجاب گورنمنٹ کا

assetہو گا۔اب ایک assetکو آپ نے بیچنا ہے، دوسرے assetپر خرچ کر کے اس کو اس طرح سے بنانا ہے کہ وہاں پر آپ کا مقصد بھی پورا ہو اور اس assetکی قیمت میں بھی اضافہ ہو۔اب ادھر کے assetکو بیچ کر ادھر لگانا ہے یا اُدھر کے asset کو بیچ کر ادھر لگانا ہےاس چیز پر باقاعدہ thoroughly investigation, inquiry, deliberation ہو چکی ہے۔میں ان کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ جب کمیٹی چیف سیکرٹری صاحب سے ملے گی اور اگر شیخ صاحب یا باقی ممبران کوئی بہتر نقطہ نظر سامنے لاتے ہیں تو ہم اس پر ضرور غور کریں گے۔ہم پوری طرح سے اس کے اوپر توجہ دیں گے۔اب یہ کہیں کہ پہلے مانیں پھر اس کے بعد بات کرنی ہے یہ مناسب نہیں ہے۔اگر آپ کی ساری شرائط ہم پہلے ہی تسلیم کر لیں تو پھر کمیٹی کس لئے بنی ہے پھر آپ نے چیف سیکرٹری صاحب کے ساتھ میٹنگ کس لئے کرنی ہے؟آپ پہلے کوئی شرائط لگائیں اور نہ ہی ہم اس قسم کی کوئی شرط لگاتے ہیں۔میں آپ کو یہ ensureکرتا ہوں کہ آپ بیٹھیں یا تو آپ گورنمنٹ کے نقطہ نظر کے قائل ہو جائیں گے یا اگر آپ قائل کرتے ہیں، کوئی بنیادی چیز پیش کرتے ہیں تو بالکل اس کے اوپر ہم توجہ دیں گے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ آپ معزز ممبر ہیں۔آپ کو اس صوبے کا، اس قوم کا، اس ملک کا اور اس گورنمنٹ کا پوری طرح سے احساس ہے۔ہم آپ کے مشوروں اور تجاویز کی ہمیشہ قدر کرتے ہیں۔اس سے پہلے معزز ممبر نے جو جو تجاویز دی ہیں ان پر غور کیا گیا ہے۔تحریک التوائے کار توجہ دلاؤ کے لئے ہوتی ہے تو جن چیزوں پر انھوں نے توجہ دلائی ہے، جن کو انھوں نے قابل غور کہا ہے ان کے اوپر باقاعدہ غور بھی کیا ہے اور ان کی بعض تجاویز کو نہ صرف ہم نے تسلیم کیا ہے بلکہ ان کو اس پر appreciateبھی کیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!جو چیز جس کے لئے designہوتی ہے اسی چیز کے لئے استعمال ہو سکتی ہے۔اسی طرح یہ منسٹر بلاک جس مقصد کے لئے designکیا گیا ہے اسی کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔یہ اسمبلی صرف اسمبلی کے functions کے لئے designed ہے اور یہ اسی کے لئے استعمال ہو سکتی ہے تو جس مقصد کے لئے جو چیز designedہے اس کو اسی مقصد کے لئے

کیوں استعمال نہ کیا جائے، آئی ٹی یونیورسٹی کا بڑے جوش و خروش کے ساتھ اعلان کر دیا گیا تھا لیکن بعد میں پھر کیا ہوا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس کا آپ جواب لے لیں۔ منسٹر بلاک وزراء کے دفاتر کے لئے design کیا گیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ فی الحال گورنمنٹ کو آنے والے دس سال تک بھی مزید وزراء کے دفاتر کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم وزراء کی تعداد کم سے کم رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم نے کوئی 100 یا 70 وزیر نہیں بنانے۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے وہ بالکل صحیح اور relevant ہے۔ پنجاب سیکرٹریٹ لاہور میں مختلف جگہوں پر پھیلا ہوا ہے اس سے ہمیں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ ہم حکومت کی اس سکیم کو appreciate کرتے ہیں کہ تمام سیکرٹریٹ کو ایک بلاک میں اکٹھا کر دیا جائے، یہ انتہائی ضروری ہے۔ جہاں تک منسٹر بلاک کا تعلق ہے تو میرا خیال ہے کہ اس دور کی حکومت نے فیصلہ کیا ہو گا کہ جیسے وزیر اعلیٰ کا عالیشان دفتر بنا ہوا ہے ویسے ہی وزراء کے لئے عالیشان بلاک بنایا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قومی اثاثے کوڑی کے بھاؤ نہیں بیچے جا سکتے۔ انشاء اللہ شفاف طریقے سے کمیٹی اس کا فیصلہ کرے گی۔ وزیر قانون کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنا دی جائے جو اس بارے میں فیصلہ کرے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی تشریف رکھیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے یہ کہا ہے کہ پہلے شرائط نہ لگائی جائیں، میں ان سے اتفاق کرتا ہوں۔ کسی معاملے کو resolve کرنے کے لئے ہمیشہ کمیٹی بنتی ہے اگر پہلے ہی condition لگا کر ہر چیز کو ختم کرنا ہے تو پھر کمیٹی بنانے کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ یہ منسٹر بلاک اس لئے design ہوا تھا کیونکہ ساتھ ہی سیکرٹریٹ ہے۔ وزراء کے مختلف جگہوں پر دفاتر ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ایم پی اے صاحبان اور عام لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ سیکرٹریٹ کے ساتھ ہی ایک کیبنٹ بلاک بن جائے گا جہاں تمام وزیر اکٹھے بیٹھیں گے۔ اس کے ساتھ ہی پیپلز ہاؤس بھی ہے۔ اصل میں یہ concept تھا۔ اب یہ عمارت بن گئی ہے۔ رانا صاحب نے کہا کہ ہمارے پاس منسٹرز کے دفاتر ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ وہ دفاتر خالی ہو جائیں گے اور جو دفاتر سیکرٹریٹ سے باہر ہیں، جن کا کرایہ دیا جا رہا ہے وہ سیکرٹریٹ میں منسٹرز کے آفس میں آ جائیں گے اور تمام وزیر صاحبان ایک ہی جگہ پر اکٹھے ہو جائیں گے۔ اس سے عام آدمی کو سہولت ہو جائے گی۔ یہ عام آدمی کی سہولت کے لئے بنایا گیا ہے۔ اب اس پر اخراجات ہو گئے ہیں، یہ ایک منسٹر بلاک بن گیا ہے۔ جیسے سیکرٹری صاحبان کے لئے سیکرٹریٹ ضروری ہے اسی طرح کیبنٹ کے لئے بھی کیبنٹ سیکرٹریٹ ہونا بہت ضروری ہے۔ یہ پارلیمانی نظام ہے، ہم سب اس نظام کی کامیابی کے لئے دعا گو ہیں۔ کابینہ بنتی رہے گی، وزیر اعلیٰ آتے جاتے رہیں گے۔ یہ ایک جگہ مخصوص ہو جائے گی۔ جب کوئی آدمی رحیم یار خان سے چلے گا تو اسے معلوم ہو گا کہ فلاں جگہ پر منسٹر بلاک ہے اور وہاں جا کر میں اپنا کام کروالوں گا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جس طرح رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کو thrash out کرنے کے لئے اگر کمیٹی بن جائے تو ٹھیک ہے لیکن اس کی کوئی condition نہ ہو۔ میں شیخ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمیشہ کمیٹیاں کسی مسئلے کو resolve کرنے کے لئے بنتی ہیں۔ ان کی بات سن لیں، شاید جب کمیٹی ان کی بات سنے تو وہ ان کے ساتھ agree بھی کر سکتے ہیں۔ اگر ہم نے agree نہ کیا تو کمیٹی ان کے ساتھ argument کرے گی اور اگر ہم نے ان کو اپنی بات سمجھا لی تو وہ ہماری بات مان جائیں گے۔ میں نے اس میں کوئی تضاد نہیں دیکھا۔ وزیر قانون صاحب بھی اس پر کوئی اتنے بضد نہیں ہیں تو اس کو اس طریقے سے resolve کیا جا سکتا ہے۔ شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق auction کرنے کا فیصلہ متفقہ نہیں ہے۔ اس میں شاید سارے وزراء شامل نہیں ہیں۔ یہ بھی ٹاسک فورس کا فیصلہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ساتھ ہی سیکرٹریٹ ہے، ساتھ ہی پیپلز ہاؤس ہے، منسٹر صاحبان سارے مل کر بیٹھ جائیں گے اور سارے مسئلے حل کر دیں گے۔ اس میں پہلا نقص یہ ہے کہ سیکرٹریٹ ہونے کے باوجود اس وقت بھی دفاتر پورے شہر میں بکھرے ہوئے ہیں۔ اب وہاں پر منسٹرز کا بلاک بنانے سے تو وہ اکٹھے نہیں ہو جائیں گے۔ وہ اکٹھے تو تبھی ہوں گے جب یہ multi story building بنے گی۔ اب جہاں تک

اس بات کا تعلق ہے کہ جہاں پر سیکرٹریٹ ہو وہاں پر ہی منسٹر صاحبان ہوں تو اس multi story building میں بھی منسٹرز کے دفاتر بنائے جا سکتے ہیں اسی لئے تو میں نے کہا ہے کہ آپ کمیٹی بنائیں، بیٹھیں اور ہو سکتا ہے کہ آپ کی تجاویز اتنی worthy ہوں کہ ان کے اوپر موجودہ حکومت غور کرے۔ کمیٹی کے چار ممبران میں سے ایک اپوزیشن کا معزز ممبر بھی ہونا چاہئے۔ اپوزیشن کی طرف سے آپ لغاری صاحب کو شامل کریں۔ یہ کمیٹی ممبران بیٹھ کر بات کریں۔ ہم تو آپ کی تجاویز لینا چاہتے ہیں، ہم تو آپ کی بات سننا چاہتے ہیں۔ ہم نے آپ کی بات کو وزن دینا ہے اسی لئے سننا چاہتے ہیں ورنہ تو وقت ضائع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ باقی جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میں defend کر رہا ہوں۔ دیکھیں، بات یہ ہے کہ یہ ڈیوٹی میری ہے اس لئے میں نے ہی defend کرنا ہے اور تو کسی نے نہیں کرنا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ کے باقی ساتھی اس سے agree نہیں کرتے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): وہ agree کر رہے ہیں تو اسی لئے میں جواب دے رہا ہوں۔ یہ cabinet کا decision ہے یہ کوئی میرے اکیلے کا نہیں ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: ہم سب مسلم لیگ (ن) والے وزیر قانون راناثناء اللہ خان کے ساتھ ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! یہ اپنے وزراء کو strengthen کریں، یہ bureaucracy کو مضبوط کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کمیٹی بن جائے گی تو کوئی اچھی بات آ جائے گی، کوئی فائدہ مند بات آ جائے گی۔

(قطع کلامیاں)

معزز ممبران حزب اختلاف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت ایک کو دوں یا سب کو دوں۔ (قطع کلامیاں)

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ایک مخصوص بلڈنگ صرف منسٹروں کے لئے بنا دینا ایک مخصوص کلاس پیدا کرنے والی بات ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ جہاں منسٹری کا سٹاف بیٹھے منسٹر کا کمرہ بھی اپنے سٹاف کے ساتھ ہونا چاہئے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ پہلے منسٹروں کے لئے مخصوص بلڈنگ میں جائیں اور پھر اپنے کام کے لئے آپ سیکرٹریٹ میں اس شعبے میں جائیں۔ جہاں سیکرٹریٹ کا سٹاف ہو، جہاں سیکرٹری بیٹھے ہوں وہیں پر ہی ایک کمرہ منسٹر کا بھی ہونا چاہئے۔

محترمہ سامیہ امجد: آپ bureaucracy کے ساتھ ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! ایک منٹ مجھے بھی دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور مجھے کام کرنے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! پھر تحریک التوائے کار پر کیا فیصلہ ہوا ہے؟

جناب سپیکر: کون سی تحریک التواء کی بات کر رہے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب! یہ جو شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار ہے اس پر کیا فیصلہ ہوا ہے؟ ہم آپ کے حکم کے مطابق بیٹھ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں اس پر کمیٹی بنا رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جو چیز جس چیز کے لئے ڈیزائن ہے اس کو کیوں نہیں بناتے؟

جناب سپیکر: جی، میں کمیٹی بنا رہا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

آپ تشریف رکھیں۔ مجھے بولنے دیں۔ مجھے کام کرنے دیں پلیز تشریف رکھیں۔ I request all of you. دیکھیں، مجھے بات کرنے دیں۔ وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان اس کمیٹی کے ممبر ہوں گے۔ شیخ علاؤالدین صاحب بھی اس کمیٹی میں شامل ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب بھی اس کمیٹی میں ممبر ہیں اور لغاری صاحب بھی اس میں شامل ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ویمن آئی ٹی یونیورسٹی کے اوپر بھی ایک کمیٹی بنا دیں۔

جناب سپیکر: وہ بات ابھی میرے سامنے نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! حکومت نے اس پر خود اعلان کیا تھا۔(قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اس کمیٹی میں ممبران کی تعداد بڑھا دیں، آ جاسم شریف صاحب کا بھی یہ حلقہ ہے ان کو بھی اس کمیٹی میں شامل کر لیں۔اس کے علاوہ بھی ایک دو ممبر اور بڑھا دیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آ جاسم شریف صاحب بھی بڑے بے تاب ہیں۔ان کا حلقہ ہے ان کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب! نوانی صاحب کو بھی اس میں شامل کر لیں۔

جناب سپیکر: یہ تعداد پھر بڑھتی جائے گی۔نوانی صاحب کو بھی شامل کر لیں تو پھر مخدوم احمد محمود صاحب کو بھی شامل کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو ممبر بھی اس کمیٹی میں آنا چاہتا ہے آپ سب کو اجازت دے دیں۔ میں سب کی sitting arrange کروا دوں گا۔

جناب سپیکر: میں نے اب یہ کمیٹی مکمل کر دی ہے۔یہ معاملہ ختم ہوا۔ مجھے اب ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یہ فیصلہ بھی کر دیں کہ کمیٹی کے فیصلے تک اس بلڈنگ کا نیلام نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، کیا فرمایا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یہ فیصلہ بھی کر دیں کہ کمیٹی کے فیصلے تک اس بلڈنگ کا نیلام نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: کمیٹی اس پر بیٹھے گی اور بے شک کل ہی اس پر میٹنگ کرلے اور کل ہی چیف سیکرٹری سے بات کرلیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں سے کھڑی ہو گئیں)

جناب سپیکر: لغاری صاحب! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ پیچھے سے بیبیوں کو کہہ دیتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! وہ خواتین کی آئی ٹی یونیورسٹی کے بارے میں پوچھ رہی ہیں کیونکہ یہ خواتین کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: وہ جب کوئی تحریک لائیں گی تو اس کے مطابق اس کو دیکھیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: تحریک ہم ابھی دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کا بھی ایک طریق کار ہے۔ لغاری صاحب! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس House کو اچھے طریقے سے چلنے دیں All we highly oblige. Kindly accommodate me at least. لیکن مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ میں بات کرتا ہوں تو آپ کے ساتھی interrupt کرنا شروع کر دیتے ہیں. This is not good.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! خواتین کی آئی ٹی یونیورسٹی والا معاملہ بھی دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: اسمبلی کا اپنا ایک طریق کار ہے، اسمبلی کے قواعد و ضوابط ہیں ان کے مطابق آپ چلیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! assets کی بات ہو رہی ہے تاکہ اس کا زیاں نہ ہو۔ اسی طرح سے 8 کلب روڈ بھی ایک asset ہے جو بنا ہوا ہے اور ایک سال سے اجڑا پڑا ہے۔

جناب سپیکر: اس کے بارے میں آپ تحریک لے آئیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ہر چیز کے لئے ایک علیحدہ تحریک آئے؟

جناب سپیکر: اس کے لئے علیحدہ آئے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: چلیں ٹھیک ہے۔ ہر issue کو علیحدہ take up کرنا پڑے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ابھی دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی نہیں۔ تحاریک التوائے کار کا وقت اب ختم ہو رہا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میری ایک تحریک التوائے کار ہے جس کا نمبر 1050/08 ہے۔

جناب سپیکر: پیش کریں۔

جناب محمد نوید انجم: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: اس کی کاپی پہنچ گئی ہے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! کل آپ نے اس کے لئے اجازت عنایت فرمائی تھی۔

جناب سپیکر: آپ نے آفس میں جمع کروائی ہے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! اس کا نمبر 1050/08 ہے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھیں۔

حلقہ پی پی۔145 لاہور میں سینکڑوں فیکٹریوں کے زہریلے پانی اور دھوئیں سے عوام الناس موذی بیماریوں میں مبتلا

جناب محمد نوید انجم: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حلقہ پی پی۔145 لاہور کی آبادیاں لکھو ڈیر، شادی پورہ اور داروغہ والا کے علاقہ میں سینکڑوں کی تعداد میں فیکڑیاں اور کارخانے ہیں ان میں لوہے کو melt کرنے کا کاروبار کیا جاتا ہے اور پرانی گاڑیوں کو رنگ روغن کیا جاتا ہے۔ ان فیکڑیوں میں پرانا لوہا حاصل کرنے کے لئے پرانے ٹائر جلائے جاتے ہیں۔ ٹائروں کے جلنے کی وجہ سے ان علاقوں میں ہر وقت دھوئیں کے بادل چھائے رہتے ہیں اور ان فیکڑیوں کا مضر صحت پانی گلیوں میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس وجہ سے اس علاقہ میں دمہ، کھانسی، گلے

اور دیگر موذی امراض انسانوں میں پھیل رہی ہیں۔ اس کے بارے میں محکمہ ماحولیات کے متعلقہ افسران اور اہلکاران کو مطلع کیا گیا اور ساری صورتحال کا موقع ملاحظہ کروایا گیا مگر ان فیکٹریوں اور کارخانوں اور ان کے مالکان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ اس وجہ سے میرے حلقہ کی عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: انہوں نے پڑھ دی ہے۔ اب اس کے بارے میں آپ فرما دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کو آپ pending فرما دیں کیونکہ تحریک التوائے کار کا وقت تو ختم ہو چکا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! میری بھی ایک تحریک التوائے کار نمبر 1100 بھی آپ نے بدھ تک کے لئے pending کی ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: جو pending ہے اس نے ابھی House میں آنا ہے۔ رانا صاحب کب تک کے لئے pending کرنا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پرسوں تک کے لئے pending کر دیں۔ جمعہ تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جمعہ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ کلو صاحب! آپ جلدی پیش کریں، کیا یہ پہلے پڑھی گئی ہے؟

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! میری تحریکیں پچھلے دو اجلاسوں سے اسی طرح چلی آ رہی ہیں۔ out of turn accommodate ہو جاتی ہیں اور میری تحاریک رہ جاتی ہیں۔ مجھے بھی out of turn پیش کرنے کی اجازت عنایت فرمائیں۔

جناب سپیکر: اب جو رہ جائیں گی پھر ان کا کیا بنے گا؟ آج کے بعد پھر میں اس کو اور طریقے سے deal کروں گا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب! مہربانی۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے اپنی تحریک التوائے کار کا نمبر بولیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! اس کا نمبر 53/09 ہے۔

جناب سپیکر: تحریک نمبر 53/09 ہے۔

پنجاب کے تمام ہسپتالوں میں ایم ایس کی من مانی سے مستحق مریض ادویات سے محروم

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میری تحریک التواکار نمبر 53/09 ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ صحت پنجاب کے ہر ہسپتال کے اندرونی اور بیرونی مریضوں کے لئے ادویات کا بجٹ متعین کرتا ہے اور رقم ایم ایس صاحبان اپنے اختیارات کے مطابق اندرونی اور بیرونی مریضوں کو ادویات جاری کرتے ہیں مگر فی الواقع ہو یہ رہا ہے کہ اندرون ہسپتال داخل شدہ مستحق مریضوں کو ادویات جاری کرنے کے لئے میسر نہیں ہوتیں کیونکہ ساری ادویات آؤٹ ڈور مریضوں کو سفارشی جاری کر دی جاتی ہیں۔ ہر ضلع اور تحصیل کے افسران اور دوسرے بااثر لوگ انہی ادویات سے مستفید ہوتے ہیں اور ایم ایس صاحبان اس head کو من مانے طریقے سے استعمال کرتے ہیں اور غریب مریضوں کے لئے ادویات ناپید ہو جاتی ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک out of turn ہے اس کی کاپی مجھے موصول ہوگئی ہے تو اس کو آپ جمعہ کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک Friday کے لئے pending کی جاتی ہے۔ جی، اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں نے تحریک التوائے کار نمبر 41 پڑھی تھی، لاء منسٹر صاحب نے Tuesday کو اس کا جواب دینا تھا، آج Wednesday ہو گیا، کل بھی آپ نے کہا تھا کہ اسے کل لے لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کو کل کے لئے pending فرما دیں تو کل اس کو take up کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں سوئی گیس کے بلوں کا resolution پڑھ دوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کو کل لے لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: ٹھیک ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ جی، شیر علی خان صاحب فرمائیں!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے چند دن پہلے منسٹرز بلاک کے حوالے سے ایک تحریک التوائے کار پیش کی تھی اس حوالے سے میری تجویز یہ تھی کہ اگر اسے منسٹرز بلاک نہیں بنانا چاہتے تو اسے ایم پی ایز ہوسٹل ہی بنا دیں۔ ایم پی اے غریب دھکے کھاتے پھر رہے ہیں یا پھر ایسا کریں کہ پنجاب اسمبلی کی نئی بلڈنگ بن رہی ہے اس کو بھی نیلام کر دیں کیونکہ اسی پرانی بلڈنگ میں گزارا چل رہا ہے۔ (قہقہے)

سرکاری کارروائی

رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: اب سرکاری کارروائی کا وقت شروع ہوتا ہے۔

Laying of Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab for the year 2005-06. Minister for Law!

حکومت پنجاب کے سال06–2005 کے اکاؤنٹس کی آڈٹ رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I lay the Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab for the year 2005-06.

MR. SPEAEKER: The Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab for the year 2005-06 has been laid and referred to the Public Accounts Committee II for report within the period of one year.

Now, laying the Appropriation of Accounts of Government of the Punjab for the year 2004-05. Minister for Law!

حکومت پنجاب کے سال05-2004 کے مدبندی حسابات کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan) I lay the Appropriation of Accounts of the Government of the Punjab for the year 2004-05.

MR. SPEAKER: The appropriation Accounts of the Government of the Punjab for the year 2004-05has been laid and referred to the Public Accounts Committee II for report within the period of one year.

Now, laying of the Finance Accounts of Government of the Punjab for the year 2004-05. Minister for Law!

حکومت پنجاب کے سال2004-05 کے فنانس اکاؤنٹس کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I lay the Finance Accounts of Government of the Punjab for the Year 2004-05.

MR. SPEAKER: The Finance Accounts of the Government of the Punjab for the year 2004-05 has been laid and referred to the Public Accounts Committee II for report within the period of one year.

Now, the Appropriation Accounts of Government of the Punjab, Forest Department, for the year 2004-05

محکمہ جنگلات، حکومت پنجاب کے سال2004-05 کے مدبندی حسابات کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I lay the Appropriation Accounts of Government of the Punjab, Forest Department, for the year 2004-05.

MR. SPEAKER: The Appropriation Accounts of Government of the Punjab, Forest Department, for the year 2004-05 has been laid and referred to the Public Accounts Committee II for report within the period of one year.

Now, laying of Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab, Civil Works, for the year 2005-06. Minister for Law!

حکومت پنجاب، سول ورکس کے اکاؤنٹس برائے سال06-2005 کی آڈٹ
رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I lay the Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab, Civil Works, for the year 2005-06.

MR. SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab, Civil Works, for the year 2005-06 has been laid and referred to the Public Accounts Committee II for report within the period of one year.

Now, laying of Audit Report on the Accounts of Public Sector Enterprises, Government of the Punjab, for the year 2005-06 Minister for Law!

حکومت پنجاب کے سرکاری شعبے میں تجارت کے اکاؤنٹس
برائے سال06-2005 کی آڈٹ رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I lay the Audit Report on the Accounts of Public Sector Enterprises, Government of the Punjab, for the year 2005-06

MR. SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Public Sector Enterprises, Government of the Punjab for the year

2005-06 has been laid and referred to the Public Accounts Committee II for report within the period of one year.

مسودات قانون

(جوزیر غور لائے گئے)

MR. SPEAKER: Now, the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 9 of 2009). First reading starts.

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I move:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009, as recommended by Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once.''

MR. SPEAKER: The motion is moved:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009, as recommended by Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once.''

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I oppose it.

MR. SPEAKER: There are two amendments in it. In this motion the first amendment is form Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamir Sultan Cheema, Mr. Muhammad Yar Hiraj. Dr. Samia Amjad, Ch. Abdullah Yousaf, Ch. Moonis Elahi, Dr. Muhammad Afzal,

Ch. Muhammad Arshad, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mrs. Amna Ulfat, Mr. Muhammad Shfiq Khan, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Khurram Nawab, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mrs. Khadija Umar, Ms. Amna Jehangir, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathia, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Ayesha Javed, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Syeda Majida Zaidi, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mian Shafi Muhammad, Mrs. Qamar Aamir Ch, Engineer Shahzad Elahi, Ms. Joyce Rufin Julius.

جی، لغاری صاحب!

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009, as recommended by Standing Committee on Transport, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by 15th March 2009.''

MR SPEAKER: The motion is moved

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009, as recommended by Standing Committee on Transport, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by 15th March 2009."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اسے عوامی رائے عامہ کے لئے پیش کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ جب ہم اس bill کو دیکھتے ہیں تو اس کے اندر ایک نئی کمپنی بنائی جا رہی ہے۔ powers of the company میں بڑی خطرناک powers دی جا رہی ہیں کہ

(a) plan, align, classify and re-classify a route;

(b). it should specify, operate and enforce the urban transport on the routes; and

(c). plan, build, and maintain infrastructures for the urban.

وہ کمپنی اپنی routing خود کرے گی، خود ہی کرائے بڑھائے گی اور جس route پر یہ کمپنی چل رہی ہو گی تو آگے جا کر ہے کہ

…Provincial Transport Authority or Regional Transport Authority shall not:

(a) issue route permit for such route to any public service vehicle as the company may notify…

جناب سپیکر! ہم سب کچھ تو اس کمپنی کے ہاتھ میں دے رہے ہیں تو پھر ہمارا ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کس کام کا ہے؟ ہم نے اس کو کس کام کے لئے رکھا ہوا ہے؟ اگر ہم نے سب کچھ ایک کمپنی بنا کر اس کے ہاتھ میں دے دینا ہے تو پھر جو غریب آدمی ویگن اور بس پر چڑھ کر آتا ہے اسے مشکل ہو گی کیونکہ بڑے بڑے لوگوں نے تو بڑی بڑی گاڑیوں میں آنا ہے اور جو آدمی بس ویگن پر چڑھ رہا ہے اس کے لئے کرائے کون مقرر کرے گا؟ وہ ایک کمپنی بنا دیں گے جو کرائے خود مقرر کرتی رہے گی۔ اس کے اندر ایک عام آدمی کے مفاد کا ذکر ہے اور اس عام آدمی کو فائدہ ہے۔ ہم نے یہاں بیٹھ کر بغیر سوچے ایک فیصلہ کر لیا۔ اس کا عام آدمی پر کیا اثر ہو گا؟ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ ہم نے یہ amendment اس لئے پیش کی ہے کہ ہمیں اس پر public opinion solicit کرنی چاہئے اور لوگوں سے مشورہ لینا چاہئے کہ لوگ اس بارے میں کیا کہتے ہیں۔ اگر عوام کی support ہے کہ ایک کمپنی آئے اور آ کر جیسے چاہے اپنے route بنائے اور ان پر کسی اور کو نہ چلنے دے۔ اگر لوگوں کو اس سے

کوئی فائدہ ہے اور لوگ اس سے راضی ہیں تو ہم ضرور اس پر قانون سازی کریں، اگر لوگوں کو اس پر اعتراض ہے تو ہم اسے نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ۔ ان بسوں کے حوالے سے سب ہی جاننا چاہیں گے کہ ان بسوں میں کتنی capacity ہے، یہ کس ماڈل کی ہیں، یہ کہاں سے منگوائی جا رہی ہیں، یہ نئی لی جا رہی ہیں یا پرانی لی جا رہی ہیں، یہ بہت اہم بات ہے کہ ان کی حالت کیا ہے اور ان میں سہولیات کیا ہیں کیونکہ ایک جدید معاشرے میں چلنے والی سواری میں جدید سہولیات ہونی چاہئیں، وہ ان بسوں میں کس قدر موجود ہیں آیا ائیر کنڈیشنڈ ہیں، کیا موسم کے لحاظ سے اور ماحول کے حوالے سے ان میں سہولیات ہیں یا وہ پرانے طریقے کی بنی ہوئی ہیں اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت اہم issue ہے۔ اس پر بھی نظر ثانی ہونی چاہئے کہ یہ بسیں کس حال میں ہیں اور یہ لوگوں کے استعمال کے لئے comfortable بھی ہیں یا نہیں ہیں، اس حوالے سے بھی وزیر صاحب ہمیں آگاہ فرما دیں؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اس بل میں لکھا گیا ہے کہ 25 فیصد بطور سبسڈی حکومت اس کو ادا کرے گی۔ میرا سوال یہ ہے کہ اگر آپ آئین کے آرٹیکل 125 دیکھیں تو اس میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ بغیر اسمبلی کی اجازت کے اس قسم کے اخراجات کے لئے جو اس مد میں پیسے رکھے جاتے ہیں مجھے اس پر یہ پوچھنا ہے کہ آرٹیکل 125 کے ہوتے ہوئے بھی 25 فیصد ادا کرنے کا جو فیصلہ ہوا ہے یہ کہاں ہوا ہے کیونکہ یہ اسمبلی میں لایا گیا ہے، نہ کوئی کمیٹی بنی ہے اور کابینہ کی میٹنگ بھی ایسے ہی ہے کہ اللہ اللہ خیر سلا جو دو یا چار سے زیادہ ہوئی ہی نہیں۔ اس اسمبلی کو کسی طرح بھی اعتماد میں نہیں لیا گیا اس سلسلے میں جو بھی فیصلے ہیں وہ ایک bureaucratic office میں کئے جا رہے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ bureaucracy کو بڑا مضبوط ہونا چاہئے لیکن وہ political assistance کا source نہیں ہے۔ مجھے یہ پوچھنا ہے کہ 25 فیصد اس کے لئے جو سبسڈی ادا کرنی

ہے وہ کہاں سے آئے گی، کیوں آئے گی اور اس کی کون اجازت دے گا؟ یہ سبسڈی جب آپ ایک پرائیویٹ کمپنی کو ادا کر دیں گے تو اس میں محکمہ ٹرانسپورٹ کیا کرے گا؟

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اس کمپنی کی جو تشکیل ہونی ہے اس کی composition کے بارے میں، بل میں کوئی تفصیل نہیں ہے کہ یہ کمپنی کہاں سے آئے گی، اس کے اراکین کون ہوں گے اور اسمبلی کا اس میں کوئی حصہ ہوگا یا نہیں ہوگا؟

جناب سپیکر! اس بل میں کہیں یہ واضح نہیں کیا گیا کہ اس Act کی provision کی اگر خلاف ورزی ہوئی تو کمپنی کا check and balance کون کرے گا، ان کی monitoring کون کرے گا، کیا کوئی خصوصی cell ہوگا؟ اس میں کوئی ایسی provision نہیں رکھی گئی کہ سالانہ رپورٹ اسمبلی کو دی جائے گی۔ یہ بھی نہیں ہے کہ اگر یہ کمپنی ناکام ہوگئی اور wind up ہوگئی تو وہ کدھر جائے گی، اس کو کون پکڑے گا اور وہ کس کو جوابدہ ہوگی؟ اس بل میں جب اتنے سارے loopholes موجود ہیں تو ایک کمپنی کو مادر پدر آزاد کر کے آپ اتنے بڑے Motor Vehicles Bill کو لے آئے ہیں۔ اس میں بہت سارے lacunas موجود ہیں۔ یہ فی الحال اس صورت میں کسی بھی طرح سے پاس ہونے کے قابل نہیں ہے۔ ان تمام چیزوں کا جواب اس ایوان کو دیا جائے اور اس ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔ اگر آپ ایک کمپنی کے حوالے سے privatize کر کے یا جن بھی شرائط کے تحت دے رہے ہیں تو پھر یہ اسمبلی یہاں کیوں بیٹھی ہے؟ میں یہ کہوں گی کہ یہاں ایسا ہے کہ بیوروکریسی کو strengthen کریں اور وزیروں کو باہر کریں، یہاں پر اسمبلی کی رائے تک نہ لی جائے اور بغیر رائے کے آئین پاکستان کے آرٹیکل 125 کو violate کر کے آپ نے 25 فیصد کیسے اس کے لئے allocate کر دیا؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ!

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! اس بل کے حوالے سے 2 گزارشات ہیں۔ اس بل میں کہیں بھی statement of assets کے متعلق واضح کیا گیا اور نہ ہی کمپنی کی انشورنس وغیرہ کے متعلق کوئی وضاحت موجود ہے۔ اس حوالے سے وضاحت ضرور ہونی چاہئے۔ اس کے علاوہ اس کمپنی کی

assets and liabilities کے متعلق بھی بل میں کہیں وضاحت نہیں دی گئی۔ یہ میری observations ہیں۔ میرے خیال میں ان پر غور کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر: جی، شیر علی صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس میں کہیں specify نہیں کیا گیا کہ یہ CNG کی بسیں ہوں گی یا ڈیزل کی۔ اس سے پہلے ایک تجربہ راولپنڈی میں ہوا اور وہاں واران ٹرانسپورٹ چلی جو ہم نے خود دیکھی اور وہ بسیں آج بھی ایک ڈپو میں کھڑی ہوئی ہیں۔ اگر اس طرح آپ نے یہ بل پاس کرا دیا اور لاہور یا دیگر بڑے شہروں میں اس واران ٹرانسپورٹ کی طرح آپ نے ٹرانسپورٹ چلا دی تو جیسے چھوٹے ویگن والوں کا روزگار اس ویگن کے ساتھ ہے، ان کو بے روزگار کر دیا تو میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی عوام کے ساتھ یہ بہت بڑا ظلم ہو گا۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! جو صاحبان اب بول چکے ہیں وہ دوبارہ repeat نہ کریں۔ میرے خیال میں آپ کی دو amendments ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! بنیادی طور پر ہمارا point of view یہ ہے کہ یہ notified area صرف لاہور کے لئے نہ ہو بلکہ پورے صوبے کے لئے ہو۔ لاہور کے لوگوں کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا ڈیرہ غازی خان اور راولپنڈی کے لوگوں کا ہے۔ ابھی تو ہمارا یہی point ہے۔ ہمارے بیس پچیس بندے ہیں جن میں سے صرف چار پانچ لوگ بولیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! Second amendment کو بھی take up کیا جائے۔ اس کو پڑھنے کی اجازت دے دیں کہ:

> The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009, as recommended by Standing Committee on Transport, be referred to a Select Committee.

اس میں Select Committee بنانی ضروری ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! جو باتیں آپ نے کی ہیں لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں اپوزیشن کے ممبران نے جو بات کی ہے کہ اس کو public opinion کے لئے مشتہر کیا جائے تو اس میں انہوں نے کوئی طریق کار نہیں بتایا کہ کس طرح سے عوامی رائے gather کی جائے گی؟ قانون سازی اس ہاؤس نے کرنی ہے اس میں کوئی ریفرنڈم تو نہیں ہونا۔ عوامی رائے ان کے نمائندگان کے ذریعے آتی ہے جو اس ہاؤس میں بیٹھے ہیں۔ اس ہاؤس کی اجازت سے بنائی گئی سٹینڈنگ کمیٹی تھی جس نے یہ پاس کیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس ہاؤس کے کتنے لوگ بسوں یا ویگنوں پر چڑھ کر آتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): وہ تو علیحدہ بات ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس لئے ان کو ٹرانسپورٹ والے لوگوں کے مسائل کا علم ہی نہیں ہے، جس پر گزرتی ہے اسی کو ہی پتا ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایسا کریں کہ قانون سازی کا اختیار کسی ویگنوں کے اڈے پر دے دیں تو وہی اس کو کر لیا کریں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! وہ بول رہے ہیں ان کی بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ پانچ معزز اراکین نے بات کی ہے تو میں نے ان کی بات پورے غور سے سنی ہے لہذا اب مجھے جواب دینے کی اجازت فرمائیں۔ اس ہاؤس کی بنائی ہوئی سٹینڈنگ کمیٹی نے ہی public opinion لی ہے۔ public opinion through this House reflect ہوتی ہے اور اس ہاؤس نے اپنی power through Standing Committees ہی استعمال کرنی ہے۔ متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی نے اس بل پر پورا غور و فکر کرنے کے بعد ہی اس کو پاس کیا ہے۔ اب انہوں نے دو خدشات کا ذکر کیا ہے۔ ایک انہوں نے بار بار یہ کہا ہے کہ یہ کمپنی مادر پدر آزاد ہو گی، اس کا یہ ہو گا، فلاں ہو گا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ مادر آزاد ہو گی، نہ پدر آزاد ہو گی بلکہ یہ کمپنی گورنمنٹ کی ہو گی اور

گورنمنٹ کے کنٹرول میں ہوگی۔اس کا جو پہلا سیکشن 72(A) ہے اس کو اگر یہ پڑھ لیتے تو ان کو پتا چل جاتا کہ اس کمپنی کے مادر پدر کنٹرول میں ہیں اور وہ کہیں نہیں جائیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! define نہیں کیا گیا کہ کون ہوں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! define کیا گیا ہے۔بل کی کاپی میں Chapter V-A میں لکھا ہوا ہے کہ:

> 72-A. Company.- (1) The Government may, in the notified area, establish an Urban Transport Company registered under the Companies Ordinance, 1984.

تو یہ کمپنی گورنمنٹ نے establish کرنی ہے۔اس کے بعد اگر 72 کی سب کلاز (2) پڑھیں کہ:

> (2) A director or an employee of the Company shall be deemed as a public servant within the meaning of section 21 of the Pakistan Penal Code.

یعنی یہ بالکل Government own کمپنی ہوگی اور گورنمنٹ کا اس کے اوپر پورا کنٹرول ہوگا۔اس کے علاوہ معزز اراکین نے ایک اور بات کی ہے کہ کمپنی کو ہی سارا اختیار ہوگا کہ وہ جو مرضی کرایہ مقرر کرے۔ مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ انہوں نے بل کو پڑھا نہیں ہے۔ اس بل میں 72-D Fixation of fares کی سب کلاز (2) میں ہے کہ:

> 72-D. Fixation of fares.- (2) The Government may, on its own motion or on the application of any person, revise the fare fixed by the Company by taking into consideration the operational viability of the urban transport.

اس میں جو بھی کرایہ کمپنی مقرر کرے گی وہ subject to approval of the Government ہو گا اور گورنمنٹ on the application of anyone کو revise کر سکتی ہے اس لئے یہ خدشات جو معزز اراکین نے اٹھائے ہیں ان میں کوئی وزن نہیں ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس motion کو vote out کیا جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! (B)72 کی سب کلاز میں آپ نے واضح لکھا ہے کہ:

> Anything contained in this Ordinance, the Provincial Transport Authority or a Regional Transport Authority shall not:

اس کی سب کلاز (a) میں ہے کہ:

> Issue route permit for such route to any public service vehicle as the Company may notify to the Authority

کمپنی یہ بتائے گی کہ کون سے routes کے اوپر آپ نے route permit issue کرنے ہیں اور کن پر نہیں کرنے۔ یہ کمپنی حکومت کو dictate کرے گی۔ اس کمپنی کو مانیٹر کرنے کا جو بھی ادارہ بنائیں گے اس کو بھی واضح نہیں کیا گیا کہ اس کا monitoring cell کیا ہو گا اور اس کو کیسے دیکھا جائے گا؟ اس میں اسمبلی کے نمائندگان میں سے کسی کو نمائندگی دے دی جائے تاکہ کسی نہ کسی طریقے سے عوام کی نمائندگی بھی اس کے اندر ہو۔ یہ ایک purely کمرشل ادارہ بن کر نہ رہ جائے کیونکہ purely کمرشل ادارے کا aim صرف profit کی maximization ہو گا نہ کہ utility provide کرنا ہو گا۔ جو routes بنتے ہیں ان میں کچھ ایسے بھی routes ہوتے ہیں جن میں نفع کم ہوتا ہے اس لئے وہ کوئی بھی لینا نہیں چاہے گا۔ اسی طرح یہ جو کمپنی بنے گی یہ وہ routes لے گی جو زیادہ منافع والے ہوں گے اور وہ کمپنی خود اپنے routes بنائے گی۔ آپ نے اس بل میں اس کو طاقت دی ہے کہ کمپنی خود ہی اس کو plan کرے گی۔ وہ ایک روٹ کو classify کرے گی یا de-classify کرے گی یعنی وہ خود ہی سارا کچھ کرے گی۔ یہ جو کمپنی بنائی جا رہی ہے یہ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ سے آزاد ہو گی۔ ہمیں واضح کر

دیں کہ کس طرح اس پر ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کا کنٹرول ہوگا، کون اس کو مانیٹر کرے گا، اس کی مانیٹرنگ کے اندر اس اسمبلی کا کوئی عمل دخل ہوگا کیونکہ جیسے لاء منسٹر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ یہ اسمبلی عوام کی نمائندگی کرتی ہے۔ ہمیں یہ واضح کر دیں کیونکہ اتنے سارے لوگوں کا روزگار اس سے وابستہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے (A)72 کی کلاز (1) اور (2) پڑھ کر سنائی ہے۔ انہوں نے جیسے کہا ہے کہ یہ کمپنی گورنمنٹ کو dictate کرے گی۔ یہ کمپنی گورنمنٹ کے under ہے اور یہ گورنمنٹ ہی ہوگی۔ اس میں dictation گورنمنٹ کو یا کمپنی کو کرنے والی بات نہیں ہے۔ آپ ان دونوں clauses کو مدنظر رکھیں کہ گورنمنٹ ہی یہ کمپنی establish کر رہی ہے اور اس کا ڈائریکٹر گورنمنٹ کا employee ہوگا۔ واضح طور پر یہاں لکھا ہے کہ وہ public servant ہوگا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اب ختم کریں۔ Let me proceed further

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے ان کی بات پر اپنی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے اپنی بات کر لی ہے اور دوبارہ بھی کر لی ہے، ایسے تو مناسب نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میں آپ سے request کرتا ہوں اور آپ مجھے بتائیں کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ:

> Provincial Transport Authority or a Regional Transport Authority shall not issue route permit

جن پر کمپنی نے منع کیا ہوا ہے۔ اب اس پر آپ فیصلہ کریں کہ یہ کمپنی حکومت کی بات مان رہی ہے یا حکومت کو بتا رہی ہے کہ کہاں پر route issue کرو اور کہاں پر نہ کرو؟

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! حکومت legislation initiate کرتی ہے اور اپوزیشن اس پر ترمیم دیتی ہے۔ جیسا کہ انہوں نے amendment پڑھی اور رانا صاحب نے اس کو oppose کیا اس کے بعد آپ نے اپوزیشن کو باری دی کہ آپ جو کہنا چاہتے ہیں کہیں۔ یہ cross questioning نہیں ہوتی کہ جب انہوں نے اپنی بات پوری کہہ دی اور اس کے بعد وزیر قانون اپنا جواب دیں گے اور پھر آپ اس کو put کریں گے۔

جناب سپیکر: ان کی بات سننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ rules دیکھ لیں کہ جب اپوزیشن کی amendment پر کوئی محرک بول لیتا ہے تو پھر اس کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ دوبارہ اس پر cross questioning کرے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے نوانی صاحب! I agree with you اب میں question put کر رہا ہوں۔

The amendment moved and the question is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009 as recommended by Standing Committee on Transport be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th March 2009."

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کے حق میں آواز زیادہ آئی ہے اور خلاف میں کم ہے۔

جناب سپیکر: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟اگر آپ کہتے ہیں تو میں اس پر ووٹنگ کروالیتا ہوں۔
جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس کے حق میں زیادہ آواز آئی ہے آپ بے شک ریکارڈ چیک کر لیں۔
جناب سپیکر: نہیں نہیں۔یہ کیسے ہو سکتا ہے؟
جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!انہوں نے اس کے حق میں کہا ہے۔
جناب سپیکر: کس نے کہا ہے،رانا صاحب نے کہا ہے یا سینئر منسٹر نے کہا ہے؟
جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!حکومتی بنچوں سے آواز آئی ہے۔
جناب سپیکر: نہیں نہیں۔میں اس سوال کو دوبارہ putکرتا ہوں۔

That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009 as recommended by Standing Committee on Transport be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th March 2009.

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Dr. Samia Amajad, Ch. Abdullah Yousaf, Ch. Moonis Elahi, Dr. Muhammad Afzal, Ch. Muhammad Arshad, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mrs. Amna Ulfat, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Khurram Nawab, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mrs. Khadija Umar, Ms. Amna Jehangir, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathia, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Ayesha Javed, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural,

Syeda Majida Zaidi, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mian Shafi Muhammad, Mr. Muhammad Ejaz Shafi, Mrs. Qamar Aamir Ch., Engineer Shahzad Elahi, Ms. Joyce Rufin Julius. Who is to move it?

MRS. KHADIJA UMAR: The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009 as recommended by Standing Committee on Transport be referred to Select Committee consisting of the following members with instruction to report by 20th March 2009.

1. Mr. Shahid Mahmood Khan, MPA (PP-194)
2. Malik Muhammad Aamir Dogar, MPA (PP-198)
3. Dr. Farukh Javed, MPA (PP-230)
4. Malik Muhammad Nawaz, MPA (PP-71)
5. Malik Khuram Ali Khan, MPA (PP-18)
6. Mr. Shahan Malik, MPA (PP-15)
7. Qazi Ahmed Saeed, MPA (PP-286)
8. Ms. Fouzia Behram, MPA (W-333)
9. Mrs. Amna Ulfat, MPA (PP-256)
10. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA (PP-245)

MR. SPEAKER: The motion is moved:

> “That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009 as recommended by Standing Committee on Transport be referred to Select Committee consisting of the following

members with instruction to report by 20th March 2009."

The names are;

1. Mr. Shahid Mahmood Khan, MPA (PP-194)
2. Malik Muhammad Aamir Dogar, MPA (PP-198)
3. Dr. Farukh Javed, MPA (PP-230)
4. Malik Muhammad Nawaz, MPA (PP-71)
5. Malik Khuram Ali Khan, MPA (PP-18)
6. Mr. Shahan Malik, MPA (PP-15)
7. Qazi Ahmed Saeed, MPA (PP-286)
8. Ms. Fouzia Behram, MPA (W-333)
9. Mrs. Amna Ulfat, MPA (PP-256)
10. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA (PP-245)

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Be opposed.

جناب سپیکر:لاء منسٹر نے اس کو oppose کیا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!یہ بڑا ہی اہم matter ہے اور مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ اسے ایک ہی دن میں کیوں پاس کرنا چاہتے ہیں اور ہماری ترامیم کو bulldoze کرنا چاہ رہے ہیں۔حکومت کی seriousness کا اندازہ اس سے لگائیں کہ "ہاں" کا جواب "ناں" میں اور "ناں" کا جواب "ہاں" میں دیا جا رہا ہے اور ہم نے clause B کا جواب مانگا اور انہوں نے clause A کا جواب دیا تو ہم اس سے بالکل بھی مطمئن نہیں۔مہربانی کر کے آپ اسے select committee کے سپرد کریں تاکہ ہماری reservations جو ہم نے یہاں پیش کی ہیں وہ وہاں پر discuss ہو سکیں۔

خواجہ محمد اسلام:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہ الزام تراشی کی ہے کہ ہاں کا جواب "ناں" میں اور "ناں" کا "ہاں" میں جواب دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! اس بات کا فائدہ نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں اور اس بات کو چھوڑیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ قطعاً الزام تراشی نہیں تھی۔ پریس بھی دیکھ رہا تھا اور ہم لوگ دیکھ رہے تھے اور حکومت کو یہ پتا نہیں تھا کہ انہوں نے "ہاں" کہنی ہے یا "ناں" کہنی ہے ؟ آپ کو دوبارہ ووٹ کرانا پڑا۔

جناب سپیکر: انہیں اس چیز کا بہت پتا ہے۔ آپ ایسی بات نہ کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد جناب سپیکر! آپ آنکھوں میں مٹی نہ ڈالیں۔ یہی تو ساری بات ہے۔

جناب سپیکر: آپ پہلے بات کر چکی ہیں اس لئے اب دوبارہ بات نہیں کر سکتیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! کیوں؟

جناب سپیکر: آپ پہلی ترمیم میں بات کر چکی ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! second amendment میں بول سکتی ہوں۔

جناب سپیکر: rules کے مطابق آپ نہیں بول سکتیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کون سا rule ہے ؟ آپ پڑھ دیں تاکہ ہم بھی lighten ہو جائیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کے پاس کتاب بھجوا دیتا ہوں۔ آپ خود پڑھ لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ خود پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: آپ خود پڑھیں اور آپ پڑھ کر آیا کریں مجھے کیوں پڑھنے کو کہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر ہم کوئی غلطی کریں تو آپ ہماری اصلاح کریں۔ بتادیں کہ کون سا rule ہے؟

جناب سپیکر: میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ یہ 98(2) ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ادھر کتاب بھجوادیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! کو کتاب بھجوائیں تا کہ وہ پڑھ سکیں۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں! میرا خیال ہے کہ آپ صبح سے انتظار میں ہیں۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! ایک سال ہونے کو آیا ہے کہ ہم پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے رہتے ہیں اور آپ ہماری طرف دیکھتے تک بھی نہیں ہیں۔ آپ کا سارا دھیان آمنہ الفت اور ہماری دوسری بہنوں کی طرف رہتا ہے۔ آپ انہیں بہت زیادہ ٹائم دیتے ہیں۔ مہربانی کر کے آپ ہمیں بھی ٹائم دیا کریں کیونکہ ہم بھی اس ایوان کے ممبر ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جب legislation ہو رہی ہو تو اس وقت پوائنٹ آف آرڈر مناسب نہیں لگتا لیکن پھر بھی میں نے آپ کو اجازت دے دی اور مہربانی کر کے آئندہ تمام احباب اس سے اجتناب کریں۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! آپ ہمیں ٹائم ہی نہیں دیتے جس کی وجہ سے ہماری بہت سی باتیں رہ جاتی ہیں اور پورے ایک سال سے آپ نے ہمیں ٹائم ہی نہیں دیا۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ کچھ بتانا چاہیں گے؟۔۔۔ محترمہ! آپ نہیں بولی تھیں، آپ بولیں آپ کو اجازت ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس کمپنی کے آنے سے جو already routes پر گاڑیاں چل رہی ہیں جیسے مزدا اور دوسری فلائنگ کوچز ہیں کیا ان کے route permit جو ان کو دیئے گئے ہیں، کینسل کر دیئے جائیں گے؟ یہ تو پھر آپ خود موقع دے رہے ہیں کہ پہیہ جام ہڑتالیں کی جائیں۔ جن کی ٹرانسپورٹ 1962 سے چل رہی ہے، مثال کے طور پر

میں transporter ہوں اگر میری کمپنی چل رہی ہے، میں 1962 سے ٹرانسپورٹ چلا رہی ہوں اور میری transport قصور تا لاہور چل رہی ہے تو اگر آپ route permit کینسل کر دیں گے تو ہمارا روزگار کیسے چلے گا، کیا میں ایک ہزار فلائنگ کوچز کو سڑکوں پر کھڑا کر دوں، کیا میں ان کے ڈرائیوروں اور کنڈیکٹروں سے ہڑتالیں کرواؤں؟ یہ تو حکومت ہم لوگوں کو خود موقع دے رہی ہے۔ اربن ٹرانسپورٹ کمپنی باقی ٹرانسپورٹروں کے ساتھ کیوں اس طرح کی زیادتی کر رہی ہے، کیا یہ personal grudge نکالی جا رہی ہے، کیا میں اپوزیشن میں ہوں اس لئے grudge نکالی جا رہی ہے؟ میرے جیسے ہزاروں ٹرانسپورٹرز ہیں جن کا روزگار خراب ہو گا۔ صرف میری ٹرانسپورٹ نہیں چلتی ہے، میری طرح کے اور بہت سے ٹرانسپورٹرز ہیں۔ 1976 میں پالیسی بنائی گئی تھی کہ route permit کو آزاد کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے کس طریقے سے اس پر implementation کی ہے، کونسا law لے کر آئے ہیں، کونسی پالیسی کے تحت یہ اس طرح کر رہے ہیں؟ یہ اپنی پالیسی بنا رہے ہیں میرے جیسے ہزاروں ٹرانسپورٹرز ہیں جو روڈ پر چل رہے ہیں ان کے لئے یہ کیا روزگار کا سبب بنائیں گے؟ یہ تو civil dictatorship ہو رہی ہے۔ میں پوچھتی ہوں کہ باقی ٹرانسپورٹروں کا اس میں کیا قصور ہے؟ یہ تو پھر ہمیں کھلے عام طریقے سے کہا جا رہا ہے کہ ہم پہیہ جام ہڑتالوں کے لئے سڑکوں پر نکل آئیں۔ میں dictation نہیں لے رہی ہوں میں صرف پوچھ رہی ہوں کہ باقی ٹرانسپورٹروں کا اس میں کیا قصور ہے؟ مجھے یہ جواب چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں پورے ہاؤس کو ایک خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ آج وزیراعظم صاحب نے یہ اعلان کیا ہے کہ پنجاب کے تمام ایم پی ایز چاہے ان کا تعلق مسلم لیگ (ن) سے ہو، پیپلز پارٹی سے ہو، مسلم لیگ (ق) سے ہو، ایم ایم اے سے ہو

یا مسلم لیگ (فنکشنل) سے ہو تمام کو محترمہ بے نظیر بھٹو شہید سپورٹ کے فارم دیئے جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! Order in the House. Please order in the House اس وقت legislation ہو رہی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کیا اپوزیشن کی طرف سے بات مکمل ہو گئی ہے؟

جناب سپیکر: ان کی بات مکمل ہو گئی ہے۔اپوزیشن کی طرف سے اب کوئی اور تو نہیں بولیں گے ؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے ایک اور خوشخبری سنانی تھی۔ وزیراعظم صاحب نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ انہوں نے تمام خواتین ممبران جو پنجاب اسمبلی کی رکن ہیں ان تمام کے لئے ایک ایک کروڑ روپے کی گرانٹ کا بھی اعلان کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب legislation ہونے دیں، جی رانا صاحب! اب آپ جواب دیں۔ Let us proceed further.

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ایک اور خوشخبری ہے کہ ہمارے جو ممبران minority سے تعلق رکھتے ہیں چاہے ان کا تعلق مسلم لیگ (ن)، (ق) یا پیپلز پارٹی سے ہو ان سب کے لئے بھی وزیراعظم صاحب نے ایک ایک کروڑ روپے کا اعلان کیا ہے۔(شور وغل)

جناب سپیکر: Order please. Order in the House جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Legislation کے دوران سینئر منسٹر صاحب نے جو خوشخبریاں بطور breaking news یہاں پر دی ہیں ان پر میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اب اس ہاؤس کا جو حصہ ان خوشخبریوں سے رہ گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کے لئے بھی آپ کچھ نہ کچھ کریں گے۔

جناب سپیکر! اس motion کے ذریعے معزز اراکین اپوزیشن نے یہ کہا ہے کہ اس بل کو دوبارہ Select Committee کے پاس بھیجا جائے جبکہ اس پر پہلے ہی Standing Committee کافی غور و خوض کر چکی ہے اور اس کے بعد کمیٹی نے اس بل کو clear کیا ہے۔ جن خدشات کا اظہار محترمہ ثمینہ خاور حیات نے کیا ہے تو اس سلسلے میں دو چیزیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ کمپنی اس روڈ پر ساری کی ساری بسیں خود نہیں چلائے گی بلکہ ان بسوں میں پرائیویٹ مالکان جو ایک ایک یا دو دو بسوں کے مالک ہوں گے انہیں بھی اس بات کا موقع ہو گا کہ وہ ایک regulate system کے تحت اپنی بسیں اس کمپنی کے تحت چلا سکیں گے جس کی ratio کمپنی کے ساتھ rules میں طے کر دی جائے گی۔ دوسرا جو انہوں نے کہا کہ باقی تمام بسیں یا ویگنیں جو اس وقت چل رہی ہیں وہ کہاں جائیں گی؟ پورے شہر میں تمام route پر یہ کمپنی اپنی بسیں نہیں چلائے گی بلکہ وہ مخصوص routes ہوں گے۔ جن routes پر حکومت یہ سمجھے گی کہ وہاں یہ facility دینے کی ضرورت ہے، ٹریفک کو regulate کرنے کی ضرورت ہے تو صرف ان route پر ہی یہ کمپنی transport چلائے گی، باقی route پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کے لئے open ہوں گے جبکہ پرائیویٹ ٹرانسپورٹروں کو اس کمپنی میں بھی اپنا حصہ ڈالنے اور اپنی بسیں ڈالنے کی اجازت ہو گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں رانا صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں محترمہ! اس کا طریق کار اس طرح نہیں ہے۔ آپ کو چاہئے کہ جب آپ تقریر کریں تو اس وقت مکمل طور پر اپنی بات کر لیں۔ اس کے بعد انہوں نے جواب دینا ہوتا ہے پھر ہم نے question put کرنا ہوتا ہے۔

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: کلو صاحب! نہیں، یہ سب کے لئے ایک جیسی بات ہے، آپ کی مہربانی۔

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر! ہاؤس کی روایات پامال ہو رہی ہیں، یہ طریق کار بالکل غلط ہے۔

جناب سپیکر: آپ بھی اس میں شامل ہو رہے ہیں، آپ تشریف رکھیں This is not good, I am not allowing you پلیز تشریف رکھیں۔ اب میں question put کرنے لگا ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اگر route clash ہو جائے گا تو پھر کیا ہو گا؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! ان کو اس بات کا جواب دے دیں وہ پوچھ رہی ہیں کہ اگر route clash ہو جائے گا تو اس کا کیا علاج ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ان کی جو قسط ہو گی وہ ہر ٹرانسپورٹر تو نہیں دے سکے گا۔ اگر ان کی قسط ہی دس لاکھ سے شروع ہو رہی ہو یا یہ کتنی قسط پر وہ گاڑی provide کریں گے، آپ کو پتا ہے کہ ایک گاڑی میں کتنے ہی ٹرانسپورٹروں کے shares ہوتے ہیں تو یہ کس طریقے سے ان کو accommodate کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسا انہوں نے اس point کو point out کیا تھا کہ حکومت subsidy کس طرح سے دے گی؟ subsidy اسی لئے ہے کہ جو transporters کمزور ہوں گے ان کی بھی مدد کی جائے گی اور اس سلسلے میں حکومت اپنا حصہ ادا کرے گی۔ جہاں تک بات ہے بسوں کی، تو بسیں private transporters نے خود لانی ہیں اور وہ خود لا کر کمپنی سے معاہدہ کریں گے کہ اس route پر ہماری بسوں کو بھی چلنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ کا مقصد یہ ہے کہ اگر ہم لانا چاہیں تو کیا ہمیں بھی اجازت مل جائے گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ان کو open offer کرتا ہوں کہ ان کے پاس جو ویگنیں وغیرہ ہیں ان کو فروخت کر کے اچھی لگژری بسیں بنائیں، ان سب کو اس کمپنی میں شامل کیا جائے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہم اس طرح کے لوگ نہیں ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز! میں یہ question put کرنے لگا ہوں۔

The amendment moved and question is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009 as recommended by Standing Committee on Transport, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instruction to report by 20th March 2009:-
>
> 1. Mr. Shahid Mahmood Malik. MPA (PP-194)
> 2. Malik Muhammad Aamir Dogar, MPA (PP-198)
> 3. Dr. Farukh Javed, MPA (PP-230)
> 4. Malik Muhammad Nawaz, MPA (PP-71)
> 5. Malik Khurram Ali Khan, MPA (PP-18)
> 6. Mr. Shahan Malik, MPA (PP-15)
> 7. Qazi Ahmed Saeed, MPA (PP-286)
> 8. Ms. Fouzia Behram, MPA (W-333)
> 9. Mrs. Amna Ulat, MPA (PP-256)
> 10. Mr. Huhammad Mohsin Khan Leghari, MPA (PP-245)

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009, as recommended by Standing Committee on Transport be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

MR. SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-2

MR. SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. There are eight amendments in it. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamir Sultan Cheema, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Dr. Samia Amjad, Ch. Abdullah Yousaf, Ch. Moonis Elahi, Dr. Muhammad Afzal, Ch. Muhammad Arshad, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mrs. Amna Ulfat, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr, Sher Ali Khan, Mr. Khurram Nawab, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mrs. Khadija Umar, Ms. Amna Jehangir, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathia, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Ayesha Javed, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Syeda Majida Zaidi, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mian Shafi Muhammad, Mrs. Qamar Aamir Ch, Engineer Shahzad Elahi, Ms. Joyce Rufin Julius.Leghari Sahib! Who is to move it?

MRS. AYESHA JAVED: Sir, I move:

i. That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed section 72-A of the Principal Ordinance, in sub-section (1) for the words “in the notified area” appearing in line 1, the words “in the Province of Punjab” be substituted.

ii. That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed

section 72-B of the Principal Ordinance, in sub-section(1) for the words “in the notified area” appearing in line 1, the words “in the Province of Punjab” be substituted.

iii. That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed section 72-A of the Principal Ordinance, in sub-section(1) for the words “in the notified area” appearing in line 1, the words “in the Province of Punjab” be substituted.

iv. That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed section 72-D of the Principal Ordinance, in sub-section (2) before the word “revise” appearing in line 2, the word “reasonably” be added.

v. That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed section 72-E of the Principal Ordinance, for the words “in the notified area” appearing in line 3, the words “in the Province of Punjab” be substituted.

vi. That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed section 72-F of the Principal Ordinance-

(i) para (c) be omitted and subsequent para (d) be renumbered as para (c); and

(ii)In renumbered para (c), for the words”in the notified area” appearing in lines 1-2, the words “in the Province of the Punjab” be substituted.

vii. That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed section 72-G of the Principal Ordinance, in sub-section (1) for the words “in the notified area” appearing in line 2, the words “in the Province of Punjab” be substituted.

viii. That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed section 72-G of the Principal Ordinance be renumbered as sub-section (1) and the following be added thereafter:-

(2) The Rules shall be made within one month of the publication of the notification of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Act, 2009 and shall be laid before the Assembly.

(3) The Rules may be amended or repealed by a Resolution of the Assembly if inconsistent with

the provisions of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Act, 2009."

MR. SPEAKER: That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed section 72-A of the Principal Ordinance, in sub-section (1) for the words "in the notified area" appearing in line 1, the words "in the Province of Punjab" be substituted.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I opposed.

جناب سپیکر: جی، opposed

جناب محمد محسن خان لغاری: اگر آپ کی اجازت ہو تو میں بول سکتا ہوں؟

جناب سپیکر: جی!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! basically جو بات ان ساری amendments میں کی گئی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ باور کروانا ہے کہ ہمیں پورے پنجاب پر نظر رکھنی چاہئے اور لاہور کے اندر یہ بسیں نہ چلیں۔

جناب سپیکر: ایک گھنٹہ ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں میری یہ گزارش ہے کہ اس کو لانے کا ہمارا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اگر یہ اتنی ہی اچھی چیز ہے جو ہم کر رہے ہیں تو صرف اس کو لاہور تک limited نہ رکھا جائے، notified areas کے ساتھ اس پورے پنجاب کے ساتھ اس کو اگر ہم substitute کر دیں گے تو اس میں سب کا بھلا ہو گا، کہیں یہ نہ ہو گا کہ میانوالی کے لوگ یہ سمجھیں کہ یہ جو اچھی چیز ہے یہ صرف لاہور تک ہی محدود ہے اور ڈیرہ غازی خان کے لوگوں کو یہ نہ احساس ہو کہ جو مراعات مل رہی ہیں وہ لاہور والے لوگوں کو ہی مل رہی ہیں اور ہم اس سے محروم رہ

رہے ہیں تو سارے صوبے کو ایک نظر سے دیکھنے کے لئے اس کو پورے صوبے کے اندر extend کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ کافی دیر سے اب آپ بھی لاہور میں رہ رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم لغاری صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ ان کی جو ترامیم ہیں اس سے آگے بھی وہ ساری identical ہیں یعنی انہوں نے notified area کو substitute in the province کرنے کا کہا ہے تو اگر یہ اسی amendment پر throughout پورے بِل پر بات کر لیں اور باقی amendment کو withdraw کر لیں۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جی، بالکل اگر آپ کے جواب سے ہم مطمئن ہو جاتے ہیں اور ہاؤس مطمئن ہو جاتا ہے تو باقی کو لانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! ویسے اصولی طور پر جنہوں نے پڑھا ہے ان کو start کرنا چاہیئے تھا لیکن آپ کی مرضی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: نام تو ساروں کے ہیں، جیسے آپ کی مرضی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کے نام ہیں لیکن۔۔۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! ان کو ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو ٹائم دے دیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں ایک اور جو ہم نے amendment دی تھی جو کہ صرف یہ notified area سے الگ تھی۔ ہم نے کہا ہے کہ اس کمپنی کو جو ہم اختیار دے رہے ہیں کہ وہ کرائے revise کر سکے تو ہم نے یہ کہا ہے کہ اس میں reasonable کا لفظ add کر دیں تاکہ وہ reasonable increase کریں، ایسے ہی بڑھاتی نہ چلی جائے تو یہ میرے خیال میں ایک اچھی تجویز ہے اگر آپ ہماری اس تجویز کو incorporate کر لیں گے تو اس میں سب کی اجتماعی بہتری ہو

گی۔ایک جو یہ ہے کہ کرائے بڑھائے جائیں ان کی reasonable revision ہو، بہت زیادہ نہ ہو اور دوسرا وہی ایک بات تھی کہ سارے پنجاب کو برابر دیکھا جائے، ہم دیکھتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے لاہور ہی میں ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: سب برابر ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: تو چیئر کی اس بات کو ہم سمجھیں کہ چیئر نے یہ رولنگ دی ہے کہ سب کو برابر دیکھا جائے۔آپ کی تو بڑی شفقت ہے، حکومت پنجاب بھی سب کو برابر دیکھے۔آپ سے یہ گزارش تھی کہ آپ مہربانی کر کے اس میں ہمارا ساتھ دیں اور حکومت سے ہماری اس گزارش کو قبول کروانے میں ہمارا ساتھ دیں۔لاء منسٹر صاحب اگر یہ چیز واضح کر دیں کہ یہ notified area جو ہیں یہ پورے پنجاب میں کیوں نہیں ہیں اور مخصوص علاقوں کے لئے اس کو کیوں رکھا جا رہا ہے تو ہم اس پر ان کے بڑے شکر گزار ہوں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ جتنی اجازت دیں گے میں اتنی ہی بات کروں گی۔اس وقت amendment کے حوالے سے بھائیوں نے بات کر بھی لی ہے۔بات یہ ہے کہ جو کمپنی اس وقت بننے جا رہی ہے گورنمنٹ کو اس کو بنانے میں ایسی کوئی کمی یا بیشی نہیں کرنی چاہئے، اس بحث کا مقصد یہ ہے کہ اس میں لوگوں کی بہتری ہونی چاہئے، کہیں کوئی flaw یا کوئی ایسی کمی بیشی نہ رہ جائے جس کی وجہ سے کل کو عوام کسی problem کا شکار ہوں۔

جناب والا! یہ جو کمپنی بنائی جا رہی ہے اس کمپنی کو اس حد تک بھی کیا چیک کرنے کے لئے کوئی چیز درمیان میں شامل ہے کہ جو بسیں آئیں گی، وہ کس ٹائپ کی ہوں گی؟ وہ عوام کی سہولت کے عین مطابق ہوں گی اور اس کے اندر capacity کیا ہو گی؟ اس قسم کا بھی کوئی جو پلان ہے وہ اس میں شامل ہونا چاہئے، اس قسم کی بات بھی درمیان میں شامل ہونی چاہئے اور جیسے ابھی میری بہن نے روٹوں کی بات کی تھی کہ جو چھوٹے ٹرانسپورٹر ہیں، جن کی بات کبھی بھی اوپر تک نہیں جا سکتی اور بڑے ٹرانسپورٹر جو ہیں، جو پہلے ہی ان روٹوں پر بسیں چلا رہے ہیں اگر ان سے clash ہوتا ہے تو اس کو بھی چیک کرنے کے لئے کوئی مانیٹرنگ ٹیم ہونی چاہئے، کوئی ایسی کمیٹی ہو جس میں یہ ساری چیزیں

discuss ہوں اور اس کے بعد ایک بہتر صورت سامنے آئے۔ اس کو صرف بحث برائے بحث کا حصہ نہ بنایا جائے بلکہ لوگوں کی بہتری کے لئے ہر اس چیز کو شامل کیا جائے جو کہ کہیں پر بھی clash کر رہی ہے یا جس کی ضرورت ہے تو اس میں مسافروں کی capacity کو بھی دیکھا جائے، اس کے ماڈل کو بھی چیک کرنے کے لئے اس میں اس قسم کی تجاویز شامل کی جائیں کہ کمپنی اس سلسلے میں بھی بالکل بے مہار نہ ہو کہ وہ اپنی مرضی سے فیصلے کرے، اس پر بھی چیکنگ ہونی چاہیئے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، رانا صاحب!۔۔۔ اچھا، آپ بھی اس پر بولنا چاہتی ہیں۔ چلو! بڑے دنوں کے بعد آئے ہیں آپ میرے خیال میں۔۔۔ جی، amendment کے بارے میں کوئی بات کریں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! وہی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: دونوں میں سے کوئی لے لیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں اس amendment پر Minister for Law کو صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ وہ جو ٹرانسپورٹ کا یہ سلسلہ کر رہے ہیں، جس میں عوام کا بھی issue ہے، میں کہنا چاہوں گی کہ اکثر جب ہم آ رہے ہوتے ہیں، سڑکوں پر دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ ہماری یونیورسٹی کی بہت ساری بہنیں اور دوسری بہت ساری خواتین جو ہیں، جس غریب طبقہ کی عورتوں نے اس ٹرانسپورٹ پر سفر کرنا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تقریر نہیں، میں تو آپ کو amendment کے بارے میں بولنے کے لئے کہہ رہا تھا۔ آپ کا تو اس میں نام بھی نہیں آیا، میں کیا کروں؟

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں اپنی کوئی personal کہانی نہیں سنا رہی۔

جناب سپیکر: نہیں، اب بس ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے، بڑی مہربانی۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: میں اپنی کوئی personal کہانی نہیں سنا رہی، یہ عوام کی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، دیکھیں ناں! یہ legislation کا وقت ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! خواتین کے لئے کوئی ایسا انتظام بھی کیا جائے تاکہ ان کی سہولیات کے بارے میں بھی سوچا جائے۔ ہماری بہت ساری بہنیں سڑکوں پر کھڑی ہوتی ہیں اور مرد حضرات مذاق اڑاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ اس بات کا خیال رکھیں گے، ٹھیک ہے۔

محترمہ سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں amendment کی بات ہی کروں گی۔ میں بالکل relevant بات کروں گی کہ ہم نے clause 72(d) میں یہ request کی ہے کہ جہاں پر 72(d) کی clause(2) ہے اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ:

> The government may its on motion or on the application of any person revise the fare fixed by the company.

وہ revise the fare سے پہلے ہم نے لفظ کہا ہے کہ "reasonable" لکھ دیں۔ revise the fare میں تو پھر ان کے اوپر کوئی قدغن نہیں ہو گی۔ "reasonable" لفظ لکھنا کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے، یہ عوام کے interest کی بات ہے۔

جناب سپیکر: چلو! وہ تو amendment آپ نے دی ہوئی ہے، پھر دیکھتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی، اس کو آپ مان لیں، "reasonable" لفظ کو کچھ تو مان لیں، آپ لوگوں کا بھی بھرم رہ جائے گا کہ یہ کمپنی تو پھر جتنا مرضی fare بڑھا سکتی ہے، یہ ایک مشورہ ہے اور اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ کا یہ مشورہ انھوں نے سن لیا ہے۔ جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ ابھی جو انھوں نے notified area سے متعلق بات کی ہے---

جناب محمد محسن خان لغاری: نہیں، وہ اسی کے اندر ہی ہے۔ اسی کے اندر ہی کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس کو پھر آپ علیحدہ سے move کر دیں۔ اس کو پھر دیکھ لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس کے اندر ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): بتائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: یہ رومن IV ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ابھی تو دو ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ نے کہا ہے ناں کہ ساروں کو ایک ساتھ ہی کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ جو notified area سے متعلق identical ہیں ان پر آپ اب بات کر لیں۔ اس کے بعد جو identical نہیں ہے اس کو آپ علیحدہ سے پیش کر دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میں سمجھا کہ شاید آپ کہہ رہے ہیں کہ ساروں کو ایک ساتھ ہی کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں معزز اراکین نے جو amendment پیش کی ہے کہ notified area کی بجائے whole province کو شامل کر لیا جائے تو اس بل کے اوپر پوری طرح سے غور و فکر کر کے اس کو تیار کیا گیا ہے اور اس کے بعد اس کا جو area رکھا گیا ہے وہ صرف urban areas ہیں اور urban area میں بھی زیادہ تر وہ شہر جو کہ میٹروپولیٹن ہیں یا جہاں پر ٹریفک کے problems بہت زیادہ ہیں تو ان شہروں میں، ان مخصوص روٹوں کے اوپر جہاں پر یہ ٹریفک کا problem ہے ان کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔ اگر اس کو پورے province پر محیط کیا جائے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ پھر تمام روٹوں کے اوپر اس کمپنی کی بسیں چلانے کی ذمہ داری بن جائے گی جبکہ اس ذمہ داری کو محدود کرنے کے لئے ایک تو notified area

اور اس کے بعد specific route کو رکھا گیا ہے اور اس سے نہ صرف یہ کہ باقی پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کے لئے rural area اور چھوٹے شہروں میں space ہو گی بلکہ جب ہم اس کو ایک شہر میں نافذ کریں گے اور اس شہر میں جب لوگ اس کمپنی کی کارکردگی اور اس طریق کار کو دیکھیں گے تو وہ جس جس طرح سے on ground اپنا آپریشن کرے گا تو اس سے جو experience حاصل ہو گا تو اس طرح سے پھر ہم دوسرے شہروں میں بہتر تجربے اور بہتر سروس لے کر جائیں گے تو اس لئے سردست یہ notified area ہی درست ہے اور اب اس کے بعد اگر پنجاب میں دوسرے areas میں بھی اس کو محسوس کیا جائے کہ وہاں پر بھی یہ بہتر طور پر عوام کی سہولت کا باعث بن سکتی ہے تو حکومت پنجاب کے پاس یہ اختیار ہے کہ وہ کسی بھی area کو اور کسی بھی شہر کو نئے سرے سے notify کر سکتی ہے۔

MR. SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Transport in the proposed section 72-A of the Principal Ordinance in sub section (1) for the words "the notified area" appearing in line one the words "in the Province of Punjab" be substituted."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: The second amendment is from…

آوازیں: یہ تو withdraw ہو گئی ہیں۔

جناب سپیکر: انھوں نے مجھے نہیں کہا۔ کیا آپ باقیوں کو withdraw کرتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! باقی identical ہی ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر تجرباتی بنیاد پر یہ ٹرانسپورٹ چلانی ہے تو پھر تجربہ ہمیشہ چھوٹی جگہ پر ہوتا ہے۔ کسی چھوٹے شہر جیسے خانیوال، ساہیوال یا جہلم میں اسے experimental basis پر چلا لیتے اور جب وہ کامیاب ہو جاتا تو پھر اسے لاہور میں بھی لے آتے۔

جناب سپیکر: ہمیشہ بڑوں سے چھوٹوں پر شفقت ہوتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ بھی ہمارے اوپر شفقت کریں۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! آپ لغاری صاحب کو زیادہ ٹائم دیتے ہیں۔

MR. SPEAKER: Now, the 4th amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamir Sultan Cheema, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Dr. Samia Amjad, Ch. Abdullah Yousaf, Ch. Moonis Elahi, Ch. Muhammad Arshad, Mr. Tahir Iqbal Chahdhry, Mrs. Amna Ulfat, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Khurram Nawab, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mrs. Khadija Umar, Ms. Amna Jehangir, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathia, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Ayesha Javed, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Syeda Majida Zaidi, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mian Shafi Muhammad, Mr. Muhammad Ejaz Shafi, Mrs. Qamar Aamir Ch, Engineer Shahzad Elahi, Ms. Joyce Rufin Julius. Who will move it?

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I move:

> “That in clause 2 of the Bill as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed section 72-D of the Principal Ordinance, in the sub

section 2 before the word "revise'' appearing in line 2 the word "reasonably'' be added.''

MR. SPEAKER: The motion is moved:

"That in clause 2 of the Bill as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed section 72-D of the Principal Ordinance, in the sub section 2 before the word "revise'' appearing in line 2 the word "reasonably'' be added.''

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose.

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پبلک کی goodwill حاصل کرنے اور ان کی side لینے کے لئے اگر آپ ایک لفظ reasonably ڈال دیں گے تو It will be kindness to the public اور unlimited authority پر ایک check and balance آ جائے گا۔ میں پہلے بھی اس پر بات کر چکی ہوں اور میرا خیال ہے اب اسے repeat بھی کر رہی ہوں کہ اس میں ایک لفظ reasonably add کرنے سے اس میں حکومت کا بھی interest ہو گا۔ یہ پرائیویٹ یا کسی بھی کمپنی کو جارہی ہے تو پھر ان کا اختیار ہو گا کہ وہ جس وقت چاہیں بہت کرایہ بڑھادیں۔ آپ نے کئی دفعہ ٹیلی ویژن پر دیکھا ہے کہ بغیر وجہ ریلوے یا ٹرانسپورٹ کے کرائے دو دو سو روپے بلکہ کئی کئی گنا بڑھا دیئے جاتے ہیں کہ آج گیس مہنگی ہو گئی یا پٹرول مہنگا ہو گیا اس لئے ان کی من مانی سے لوگوں کو بچانے کے لئے اگر آپ لفظ reasonably add کر دیں تو یہ کوئی اتنی بری بات نہیں ہو گی بلکہ پبلک کے مفاد میں ہو گی۔ شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے خیال میں ہماری ایک بڑی معقول سی تجویز ہے کہ کرایوں کی revision معقول ہو۔ اس لئے لاء منسٹر صاحب اپنا دل بڑا کرتے ہوئے ہماری یہ چھوٹی

سی اور معقول تجویز قبول کر لیں تو ہم بھی سمجھیں گے کہ ہم نے بھی اس بل میں کچھ contribute کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اپوزیشن ممبران نے جو تجویز یا motion پیش کی ہے یہ معقول تو ہے لیکن ہے فضول۔

جناب سپیکر: جی، فضول ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، فضول ہے۔

جناب سپیکر: اچھا معقول ہے لیکن فضول ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، معقول ہے لیکن فضول ہے وہ اس لئے کہ legislation drafting کے طریق کار میں یہ بات understood ہے۔ اب اگر آپ ایک جگہ پر "reasonably" کا لفظ لکھیں گے تو پھر تمام جگہوں پر "reasonably" ہی لکھنا پڑے گا۔ حکومت پابند ہے اور یہ بات presumed ہے کہ عوام کے نمائندوں نے جو اتھارٹی انھیں دی ہے They will exercise that authority reasonably اس لئے یہ لفظ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے

It is understood that this power will be exercised reasonably

MR. SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> ‘‘That in clause 2 of the Bill as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed section 72-D of the Principal Ordinance, in the sub section 2 before the word ”revise’’ appearing in line 2 the word ”reasonably’’ be added.’’

(The motion was lost)

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ کی آواز بہت زیادہ گرجدار ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی اور کوئی amendment ہے؟ 5th amendment تو withdraw ہو گئی ہے۔

The 8th amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamir Sultan Cheema, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Dr. Samia Amjad, Ch. Abdullah Yousaf, Ch. Moonis Elahi, Ch. Muhammad Arshad, Mr. Tahir Iqbal Chahdhry, Mrs. Amna Ulfat, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Khurram Nawab, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mrs. Khadija Umar, Ms. Amna Jehangir, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathia, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Ayesha Javed, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Syeda Majida Zaidi, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mian Shafi Muhammad, Mr. Muhammad Ejaz Shafi, Mrs. Qamar Aamir Ch, Engineer Shahzad Elahi, Ms. Joyce Rufin Julius.Who will move it?

MRS. SAMINA KHAWAR HAYAT: Sir! I move:

> "That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, the proposed section 72-G of the Principal Ordinance be renumbered as sub section (1) and the following be added thereafter:-
>
> "(2) The rules shall be made within one month of the publication of the notification of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Act, 2009 and shall be laid before the Assembly.

(3) The rules may be amended or repealed by a Resolution of the Assembly if inconsistent with the provisions of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Act, 2009."

MR. SPEAKER: The motion is moved:

"That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, the proposed section 72-G of the Principal Ordinance be renumbered as sub section (1) and the following be added thereafter:-

(2) The rules shall be made within one month of the publication of the notification of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Act, 2009 and shall be laid before the Assembly.

(3) The rules may be amended or repealed by a Resolution of the Assembly if inconsistent with the provisions of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Act, 2009."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose. (Interreption)

جناب سپیکر: معزز ممبران! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ serious matter چل رہا ہو تو آپ مہربانی فرمایا کریں۔ یہ گپ شپ ذرا لابی میں جا کر کر لیں تو بہتر ہے۔ آپ کی بہت مہربانی۔ جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس میں جو rules بنائے جائیں گے وہ جلدی بنانے چاہیئں۔ دوسرا اس میں جو ملازمین رکھے جائیں گے ان کو کیا مراعات دی جائیں گی؟ تیسری بات یہ ہے کہ کیا ہم اس کو repeal یا amend کرنے کا اختیار رکھیں گے۔ اگر اس حوالے سے ہمیں کوئی شکایت ملتی ہے تو کیا ہم اس کو repeal or amend کر سکیں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم اس میں یہ گزارش کر رہے ہیں کہ اس کے اندر جو rules بنائے جائیں وہ ایک مہینے کے اندر اندر بنا لئے جائیں۔ ایک مہینے کے اندر اندر ان کی publication ہو جائے اور وہ notify ہو جائیں۔ ہم یہ بھی دیکھیں کہ یہ Provincial Motor Vehicles Ordinance کے ساتھ کہیں متصادم نہ ہو۔ مقصد یہ ہے کہ اس کے اندر کسی نہ کسی طریقے سے، کوئی نہ کوئی عمل دخل تو اسمبلی کا ہونا چاہئے کہ ہم rules کے اندر کوئی چیز repeal کر سکیں۔ اس کو ختم کر سکیں یا اس کو amend کر سکیں۔ میں نے جیسا کہ پہلے عرض کی تھی کہ یہ ایک مادر پدر آزاد کمپنی نہ بن جائے۔ صرف اتنی سی ہماری گزارش ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ rules within one month بننے چاہیئں۔ یہ legislation کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے۔ آج تک کسی بھی Bill میں اس قسم کی کوئی clause نہیں رکھی گئی کہ جس میں اس بات کی پابندی لگائی گئی ہو کہ اس کے rules within one month بننے چاہیئں۔ اگر کوئی complication پیدا ہوتی ہے تو rules amend ہوتے رہتے ہیں، ان میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، ان میں کمی ہوتی رہتی ہے۔ اس بات کی یہ ہاؤس legislation کے ذریعے سے، Bill کے ذریعے سے اجازت دیتا ہے۔ جہاں تک انھوں نے یہ کہا کہ ان کو دوبارہ اسمبلی میں لایا جائے اور یہاں through resolution ان کو repeal کیا جائے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ through resolution کسی legislation کو repeal کرنے کا اختیار اس اسمبلی کو ہے اور نہ ہی یہ طریق کار ہے۔ اس اسمبلی میں resolution اور legislation کا طریق کار الگ الگ ہے۔ اگر کسی مرحلہ پر کوئی ممبر یہ بات محسوس کرتا ہے کہ کوئی ایسا قانون یا کوئی ایسا rule inconsistent ہے تو اس کے

لئے اس ہاؤس کے پاس مختلف options ہیں اور Rules of Procedure کے تحت وہ optionsاختیار کئے جا سکتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہم بہت سارے قوانین یہاں سے pass کرتے ہیں اور وہ rules making کے اندر چھ چھ، سات سات سال تک رُلتے رہتے ہیں۔یہاں Border Military Police Actبنا تھا لیکن ابھی تک اس کے rules نہیں بنے۔ابھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے بارڈرز پر کس طرح کے حالات ہیں۔اس Actکو پاس ہوئے کتنا عرصہ ہو چکا ہے لیکن اس کے rules نہیں بنے۔یہ تو ہم آپ کی آسانی کے لئے کر رہے ہیں کہ ایک مہینے کے اندر اندر اس کے rulesبنالیں۔وہ بسیں، وہ understanding, MOUs جو ہیں وہ تو ہو چکی ہیں۔اس سے تو آپ لوگ سرخرو ہوں گے کہ آپ نے ایک مہینے کے اندر rulesبنا کر اس کو چلا دیا۔جن لوگوں کے ساتھ معاہدے ہوئے ہیں جن کو 25 فیصد subsidies مل رہی ہیں وہ اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ جلدی جلدی اس کو operational کریں۔اگر rules نہیں بنائیں گے تو یہ operationalنہیں ہو سکے گا۔یہ تو ہم آپ کی آسانی کے لئے کر رہے ہیں کہ جلدی سے جلدی rulesبنائیں اور ان کو لے آئیں۔آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ بہت عرصہ لگ جاتا ہے اور rules نہیں بنتے۔ہم تو یہ آپ کو facilitateکر رہے ہیں کہ جلدی جلدی rulesبنائیں اور ان کو پیش کر کے اس معاملے کو آگے چلائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی لغاری صاحب کی بات پر حیران ہوں۔ابھی تھوڑی دیر پہلے یہ ہمیں کہہ رہے تھے کہ اس legislationکو منظور کروانے کی کون سی جلدی پڑی ہوئی ہے، اس کو Select Committee کے سپرد کریں۔وہاں سے ایک مہینے بعد رپورٹ آئے گی۔پھر یہ کہہ رہے تھے کہ اس پر public opinion لے لیں۔اس میں چھ ماہ گزر جائیں گے۔بات یہ ہے کہ rules کے لئے specific timeکبھی مقرر نہیں کیا جاتا۔اگر کوئی ایسا مسئلہ ہے کہ زیادہ دیر تک rulesنہیں بنتے تو اس ہاؤس میں جو options available ہیں ان کے تحت یہ ہاؤس کے نوٹس میں ایسی بات لا سکتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ایک مہینہ بڑا مناسب time ہے۔ کسی بھی regulations کو قائم کرنے کے لئے rules بنانے بہت ضروری ہیں اور اس کے لئے specific time ہونا بھی ضروری ہے۔ ایسے important matter کو ہنسی مذاق میں نہیں ٹال دینا چاہئے۔ اس کی گہرائی کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ قانون کو operational position میں لانے کے لئے ضروری ہے کہ ایک specific time میں اس کے rules بنائے جائیں۔ ہم نے یہی بات کی ہے کہ اس کے rules کو ایک مہینے کے اندر اندر بنالیا جائے۔ یہ benefit تو آپ کے بچوں کو جائے گا۔ اگر عوام دیکھیں گے کہ جلدی سے قانون بن گیا ہے اور وہ operational بھی ہو گیا ہے تو اس کا benefit آپ لوگوں کو ہی جانا ہے۔ اس کا فائدہ ہم اپوزیشن کو نہیں ہونا۔ دوسرا rules کے بغیر یہ کمپنی operational بھی نہیں ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں اپوزیشن ممبران کا انتہائی مشکور ہوں کہ انھوں نے اس کمپنی اور اس قانون سازی کی اہمیت کو سمجھا ہے۔ پہلے وہ کہہ رہے تھے کہ اس کو ذرا دیر سے کریں، دیر سے کریں۔ اب انھوں نے کہا ہے کہ اسے فوراً نافذ کریں کیونکہ واقعی اس کی ضرورت ہے اور اس سے لوگوں کے ٹرانسپورٹ کے مسائل حل ہوں گے۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ اس کام کو وزیر اعلیٰ پنجاب جلدی کرنا چاہتے ہیں اور یہ سہولت لوگوں تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ انشاءاللہ within one month بلکہ اس سے بھی پہلے یہ rules بن جائیں گے اور یہ law in-operational ہو جائے گا۔

MR. SPEAKER: The motion moved and question is:

> "That clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, the proposed section 72-G of the Principal Ordinance be renumbered as sub section (1) and the following be added thereafter:-

(2) The rules shall be made within one month of the publication of the notification of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Act, 2009 and shall be laid before the Assembly.

(3) The rules may be amended or repealed by a Resolution of the Assembly if inconsistent with the provisions of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Act, 2009."

(The motion was lost)

CLAUSE-2

MR. SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

(That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill)

(The motion was carried)

CLAUSE-1

MR. SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

(That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill)

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR. SPEAKER: Now, the preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

(That the preamble of the Bill do stand part of the Bill)

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR. SPEAKER: Now, the long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

(That the long title of the Bill do stand part of the Bill)

(The motion was carried)

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir! I move:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009 be passed."

MR. SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009 be passed."

(The motion was carried)

(The Bill was passed)

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں کہتے ہیں کہ Point of order shall lay to the interpretation of enforcement of these rules. جناب! مجھے آپ سے ایک رولنگ چاہئے تھی اور ایک وضاحت بھی چاہئے تھی تاکہ مجھے یہ بات سمجھ میں آ جائے، آپ سے guidance لینا چاہتا تھا۔ اس کا کیا مطلب ہو گا کہ To be circulated for the purpose of eliciting public opinion. اس کی مہربانی کر کے وضاحت کر دیں، اس

پر کوئی بعد میں لکھی ہوئی تفصیلی رولنگ دے دیں تاکہ وہ اسمبلی کے ریکارڈ کا حصہ بن جائے کہ ہم نے public opinion gather کرنے کے لئے کس طرح سے circulate کرنا ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اس بارے میں رولنگ دے دوں گا۔ میں نے آپ کی بات سن لی ہے، ابھی مجھے ایجنڈے پر چلنے دیں۔

The report laid on the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 13 of 2008). The first reading starts.

مسودہ قانون (ترمیم) قیام امن عامہ پنجاب مصدرہ 2008

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I move:

> "That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008, as recommended by Special Committee, be taken into consideration at once."

MR. SPEAKER: The motion is moved:

> "That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008, as recommended by Special Committee, be taken into consideration at once."

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I oppose it.

MR. SPEAKER: There are two amendments in the motion. These are from: Ch Zahir-ud-Din Khan, Dr Samia Amjad, Ch. Abdullah Yousaf, Mrs Amna Ulfat, Mr Muhammad Mohsin

Khan Leghari, Ms. Amna Jehangir, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Ayesha Javed, Mrs. Khadija Umar, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Syeda Majida Zaidi, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mian Shafi Muhammad, Mr Muhammad Ejaz Shafi, Ch. Aamir Sultan Cheema, Mrs Nasim Lodhi and Mrs Qamar Aamir Chaudhry. Who is to move it, Leghari Sahib! Who is to move it?

MRS. AMNA ULFAT: I move:

> "That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008, as recommended by Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th Mach 2009."

MR. SPEAKER: The motion is moved:

> "That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008, as recommended by Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th Mach 2009."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose it:

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ بل کمیٹی کو 6۔اگست 2008 کو refer ہوا اور 27 اور 29۔اگست کی دو meetings نے اس بل کو approve کر دیا۔ اتنی عجلت میں approve ہونے والے اس بل

میں کافی خامیاں رہ گئی ہیں۔ جیسا کہ M.P.O اتنا بدنام زمانہ ہے اور اس کی شہرت اچھی نہیں ہے اس لئے اس قانون کو لازمی طور پر سیاسی کارکنوں کے خلاف اور سیاسی مقاصد کے لئے misuse کیا جا سکتا ہے اس لئے اس کے اندر safeguard مہیا کرنے چاہئیں۔ اس میں ایسے لوگ آتے ہیں جو اتنے پڑھے لکھے نہیں ہوتے کیونکہ وہ انگلش تو سمجھ ہی نہیں سکتے لہذا اس کو اس طرح سے کیا جائے کہ اسے misuse نہ کیا جا سکے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ مجھے ذرا guide کر دیں۔ یہ 2008 کا بل ہے تو اب تو 2009 آ گیا ہے تو کیا اس میں 2009 کی amendment نہیں ہو گی؟ شاید میں غلطی پر ہوں بہرحال میری سمجھ کے مطابق تو ایسے ہی ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: بتائیں جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ یہ amendment کے ذریعے ہی ہو سکتا ہے اس لئے ہم اس میں amendment لا رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: وہ amendment اس کے بعد آئے گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، جی۔ وہ بل جس طرح سے Select Committee کو refer ہوا تھا وہ اسی طرح سے واپس ہاؤس میں آنا تھا تو اب چونکہ 2009 کرنا ہے تو اس کی amendment آج آئے گی۔

جناب سپیکر: clause-1 میں اس کی amendment آ رہی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: وہ آج ہی ہو جائے گی؟ ہمیں وہ circulate تو نہیں ہوا۔ مجھے ہاؤس میں سے کسی اور ممبر کے پاس دکھا دیں، ہمیں تو نہیں دیا گیا۔ (قطع کلامیاں)

ٹھیک ہے جناب! مجھے ادھر سے مل گیا ہے۔ اس کو تو circulate کیا جانا چاہئے تھا اس میں تو آپ کی تفصیلاً ruling آ جائے گی کہ اس کا طریق کار کیا ہے۔ اخبار میں چھپوانا ہے، مال روڈ پر کھڑا ہو کر لوگوں سے پوچھنا ہے، کس طرح کرنا ہے اس پر آپ کی ruling آ جائے گی تو یہ بات واضح ہو جائے گی لیکن ہمارا مقصد یہ تھا کہ اس پر public opinion لے لینی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ میں سے کوئی اور اس پر بات کرنا چاہتا ہے؟ بار بار مناسب نہیں لگتا، آپ نے جتنی بات کرنی ہے ایک بار ہی بات کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ اس میں بڑی minor amendments ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ through Special Committee اس میں public opinion آ چکی ہے کیونکہ اس کمیٹی میں عوام کے نمائندے تھے لہذا اب اس کو مشتہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے اس motion کو vote out کیا جائے۔

MR. SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> ‘‘That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008, as recommended by Special Committee be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th March 2009.

(The motion was lost)

MR.SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Dr. Samia Amjad, Ch. Abdullah Yousaf, Mrs. Amna Ulfat, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ms. Amna Jehangir, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathia, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Ayesha Javed, Mrs. Khadiha Umar, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Syeda Majida Zaidi, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mian Shafi Muhammad, Mr. Muhammad Ejaz Shafi, Ch. Aamir Sultan Cheema, Mrs. Nasim Lodhi, Mrs. Mrs. Qamar Aamir Ch.Who is to move it?

MR. MUHAMAMD MOHSIN KHAN LEHGARI: I move:

‘‘That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008, as recommended by Special Committee be referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report by 20th March 2009.’’

جناب سپیکر: میرا خیال ہے آپ کسی اور کو ٹائم دے دیں، پلیز۔(قطع کلامیاں) قمر حیات کاٹھیا صاحب!

HAFIZ MUHAMMAD QAMAR HAYAT KATHIA: I move:

“That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008, as recommended by Special Committee be referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report by 20th March 2009.’’

1. Mr. Shahid Mahmood Khan, MPA
2. Malik Muhammad Aamir Dogar, MPA
3. Dr. Farukh Javed, MPA
4. Malik Muhammad Nawaz, MPA
5. Mr. Shahan Malik, MPA
6. Qazi Ahmed Saeed, MPA
7. Ms. Fouzia Beharam, MPA
8. Mrs. Aman Ulfat, MPA
9. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA

MR. SPEAKER:

> "That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008, as recommended by Special Committee be referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report by 20th March 2009.''

1. Mr. Shahid Mahmood Khan, MPA
2. Malik Muhammad Aamir Dogar, MPA
3. Dr. Farukh Javed, MPA
4. Malik Muhammad Nawaz, MPA
5. Mr. Shahan Malik, MPA
6. Qazi Ahmed Saeed, MPA
7. Ms. Fouzia Behram, MPA
8. Mrs. Aman Ulfat, MPA
9. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose.

کورم کی نشاندہی

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: گنتی کی جائے (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔ کارروائی شروع کی جاتی ہے اور ایوان کی کارروائی کے لئے آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008 as recommended by Special Committee, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 20 March 2009.''

1. Mr Shahid Mehmood Khan, MPA
2. Malik Muhammad Aamir Dogar, MPA
3. Dr Farukh Javed, MPA
4. Malik Muhammad Nawaz, MPA
5. Malik Khuram Ali Khan, MPA
6. Mr Shahid Mehmood Khan, MPA
7. Mr Shahan Malik, MPA
8. Ms Fouzia Behram, MPA
9. Mrs Amna Ulfat, MPA
10. Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA

(The motion was lost)

MR SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008 as recommended by Special Committee, be taken into consideration at once.''

(The motion was carried)

CLAUSE-2

MR SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Now, clause 2 of the Bill is under consideration.

Since there is no amendment in it, the question is:

‘‘That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.’’.

(The motion was carried)

CLAUSE-3

MR SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. There are 3 amendments in it. The first amendment is from Ch Zahir-ud-Din Khan, Dr Samia Amjad, Ch Abdullah Yousaf, Mrs Amna Ulfat, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ms Amna Jehangir, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Ayesha Javed, Mrs Khadia Umar, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Syeda Majida Zaidi, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mian Shafi Muhammad, Mr Muhammad Ejaz Shafi, Mrs Nasim Lodhi and Mrs Qamar Aamir Chaudhry. Who is to move it?

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I move:

> “That in clause 3 of the Bill as recommended by Special Committee, in sub-clause (3), for the proposed sub section(5-i) of the Principal Ordinance, the following be substituted:
>
> “(5-i) if the Board reports that there is, in its opinion, sufficient cause for the further

detention of the detained person, the Board shall determine the place of detention of the person. Keeping in view the detainee's age, habit, health and rank in society the Board shall fix a reasonable allowance for himself and subsistence allowance for his family which is to be paid by the Government; provided that before the period of further detention is commenced, the Ordering Authority shall immediately refer the detainee to a Medical Board constituted by the government who shall issue a certificate of mental and physical fitness of the detainee for such further detention.''

MR. SPEAKER: The motion is moved:

"That in clause 3 of the Bill as recommended by Special Committee, in sub-clause (3), for the proposed sub section(5-i) of the Principal Ordinance, the following be substituted:-

"(5-i) if the Board reports that there is, in its opinion, sufficient cause for the further detention of the detained person, the Board shall determine the place of detention of

the person. Keeping in view the detainee's age, habit, health and rank in society the Board shall fix a reasonable allowance for himself and subsistence allowance for his family which is to be paid by the Government; provided that before the period of further detention is commenced, the Ordering Authority shall immediately refer the detainee to a Medical Board constituted by the government who shall issue a certificate of mental and physical fitness of the detainee for such further detention.''

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose it.

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں یہ کہا گیا ہے کہ جب آپ کسی آدمی کو detain کر رہے ہیں تو اس کا معاشرے میں جو رتبہ، جو مقام، جو عمر اور جو صحت ہے اس کے مطابق اسے کسی جگہ پر detain کیا جائے۔ میرے خیال میں حکومت نے جس کو detain کرنا ہے وہ تو کرنا ہے لیکن اس کو اتنا حق تو کم از کم ملنا چاہئے کہ اگر کوئی آدمی بیمار ہے جیسا کہ MPO میں کئی دفعہ ہو جاتا ہے کہ ایسے ہی لوگ پکڑے جاتے ہیں۔ آپ امام مسجد کو جواریوں کے ساتھ تو بند نہیں کر دیں گے جو نیک آدمی ہے۔ اس کا جو عہدہ ہے، جو مقام ہے، کوئی پیسے والا ہے، کوئی غریب ہے، کسی کی عادات اچھی

ہیں، کسی کی عادات بری ہیں کسی کو کسی خاص دوائی کی ضرورت ہے، کوئی شوگر کا مریض ہے اور کوئی صحت مند ہے تو ان سب چیزوں کو زیر غور لا کر اس حساب سے detain کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری گزارش یہ ہے کہ جب اس کی extension کی جا رہی ہے تو اس کی صحت کا ایک سرٹیفکیٹ بورڈ سے چیک کروا کر دیکھ لیا جائے کہ وہ مزید detention کے قابل بھی ہے یا نہیں ہے کیونکہ accused کے بھی حقوق ہیں۔ ان کے تحفظ کے لئے یہاں ایک کوشش کی گئی ہے۔ میرے خیال سے اس میں کوئی ایسی بات تو نہیں ہے کہ وزیر قانون اس کو oppose کریں۔ ہم نے تو اس کو نیک نیتی سے detainee کی بہتری کے لئے پیش کیا ہے۔ اس میں جو لوگ بھی arrest ہوں گے۔ بد قسمتی سے اس میں ہوتا یہی ہے کہ political لوگ اس میں arrest ہوتے ہیں۔ رانا صاحب تو اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ misuse بھی ہوتا رہتا ہے۔ اس misuse کے اندر بہتری ہو اور ہم کسی proper طریقے سے accused کی بہتری کے لئے کچھ کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! میں اس پر کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! جس طرح لغاری صاحب نے کہا ہے وہ سارے ایم پی ایز سمجھتے ہیں کہ یہ M.P.O بالکل political ہتھیار کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ ہم نے اس میں جو amendment دی ہے بالکل اس چیز کو مد نظر رکھ کر دی ہے۔ اگر ہماری اس amendment کو مان لیا جائے تو میرے خیال میں فرق واضح ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم لغاری صاحب کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے یہ تسلیم کیا کہ مجھے اس بات کا پتا ہے کہ یہ law misuse ہوتا ہے لیکن law misuse کرنے والے کرتے ہیں تو misuse ہوتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان میں 18-فروری

2008 کے بعد جو دور شروع ہوا ہے اس میں اس قسم کے laws misuse نہیں ہوں گے۔ یہ صرف ان criminals اور terrorists کے لئے ہے جن کا detain کرنا اس معاشرے کے امن اور سکون کے لئے بہت ضروری ہے۔ یہ جو بات سوسائٹی میں مقام کے حوالے سے کر رہے ہیں تو اس کے متعلق already laws موجود ہیں جن پر میں سمجھتا ہوں کہ further elaborate کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ reasonable allowance تقرر کرنے کا اختیار پہلے سے ہی گورنمنٹ کو ہے، اس میں عدالت بھی اپنی input دے سکتی ہے۔ دوسرا یہ فرما رہے ہیں کہ ان کو کسی ایسی جگہ پر بند نہ کیا جائے۔ میں بتاتا ہوں کہ جیل میں کلاس اے، بی اور سی ہے تو اس کے متعلق ٹرائل کورٹ ہوتی ہے جب کیس ٹرائل میں چلا جائے گا یا detainee بورڈ کے پاس چلا جائے گا تو بورڈ کے پاس وہ اختیار ہے کہ اس کے لئے اس قسم کی سہولت بہم پہنچا سکے۔ باقی انہوں نے میڈیکل سرٹیفکیٹ کا کہا ہے تو بورڈ کو یہ اختیار ہے۔ آگے جا کر آپ دیکھیں گے کہ detainees کو پہلے وکیل پیش کرنے کا حق نہیں تھا وہ بھی دے دیا ہے۔ اگر کوئی detainee یہ سمجھتا ہے کہ وہ بیمار ہے اور اسے ہسپتال میں جانا چاہئے تو وہ application دے سکتا ہے تو بورڈ اور عدالت کے حکم پر اس کا میڈیکل چیک اپ بھی ہو سکتا ہے اور اسے ہسپتال میں medical admission کی یا کوئی اور ضرورت ہے تو وہ اسے بہم پہنچائی جا سکتی ہے۔ یہ پہلے سے اس میں موجود ہے۔

MR. SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

> "That in clause 3 of the Bill as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), for the proposed sub-section (5-i) of the Principal Ordinance, the following be substituted:-
>
> "(5-i) if the Board reports that there is, in its opinion, sufficient cause for the further detention of the detained person, the Board shall determine the place of detention of

the person. Keeping in view the detainee's age, habits, health and rank in society, the Board shall fix a reasonable allowance for himself and subsistence allowance for his family which is to be paid by the Government; provided that before the period of further detention is commenced, the Ordinary Authority shall immediately refer the detainee to a Medical Board constituted by the government who shall issue a certificate of mental and physical fitness of the detainee for such further detention."

(The motion was lost)

(اذان عصر)

MR. SPEAKER: Second amendment is from Ch Zahir-ud-Din Khan, Dr Samia Amjad, Ch Abdullah Yousaf, Mrs Amna Ulfat, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ms Amna Jehangir, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathia, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Ayesha Javed, Mrs Khadija Umar, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Syeda Majida Zaidi, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mian Shafi Muhammad, Mr Muhammad Ejaz Shafi, Mrs Nasim Lodhi and Mrs Qamar Aamir Chaudhry. Who is to move it?

HAFIZ MUHAMMAD QAMAR HAYAT KATHIA: I move:

"That in clause 3 of the Bill as recommended by the Special Committee, in sub-clause (4), in the proposed sub-section (6) of the Principal Ordinance, before para (a), the following shall be inserted as para (a) and the subsequent paras be renumbered accordingly:-

"(a) shall immediately refer the detainee to a Medical Board constituted by the government who shall issue a certificate of mental and physical fitness of the detainee for such detention."

MR. SPEAKER: The motion is moved:

"That in clause 3 of the Bill as recommended by the Special Committee, in sub-clause (4), in the proposed sub-section (6) of the Principal Ordinance, before para (a), the following shall be inserted as para (a) and the subsequent paras be renumbered accordingly:

"(a) shall immediately refer the detainee to a Medical Board constituted by the government who shall issue a certificate of mental and physical fitness of the detainee for such detention."

Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose it.

جناب سپیکر: جی، کاٹھیا صاحب!

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! اس قانون ہذا میں کوئی ایسی شق موجود نہیں ہے جس میں بتایا گیا ہو کہ میڈیکل بورڈ detainee کا چیک اپ کرے۔ اس کے علاوہ ہمیں یہ بتا دیں کہ کہاں پر میڈیکل بورڈ کا ذکر ہے اور کس طرح اسے appoint کرنا ہے؟ ابھی رانا صاحب نے ٹرائل کے بارے میں فرمایا تھا تو جب کوئی بھی شخص M.P.O کے تحت پکڑا جاتا ہے تو اسے تین ماہ کے لئے اندر کر دیا جاتا ہے پھر تین ماہ کے بعد عدالت میں جائے تو تب اس کی صحت کے بارے میں کیسے پتا چلے گا کہ وہ اس قابل تھا کہ نہیں؟ پتا نہیں اس وقت تک وہ گزر گیا ہو اس لئے کوئی ایسی بات واضح ہونی چاہئے کہ پتا چلے کہ اسے detain کرنے سے اس کا میڈیکل ہو۔ شکریہ

جناب سپیکر: مزید کوئی ممبر بات کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں اس کے بعد interruption دوبارہ نہیں ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب بھی کوئی آدمی detain ہوتا ہے تو اگر اسے جیل میں بند کیا جائے تو وہاں باقاعدہ ایک میڈیکل آفیسر ہوتا ہے اور وہاں پر جو بھی detainee یا حوالاتی جاتے ہیں تو باقاعدہ ان کا وہاں پر میڈیکل چیک اپ ہوتا ہے اور اگر کوئی ایسا circumstance ہو کہ جس میں detainee خود یہ سمجھے کہ اسے میڈیکل treatment کی ضرورت ہے تو وہ اس بارے میں detain کرنے والی authority پہلے صوبہ کی سطح پر ہوم سیکرٹری کے پاس اختیارات تھے لیکن اب ہم اسے ضلع کی سطح پر ڈی سی او کو اختیارات دے رہے ہیں وہ اس کے پاس apply کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! وہ میڈیکل بورڈ کے متعلق بھی پوچھ رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو detainee چونکہ اب تو وہ وقت رہا ہی نہیں کہ سیاسی لوگوں کو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی آپ بیتی سنا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب وہ وقت نہیں رہا کہ سیاسی لوگوں کو detain کیا جائے۔ یہ تو جرائم پیشہ لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے اور جیل میں باقاعدہ میڈیکل treatment کا اہتمام ہے۔ وہاں پر باقاعدہ ایک ایم بی بی ایس میڈیکل آفیسر ہوتا ہے جو اس حوالے سے ساری چیزیں چیک کر سکتا ہے اور اگر وہ چاہے کہ اس پر میڈیکل بورڈ بننا چاہئے تو وہ میڈیکل بورڈ بنایا جا سکتا ہے لیکن عام حالات میں ہر آدمی کو میڈیکل بورڈ کے سامنے پیش کرنا اور اس کی فٹنس کا تقاضا کرنا ویسے بھی میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔

MR. SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in clause 3 of the Bill as recommended by Special Committee, in sub-clause (4), in the proposed sub-section (6) of the Principal Ordinance, before para (a), the following shall be inserted as para (a) and the subsequent paras be renumbered accordingly:-
>
> "(a) shall immediately refer the detainee to a medical Board constituted by government who shall issue a certificate of mental and physical fitness of the detainee for such detention."

(The motion was lost)

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام میرے بھائی اور بہنیں جانے کی جلدی میں ہیں اور اشارے بھی کر رہے ہیں تو آگے والی تین ترامیم identical ہیں تو انہیں ایک ساتھ لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): لغاری صاحب! ایسا کریں کہ آپ ایک کو لے لیں اور دو کو withdraw کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ٹھیک ہے۔ آپ ہماری ایک پر ہی مان جائیں۔

جناب سپیکر: مجھے بتائیں کہ کون سی پیش کرنی ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! تیسری پیش کر دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر ہماری بات معقول ہوئی تو لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ ہماری بات مان لیں۔ ہم ان کی اتنی مانتے ہیں تو وہ ہماری بھی ایک مان لیں۔

MR. SPEAKER: The third amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din, Dr. Samia Amajad, Ch. Abdullah Yousaf, Mrs. Amna Ulfat, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ms. Amna Jehangir, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathia, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Ayesha Javed, Mrs. Khadija Umar, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Syeda Majida Zaidi, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mian Shafi Muhammad, Mr. Muhammad Ejaz Shafi,Mrs. Nasim Lodhi, Mrs. Qamar Aamir Ch. Who is to move it?

DR. SAMIA AMJAD: Sir! I move:

"That in clause 3 of the Bill as recommended by Special Committee, in sub-clause (4), in the proposed sub-section (6) of the Principal Ordinance, after para (a), the following proviso shall be added:-

"Provided that the grounds on which the order has been made, shall be communicated to the detainee in the language which he understands, preferably in Urdu."

MR. SPEAKER: The amendment is moved:

"That in clause 3 of the Bill as recommended by Special Committee, in sub-clause (4), in the proposed sub-section (6) of the Principal Ordinance, after para (a), the following proviso shall be added:-

"Provided that the grounds on which the order has been made, shall be communicated to the detainee in the language which he understands, preferably in Urdu."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس ترمیمی بل کا جب تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے تو آپ اس چیز کو خوب سمجھتے ہیں کہ اگر زبان انگریزی ہو یا کوئی ایسی زبان ہو کہ جو detainee کو سمجھ ہی نہ آئے تو اس

کے لئے اس میں کوئی انتظام نہیں کیا گیا کہ اس کے لئے کیا کرنا ہے؟ میں یہ کہنا چاہتی ہوں اور سپریم کورٹ کے میرے پاس کئی حوالے ہیں جو میں سارے پڑھنا چاہوں تو ایک گھنٹہ وقت لگ جائے گا۔

آوازیں: اس کی ضرورت نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں صرف ایک کی وضاحت کر دیتی ہوں چونکہ اتنی زور سے احتجاج ہوا ہے اور تقریباً تمام نے کھانا بھی کھانا ہے۔ چیف جسٹس ہدایت اللہ کی ایک ruling ہے

> If the detainee is an illiterate person and it is absolutely necessary that when he is dealing with the detainee who cannot read or understand English language or any language at all. That the grounds of detention should be explained to him clearly possible in the line which he understand. So that he can aware himself of the statuary right of making the representation to hand over to him the document written in English and to obtain his thumb impression on leaving token office having received the same.

جناب سپیکر! اس کی تفصیل میں اگر جائیں تو آپ یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اردو زبان میں ہی اگر اس کی provision دے دی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ کئی مواقع پر ہوا ہے کہ آپ نے اگر ایک ملزم کو پکڑ لیا ہے تو وہ اگر یہ کہہ دے کہ مجھے سمجھ ہی نہیں آتی، اس کا thumb impression ہو، اس کو انگریزی ہی سمجھ نہیں آتی۔ جس شخص کو انگریزی ہی سمجھ نہ آئے تو وہ بار بار یہ کہے گا کہ اردو میں documentation ہونی چاہئے تاکہ وہ شخص اس کو پڑھ سکے۔

جناب سپیکر! ہمارا نچ اس ترمیمی بل میں یہ کہتا ہے کہ اس چیز کا بالکل اہتمام نہیں کیا گیا کہ detainee پر جو الزامات ہیں، اس کو سمجھ کیسے آئے کہ مجھ پر کیا جس زبان میں الزامات ہیں۔ اگر

وہ انگریزی میں لکھے گئے ہیں یا کسی ایسی زبان میں لکھے گئے ہیں جو اس کو سمجھ ہی نہ آئے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ detainee پرائمری پاس اور انگریزی نہ سمجھتا ہو۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ اس بل میں اس قسم کی ایسی شق ہونی چاہئے کہ جو زبان اس detainee کو سمجھ آتی ہو، ترجیحی طور پر اس کو الزامات کی فہرست فراہم کی جائے کیونکہ ایک طرف سے تو وکیل کی بھی اجازت لینی ہے اور دوسری طرف اگر detainee میرا مطلب ہے کہ اس کی remedy کیا ہے اگر اس کو زبان سمجھ نہیں آئی تو وہ اشاروں کی زبان اختیار کرے گا تو اس بارے میں کیا کیا جائے گا؟ اس چیز کو کیوں نہیں سوچا گیا اور اس بل میں اس چیز کو کیوں نہیں شامل کیا گیا؟ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے communication بات ہے کہ international phenomena ہے۔ باہر کے ملکوں میں بھی آپ نے دیکھا ہے کہ کئی مرتبہ یہاں کے لوگ جو پکڑے جاتے ہیں تو انہیں بھی یہ چیز فراہم کی جاتی ہے کہ جو languages ہیں ان کو understand کیا جائے۔ صرف ایک لفظ کی بات کہتی ہوں کہ Indo Pak war میں قومہ کی ایک غلطی تھی کہ "روکو مت جانے دو" روکو مت، جانے دو اور جب اس قومہ کو تبدیل کیا، روکو مت جانے دو تو اس کا مطلب بالکل بدل گیا۔ ایک قومہ کے آگے پیچھے ہونے سے تو language brrier تو بہت بڑی بات ہے۔ آپ کو یہ پتا ہوگا کہ یہ روکو مت جانے دو پر Indo Pak کی war میں ایک پوری کی پوری جنگ شروع ہو گئی تھی۔ انگریز نے حکم دیا تھا کہ اس کو روکو۔۔۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا ٹائم آدھ گھنٹہ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

آوازیں: جناب سپیکر! ٹائم بہت ہو گیا ہے ہم نے جانا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے بھی جانا ہے۔ محترمہ جلدی کریں۔

محترمہ سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں آپ کی بہت respect کرتی ہوں اور اس سارے ایوان کی بھی respect کرتی ہوں۔ میں اپنی بات کو ذرا کم کرتے ہوئے کہتی ہوں کہ اگر آپ اس بل میں اس amendment کو منظور کر لیں گے تو اس detainee کو فائدہ ہوگا، ایسے بندے کو فائدہ ہوگا جو پڑھ لکھ نہیں سکتا اور جس کو legal language کا پتا نہیں۔ ایسی language ضرور ہونی چاہئے جس

detainee سے کو فائدہ ہو۔ہمیں ان prisoners کے حقوق کا بھی خیال رکھنا ہے اور یہ ایک international phenomena ہے۔شکریہ

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ نے ضد پکڑ لی ہے۔ میں بھی ایسے ہی چلتا جاؤں گا اس کو درمیان میں نہیں چھوڑوں گا اور ہم ٹائم بڑھاتے جائیں گے۔ جی محترمہ! بولیں جتنا مرضی بولیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ کہتے ہیں تو میں بیٹھ جاتی ہوں۔

جناب سپیکر: میں نہیں کہتا، میں آپ کو کیوں کہوں؟ میں نہیں کہوں گا، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اگر آپ خوشی خوشی اجازت دیں گے تو پھر میں بولوں گی۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو اجازت دے دی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی، آپ ناراض ہیں، میرا تو دل ہی مرجھا گیا میرا تو بات کرنے کو دل ہی نہیں چاہ رہا ہے۔ میں آپ کو ناراض نہیں کر سکتی۔

جناب سپیکر: پلیز، بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! زبان کے مسئلے کو آپ بھی بہتر سمجھتے ہیں کہ زبان انسان کی زندگی میں کتنا زیادہ matter کرتی ہے۔ زبان کے مسئلے کا تو سب سے زیادہ تجربہ آپ کو ہے کہ عائشہ جاوید نے آپ کو کتنا زیادہ پریشان کیا ہوا ہے۔ کہیں انگلش زبان سمجھنا مشکل ہے، کہیں اردو زبان سمجھنا مشکل ہے۔ میں اس سلسلے میں گزارش کروں گی کہ زبان بہت اہم ہے اور اس چیز کا حق ہونا چاہئے کہ اپنی زبان جس میں آپ easily اپنے آپ کو defend کر سکیں اور اپنی وکالت کر سکیں اس زبان کو بولنے کا right ہونا چاہئے کیونکہ ایک شخص جو مصیبت کا شکار ہے، اس وقت وہ

occupied ہے اور تمام ممبران بھی سمجھتے ہیں کہ یہ حق ہونا چاہئے۔ میں صرف یہی گزارش کرنا چاہ رہی تھی sorry آپ ناراض ہو گئے۔

جناب سپیکر: میں ناراض نہیں ہوں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ اس مسئلے کو خواہ مخواہ اس طرف لے آئے کہ detainee کو زبان سمجھ نہیں آئے گی۔ بات یہ ہے کہ جو detaining authority ہوتی ہے اس کی جو بھی زبان ہوتی ہے، اب ہمارے آفس میں اردو اور انگلش دونوں زبانیں چلتی ہیں تو اسی زبان میں detaining authority اپنا آرڈر پاس کرتا ہے۔ جو detainee ہے بعض terrorists ہیں وہ اس وقت پکڑے گئے پھر کیا ہم ان کو اس وقت سے ہی نوٹس بھیجیں گے؟ بعض کی فارسی زبان ہے بعض کی پشتو زبان ہے تو اس میں detainee کی language کی کوئی اہمیت نہیں ہے جو detaining authority ہے اس نے اپنی official language میں نوٹس بھیجنا ہے۔ اس میں ہم وکیل کرنے کی opportunity دے رہے ہیں۔ وکیل اردو بھی سمجھتے ہیں، انگلش بھی سمجھتے ہیں اور جو پنجابی بول رہا ہو گا اس کو بھی وہ translate کروالیں گے۔ اس لئے اس میں زبان کا مسئلہ سامنے آنے والا نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم سب یہاں پر لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں اور زبان بہت important matter ہے۔ زبان سے بڑھ کر کوئی بھی شخص اپنے جذبات کو express نہیں کر سکتا، اپنی سچائی کو نہیں بتا سکتا۔ زبان پر عبور ہو گا تو کوئی اپنے آپ کو explain کرے گا، یہ بہت important point ہے، زبان سے بڑھ کر کوئی بھی چیز نہیں ہے اور آپ اپنے آپ کو کیسے express کریں گے؟

جناب والا! یہ انہی کو credit جائے گا، یہ بل انہی کی حکومت میں آرہا ہے، یہ اتنا بڑا مسئلہ حل ہو جائے گا اور لوگ دعائیں دیں گے۔ اس کو accept لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نہیں سمجھتی کہ یہ کوئی اڑ جانے والا point ہے۔ اس میں دل بڑا کرنے کی ضرورت ہے، یہ کہنے کو ایک چھوٹی سی بات ہے لیکن آپ سوچ نہیں سکتے کہ اس میں کتنے لوگوں کا بھلا ہو گا۔ جو لوگ اپنی بات

نہیں کر سکتے، جو انگلش کو دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہیں یا وہ اردو میں جا کر پھنس جاتے ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ کہنے کو یہ ایک چھوٹی سی بات ہے لیکن یہ بہت بڑا point ہے اور اس میں بہت بھلا ہو گا اور یہ credit آپ کو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں کوئی بڑی بات involve نہیں ہے۔ جو detention کی grounds ہیں وہ detainee کے حوالے کی جاتی ہیں پھر اس کے بعد اس نے ان grounds کو چیلنج کرنا ہوتا ہے اور وہ عدالت میں چیلنج کرنا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: ان کو بھی ان چیزوں کا پتا ہے وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں اور ان کو سمجھ ہے۔

The amendment moved and the question is:

> "That clause 3 of the Bill as recommended by Special Committee in sub section (4) the proposed sub section (6) of the Principal Ordinance after Para (a), of the following proviso shall be added:-
> "Provided that the grounds on which the order has been made shall be communicated to the detainee in the language which he understands, preferably in Urdu."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: Now the motion moved and the question is:

> "That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE-4

MR. SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-5

MR. SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-6

MR. SPEAKER: Now, clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-7

MR. SPEAKER: Now, clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-8

MR. SPEAKER: Now, clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-1

MR. SPEAKER: Now, clause I of the Bill is under consideration. Since there is an amendment in it, the amendment is from Minister for Law and Parliamentary Affairs. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Mr. Speaker! I move:

"That clause I of the Bill as recommended by Special Committee in sub clause I the figures 2008 shall be substituted by the figures 2009."

MR. SPEAKER: The amendment moved is:

"That clause I of the Bill as recommended by Special Committee in Clause I of the figures 2008 shall be substituted by the figures 2009."

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I opposed.

MR SPEAKER: Yes!

جناب محمد محسن خان لغاری: I opposed it on a very simple ground ،ہمیں جو گنتی سکھائی گئی تھی اس میں "ایک" پہلے آتا تھا، آپ سب سے آخر میں "ایک" لے کر آئے ہیں۔ ہمیں استادوں نے غلط گنتی سکھائی تھی یا آج کوئی نئی گنتی آ گئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس لئے کہ بل کی جن clauses میں انہوں نے پہلے ترامیم دی ہیں اس پر یہ اپنی بات کر لیں، پہلے ہاؤس اس کو take up کر لے اور اس کے بعد last میں ہماری ترمیم take up کی جائیں۔ یہ ہم نے آپ کو preference دی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جناب لاء منسٹر نے بڑی بردباری کا ثبوت دیا ہے۔ ہماری چھوٹی چھوٹی جو معقول تجاویز تھیں ان کو بھی غیر معقول قرار دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں رہنے دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے بڑی بردباری کا ثبوت دیا ہے۔ ہماری چھوٹی چھوٹی جو معقول تجاویز تھیں ان کو بھی غیر معقول قرار دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں رہنے دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی!

Now, the question is:

"That clause I of the Bill as amended do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR. SPEAKER: Now, the preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the preamble of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR. SPEAKER: Now, the long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the long title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ اُدھر منہ کرکے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہماری طرف آپ نے کمر کی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: میں تو زیادہ دیکھتا ہی آپ کی طرف ہوں۔ (قہقہے)

جناب محمد افتخار خان: جناب سپیکر! ادھر سارے مشکوک ہیں کہ تسی اُدھر کیوں دیکھدے ہو؟

MR SPEAKER: Third reading starts.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008, be passed."

MR. SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2009, be passed."

(The Motion was carried)

(The Bill was passed)

جناب سپیکر: جی، آج کے اجلاس کا ایجنڈہ مکمل ہو گیا ہے۔ لہذا اجلاس کل بروز جمعرات 19۔فروری 2009 بوقت صبح دس بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ آپ تمام حضرات کا شکریہ